رفاقت با اہلِ دل
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا
سفرنامہ رنگون برما و ڈھاکہ بنگلہ دیش
جدید ایڈیشن مع اضافہ روئیداد سفرِ ڈھاکہ
و چالیس روز در حضورِ شیخ
مرتبہ:
شیخ الحدیث حضرت مولانا جلیل احمد اخون دامت برکاتہم
خلیفہ و مجازِ بیعت
عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
مکتبہ حکیم الامت رحمہ اللہ
جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر
Ph:063-2272121
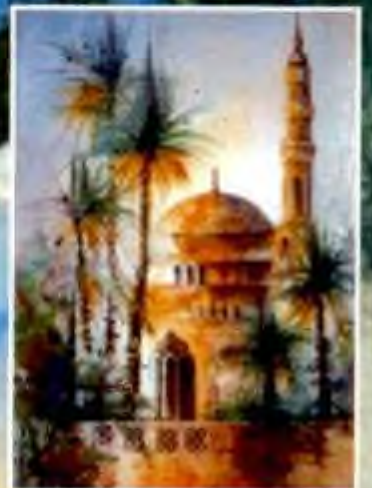
سفر نامہ رنگون و ڈھاکہ

Safar Nama

RANGOON
&
DHAKA

﴿انتساب﴾

احقر اپنی اس کاوش کو سیدی وسندی، مرشدی ومولائی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اور اپنے والدین مرحومین اور اساتذہ کرام کی طرف منسوب کرتا ہے، جن کی تعلیم وتربیت اور دعاؤں سے اس کوشش کے قابل ہوا۔

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات

Proprietors

Maktaba Hakeem-ul-Ummat, South Gate,
Jamia-ul-Uloom Eid Gah, Bahawalnagar
Ph.#:063-2272121

﴿ عرض مرتب ﴾

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل خاص اور والدین مرحومین کی دعاؤں کے صدقے عنفوان شباب سے عارف باللہ حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تعلق نصیب ہوا۔ اس نعمت عظمیٰ پر جس قدر شکر کیا جائے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سفر و حضر میں حضرت اقدس دامت برکاتہم کی معیت نصیب فرمائی۔ سنہ ۱۹۹۸ء میں حضرت والا دامت برکاتہم کے ساتھ برما و بنگلہ دیش کا سفر کیا اور اس سفر کے حالات (سفر نامہ رنگون) کے عنوان سے مرتب کئے۔ الحمد للہ اس کے دو ایڈیشن چھپ کر اختتام پذیر ہو چکے ہیں۔ قارئین کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس کی زبردست تحسین فرمائی اور بے حد فائدہ محسوس کیا۔ اس سے بندہ کی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی، اور اس سفر کی روئیداد سفر نامہ رنگون کے ساتھ سفر نامہ ڈھاکہ مکمل کرنے کی ہمت ہوئی۔

الحمد للہ! اس سفر نامے کا تیسرا ایڈیشن ”سفر نامہ رنگون و ڈھاکہ“ کے عنوان سے پیش خدمت ہے۔ ان دو اسفار کے حالات کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کی خدمت میں چالیس دن گزارنے کی تفصیل وحالات ”چالیس روز در حضورِ شیخ“ کے عنوان سے افادہ ناظرین کی خاطر ملحق کئے جارہے ہیں۔

اس سفر نامے کے مرتب کرنے میں مولوی محمد عمر برماوی سلمہٗ، محمد عدیل ارشد سلمہٗ، محمد ریاض سلمہٗ کمپیوٹر آپریٹر اور قاری محمد قاسم جلیلی سلمہٗ نے خصوصی تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر تعاون کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس سفر نامے کو میرے اور جملہ طالبین حق کیلئے نافع فرمائے اور شرف قبولیت بخشے۔ آمین

﴿وصلى الله تعالى على حبيبه محمد وآله وبارك وسلم تسليماً كثيراً﴾

جلیل احمد اخون عفی عنہٗ

ضابطہ

نام کتاب:	عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا ''سفرنامہ رنگون وڈھاکہ فروری ۱۹۹۸ء''
جامع ومرتب:	شیخ الحدیث حضرت مولانا الشاہ جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم
سرورق:	حافظ انجم محمود صاحب
کمپوزنگ:	محمد ریاض، محمد عدیل ارشد
تعداد:	گیارہ سو(۱۱۰۰)
اشاعت اول:	۱۹۹۹ء
اشاعت دوم:	۷ر ربیع الاول ۱۴۲۱ھ ، بمطابق ۲۰۰۰ء
اشاعت سوم:	۷ر رمضان ۱۴۲۷ھ ، بمطابق ۲۰۰۶ء
ناشر:	مکتبہ حکیم الامت، جنوبی گیٹ جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر
ای میل:	khanqah_bwn@yahoo.com
ویب سائٹ:	www.jamia-ul-uloom.com

ملنے کے پتے

۱۔ خانقاہ اشرفیہ اختریہ، جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر Ph.#:063-2272378

۲۔ کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال کراچی Ph.#:021-4992176

۳۔ مکتبہ سید احمد شہیدؒ، ۱۰۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور Ph.#:042-7228272,7228196

۴۔ یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، مسجد قدسیہ نزد چڑیا گھر، شاہراہ قائداعظم لاہور Ph.#:042-6373310

۵۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ، نزد چوک فوارہ ملتان Ph.#:061-4540513,4519240

باسمہ تعالیٰ شانہٗ

HAKIM MUHAMMAD AKHTAR

NAZIM
MAJLIS-E-ISHATUL HAQ

KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA
ASHRAFUL MADARIS
GULSHAN-E-IQBAL-2, KARACHI
P.O BOX NO 11182
PHONES 4981958

حکیم محمد اختر عفی عنہ
ناظم: مجلسِ اِشاعۃ الحق
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ/اشرف المدارس
ایس ٹی ۱، بلاک ۲، گلشن اقبال کراچی
پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲
فون ۴۹۸۱۹۵۸

عزیزم مولانا جلیل احمد اخون صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ میرے بہت پرانے احباب میں ہیں۔ اپنی طالب علمی کے زمانے سے مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ ۱۹۹۸ء میں انہوں نے میرے ساتھ رنگون اور ڈھاکہ کا سفر کیا تھا۔ سفر رنگون کے حالات و واقعات اور احقر کی معروضات کو انہوں نے نہایت خوبی سے تحریر کیا ہے جو سفر نامہ رنگون کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور خواص و عوام کو اس سے بہت نفع ہوا اور سب نے اس کو بہت پسند کیا۔ اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

سفر رنگون کے بعد ڈھاکہ کا سفر ہوا تھا لیکن وہاں کے واقعات اور احقر کی معروضات قلمبند نہیں کئے جا سکے تھے اس لئے سفر نامہ رنگون میں شائع نہ ہو سکے۔ اب مولانا سلمہ نے سفر نامہ ڈھاکہ بھی مکمل کر لیا ہے اور سفر نامہ رنگون و ڈھاکہ کے نام سے ایک ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اس کا نفع اب اور زیادہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی کاوش کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کے لئے نافع فرمائے اور مولانا موصوف کے لئے احقر کے لئے اور جملہ معاونین کے لئے قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ
۵ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ
مطابق ۲۹ ستمبر ۲۰۰۶ء

باسمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزم مولانا جلیل احمد اخون صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ میرے بہت پرانے احباب میں ہیں۔ اپنی طالب علمی کے زمانے سے مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ ۱۹۹۸ء میں انہوں نے میرے ساتھ رنگون اور ڈھاکہ کا سفر کیا تھا۔ سفر رنگون کے حالات و واقعات اور احقر کی معروضات کو انہوں نے نہایت خوبی سے تحریر کیا ہے جو سفر نامہ رنگون کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور خواص و عوام کو اس سے بہت نفع ہوا اور سب نے اس کو بہت پسند کیا۔ اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

سفر رنگون کے بعد ڈھاکہ کا سفر ہوا تھا لیکن وہاں کے واقعات اور احقر کی معروضات قلمبند نہیں کئے جا سکے تھے اس لئے سفر نامہ رنگون میں شائع نہ ہو سکے۔ اب مولانا سلمہ نے سفر نامہ ڈھاکہ بھی مکمل کر لیا ہے اور سفر نامہ رنگون و ڈھاکہ کے نام سے ایک ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اس کا نفع اب اور زیادہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی کاوش کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کے لئے نافع فرمائے اور مولانا موصوف کے لئے، احقر کے لئے اور جملہ معاونین کے لئے قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ
۵ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ
مطابق ۲۹ ستمبر ۲۰۰۶ء

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِين (القرآن)

ترجمہ:- اور سچوں کے ساتھ رہو۔

فروری ۱۹۹۸ء

مرتبہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا الشاہ **جلیل احمد اخون** صاحب دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ حکیم الامت رح، جنوبی گیٹ جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر

☎ 063-2272121

زمیں جیسے ہے آسماں میں

جس سے ہیں آپ خوش اس جہاں میں
وہ شب و روز ہے گلستاں میں

دیکھ کر میرے اشکِ ندامت
ابرِ رحمت کی بارش ہے جاں میں

آپ کا سنگ در اور میرا سر
حاصل زندگی ہے جہاں میں

سارے عالم کی لذت سمٹ کر
آ گئی ہے تیرے آستاں میں

لذتِ ذکرِ حق اللہ اللہ
اور کیا لطف آہ و فغاں میں

کیا کہوں قرب سجدہ کا عالم
یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

برق گرنا مگر رخ بدل کر
آہ سنتا ہوں میں آشیاں میں

عالم غیب کا یہ کرم ہے
چشم بینا دیا قلب و جاں میں

درس تسلیم و خون تمنا
ہے نہاں عشق کی داستاں میں

لذت قرب بے انتہا کو
کس طرح لائے اخترؔ زباں میں

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

رفاقت با اہل دل

درد دل کے واسطے درمان دل
صحبت با اہل دل با عاشقاں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّـــا بَـــعۡـــدُ!
فَـاَعُوۡذُ بِـاللّٰـهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم
بِسۡـــمِ اللّٰـــهِ الـرَّحۡـمٰـنِ الـرَّحِیۡـمِ
﴿ وَحَسُـــنَ اُولٰـــئِکَ رَفِیۡـــقًـــا ﴾ (النساء)

دنیا میں ہر انسان کو سفر سے واسطہ پڑتا ہے، لیکن خدا شناسوں کی غریب الوطنی جن انوار وتجلیات، فیوض و برکات، افادہ واستفادہ، عبرت وموعظت، صبر واستقلال، سوز وگداز اور علم وتجربہ کی حامل ہوتی ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔ اسی لئے اہل اللہ کے اسفار کے مرتب کرنے کا طریقہ رہا ہے تاکہ جس طرح خلق خدا ان کے حضر سے فیض اٹھاتی ہے، اسی طرح ان کے سفر سے بھی استفادہ کرے۔

اسی جذبے کے تحت سلطان العارفین، رومی وقت، تبریز دوراں، شیریں زباں، حاملِ نورِ یزداں، شیخ المشائخ، شیخ العلماء، عالم ربانی، مرشدِ حقانی، عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا سفر نامہ رنگون برما فروری ۹۸ء مرتب کیا گیا جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

شارح مثنوی عارف باللہ حضرت مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی مختصر سوانح

سفرنامہ شروع کرنے سے قبل حضرت اقدس دامت برکاتہم کی سوانح حیات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں، تاکہ طالبینِ حق کے لئے قدردانی و فیض رسانی کا باعث اور طریقِ سلوک میں مشعلِ راہ ثابت ہو ورنہ یہ اہل دل نہ اس کے خواہشمند اور نہ اسکے محتاج ہوتے ہیں بقول تائب صاحب ؎

رشکِ شمس و قمر کو غم کیا ہے
کوئی روشن کرے ہزار دیا

ولادت باسعادت

ہندوستان کے صوبہ یو۔پی کے ضلع پرتاب گڑھ کی ایک چھوٹی سی بستی اٹھیہہ کے ایک معزز گھرانے میں مرشدنا و مولانا حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت ہوئی، سنِ ولادت ۱۹۲۸ء ہے۔آپ کے والد ماجد کا نام محمد حسین تھا، جو ایک سرکاری ملازم تھے۔حضرت والا اپنے والد صاحب کے اکلوتے فرزند تھے۔آپ کی دو ہمشیرگان تھیں، اس لئے والد صاحب آپ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔حضرت والا جب اپنے والد صاحب کی محبت و شفقت کے واقعات کا تذکرہ فرماتے ہیں تو اشکبار ہو جاتے ہیں۔

زمانہ طفولیت ہی میں آثارِ جذب الٰہیہ

بچپن ہی سے حضرت والا پر آثار جذب کا ظہور ہونے لگا۔حضرت والا کے والد صاحب سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں سلطان پور میں تھے۔حضرت والا کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ جو خود بھی اس وقت بچی تھیں آپ کو گود میں لے کر محلّہ کی مسجد کے امام

جناب حافظ ابو البرکات صاحبؒ سے دم کروانے لے جاتی تھیں۔ جناب حافظ صاحبؒ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت والا فرماتے ہیں کہ اس وقت بھی اللہ کی محبت میں مجھے مسجد کے در و دیوار، مسجد کی خاک اچھی معلوم ہوتی تھی اور حضرت حافظ صاحبؒ سے مجھے اللہ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور دل میں آتا تھا کہ یہ اللہ کے پیارے ہیں۔ اتنے چھوٹے بچے کو جب کہ ہوش وحواس بھی صحیح نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کی محبت محسوس ہونا دلیل ہے کہ حضرت والا مادر زاد ولی ہیں۔ کچھ اور ہوش سنبھالنے کے بعد نیک بندوں کی محبت اور بڑھ گئی اور ان کی وضع قطع دیکھ کر بہت خوشی ہوتی اور ہر مولوی، حافظ اور داڑھی والے کو محبت سے دیکھتے۔

درجہ چہارم تک اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت والا نے اپنے والد صاحب سے درخواست کی کہ علم دین حاصل کرنے کے لئے دیوبند بھیج دیا جائے، لیکن والد صاحب نے مڈل اسکول میں داخل کرادیا۔ حضرت والا کا دل ان دنیوی تعلیمات میں بالکل نہیں لگتا تھا اور والد صاحب سے بارہا عرض بھی کیا لیکن ان کے اصرار پر ناچار سخت مجاہدہ کرکے یہ دن گزارے۔

اسی زمانہ میں جب کہ حضرت والا بالغ بھی نہیں ہوئے تھے، گھر سے دور جنگل کی ایک مسجد میں جاکر عبادت کیا کرتے تھے اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں رویا کرتے تھے۔ مسجد سے کچھ فاصلے پر مسلمانوں کے چند گھر آباد تھے۔ حضرت والا نے ان کو نماز پڑھنے کی دعوت دی اور ان پر مسلسل محنت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ نمازی بن گئے اور مسجد میں اذان اور جماعت ہونے لگی اور لوگ آپ کو بطورِ مزاح اس مسجد کے نمازیوں کا پیر کہنے لگے۔

بچپن ہی میں حضرت والا چپکے سے اٹھ کر گاہ گاہ رات کے آخری حصہ میں

ایک مسجد میں چلے جاتے، تہجد پڑھتے اور فجر تک اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب گریہ وزاری کرتے۔ ایک بار والد صاحب کے دوستوں میں سے کسی نے دیکھ لیا اور ان کو اطلاع کردی۔ اگلے دن جب حضرت والا فجر کے قریب مسجد سے باہر آئے تو والد صاحب مسجد کے باہر کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو، یہاں جنگل میں چورڈاکو بھی ہوتے ہیں، دشمن بھی ہوتے ہیں، لہٰذا اتنی رات میں یہاں اکیلے مت آیا کرو، گھر میں ہی تہجد پڑھ لیا کرو۔ والد صاحب کے حکم کی تعمیل میں حضرت والا پھر گھر پر ہی تہجد پڑھنے لگے۔ ان حالات کو دیکھ کر والد صاحب آپ کا نام لینے کے بجائے مولوی صاحب کہنے لگے اور ان کے دوست بھی آپ کو دُرویش اور فقیر کہتے تھے۔ واقعی کسی نے سچ کہا ہے ؎

زباں خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

مثنوی مولانا رومیؒ سے استفادہ

اسی دورِ نابالغی میں مولانا جلال الدین رومیؒ کی مثنوی شریف سے والہانہ شغف ہوگیا تھا۔ حضرت والا کے قرآن پاک کے استاد بڑی ہی دردناک آواز میں مثنوی شریف پڑھتے تھے۔ قرآن پاک پڑھنے کے بعد حضرت والا ان سے درخواست کرتے تھے کہ مثنوی شریف سنائیں تو وہ نہایت درد بھری آواز میں مثنوی شریف پڑھ کر حضرت کے قلب کو تڑپا دیتے تھے۔ اسی وقت سے حضرت مولانا رومیؒ سے حضرت والا کو بے پناہ محبت ہوگئی تھی اور مثنوی شریف سمجھنے کے شوق میں فارسی تعلیم شروع کردی تھی۔ حضرت والا اکثر فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اول تو مولانا رومیؒ ہیں جن سے میرے قلبِ مضطر کو بہت تسکین ملی اور اللہ کی محبت کا درد، اوّلاً مولانا رومیؒ سے ہی حاصل ہوا۔ اسی زمانے میں مثنوی شریف کے اشعار پڑھ پڑھ کر رویا کرتے تھے، خصوصاً یہ اشعار ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح از درد اِشتیاق

اے خدا تیری جدائی کے غم میں، میں اپنا سینہ پارہ پارہ چاہتا ہوں تاکہ تیری محبت کی شرح دردِاشتیاق سے بیان کروں ۔

ہر کہ را جامہ زعشقے چاک شد
اوز حرص و عیب کلی پاک شد

عشق حقیقی کی آگ سے جس کا سینہ چاک ہوگیا وہ حرص و ہوس، عُجب و کبر، حُبِّ دنیا، حب جاہ، کینہ وحسد، وغیرہ جملہ رذائل سے پاک ہوگیا ۔

آہ را جز آسمان ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

میں جنگل کے ایسے سناٹے میں آہ وفغاں کرتا ہوں جہاں کوئی میری آہ کا سننے والا نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تحصیل طبِ یونانی

درجہ ہفتم کے بعد حضرت والا کے والد گرامی نے پھر اصرار سے طبیہ کالج الٰہ آباد میں داخل کرادیا اور فرمایا کہ طب کی تعلیم کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کر لینا۔ چنانچہ والد صاحب کی خواہش پر الٰہ آباد طب کی تعلیم کے لئے تشریف لے گئے اور اپنی پھوپھی صاحبہ کے ہاں قیام فرمایا۔ وہاں سے ایک میل دور صحرا میں ایک مسجد تھی جو جنوں کی مسجد کے نام سے مشہور تھی، وہاں گاہے گاہے حاضری ہوتی تھی اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوتے تھے۔ اکثر ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے والد صاحب کو کہ انھوں نے مجھے طب پڑھائی جس سے مجھے اپنے احباب کو غیر معتدل ہونے سے بچانے میں مدد ملتی ہے اور ان کو معتدل رکھنے کے لئے

اپنی طب کو کام میں لاتے ہوئے ان کی صحت کا پورا خیال رکھتا ہوں، اتنا وظیفہ بھی نہیں بتاتا کہ جس کو پڑھنے سے ان کے دماغ میں خشکی بڑھ جائے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے مکاتبت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور وعظ ''راحت القلوب'' کے مطالعہ کے بعد اس سلسلہ سے بہت مناسبت اور محبت پیدا ہوگئی اور حضرت تھانویؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے خط لکھا، لیکن وہاں سے جواب آیا کہ حضرت علیل ہیں، خلفاء میں سے کسی مصلح کا انتخاب کرلیا جائے۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت تھانویؒ کی رحلت کی خبر ملی، شدید صدمہ ہوا اور بار بار یہ اشعار زبان پر آتے تھے اور گریہ طاری ہوجاتا تھا ؎

جو تھے نوری وہ گئے افلاک پر
مثل تلچھٹ رہ گیا میں خاک پر
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
بوم ویرانے میں ٹکراتا رہا

جس دن طبیہ کالج سے فارغ ہوئے اور پھوپھی کے گھر پہنچے تو گھر سے اطلاع ملی کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ غم کا ایک پہاڑ ٹوٹا اور قلب کو شدید غم پہنچا لیکن اپنے آپ کو سنبھالا اور قبرستان تشریف لے گئے، قبروں کو نگاہ عبرت سے دیکھا اور دل کو سمجھایا کہ یہی سب کی منزل ہے اور حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہی عین عبدیت ہے۔

تلاش مرشد

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ بچپن ہی سے بطریق جذب آتش عشق الٰہی سے نوازے گئے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سلسلہ

تھانوی کے کسی ایسے شیخ اور مصلح کی تلاش میں رہے جو سراپا دردِ عشق ومحبت اور سوختہ جان ہو۔ اسی دوران الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور روزانہ عصر سے رات گیارہ بجے تک حضرت کی خدمت میں رہتے۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبردست صاحبِ نسبت اور سراپا محبت تھے اور حضرت والا سے بے انتہا محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ حضرت والا اگر کبھی رات کا قیام فرماتے تو حضرت مولانا محمد احمد صاحب ؒ گھر سے اپنا بستر باہر خانقاہ میں لے آتے اور فرماتے کہ یہاں بڑے بڑے علماء آتے ہیں لیکن میں کسی کے لئے گھر سے باہر بستر نہیں لاتا، صرف آپ کے لئے گھر سے باہر آکر سوتا ہوں۔ ایک خط میں تحریر فرمایا کہ آپ کو مجھ سے جیسی محبت ہے دنیا میں مجھ سے ایسی محبت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ بقول حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی قدس سرہ سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے قوی النسبت بزرگ تھے اور مقام قطبیت پر فائز تھے اور نہایت درد سے اشعار پڑھتے تھے۔ آپ کے یہاں نسبت اشعار سے منتقل ہوتی تھی۔ حضرت والا کا ذوق شعری حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا تربیت یافتہ ہے۔ اسی دوران حضرت شیخ کی زندگی کا پہلا شعر ہوا جو آپ کی آتشِ غمِ نہانی کی ترجمانی کرتا ہے ؎

دردِ فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اِک ماہی بے آب ہے

بیعت وارادت

پھر حضرت شیخ کو علم ہوا کہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ

کے اجل خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ مقیم ہیں۔ ایک دوست نے حضرت شاہ عبدالغنی کے بارے میں چشم دید کیفیاتِ دردِ محبت وعشق و دیوانگی کا حال بیان کیا تو حضرت شیخ کو ان کی طرف دل میں بہت کشش محسوس ہوئی اور بہت زیادہ مناسبت معلوم ہونے لگی اور شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت شیخ نے حضرت شاہ عبدالغنیؒ کو جب پہلا خط لکھا تو اس میں یہ شعر تحریر کیا ؎

جان و دل اے شاہ قربانت کنم
دل ہدف را تیر مژگانت کنم

ترجمہ:۔ اے شاہ میں جان ودل آپ پر قربان کرتا ہوں۔

حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے جواب میں لکھا کہ ”آپ کا مزاج عاشقانہ معلوم ہوتا ہے اور اہل عشق اللہ تعالیٰ کا راستہ بہت جلد طے کرتے ہیں، محبت شیخ مبارک ہو، محبتِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی مفتاح ہے“ اور اپنے حلقہء ارادت میں قبول فرمالیا اور ذکر واذکار تلقین فرمائے۔

خدمتِ شیخ میں حاضری

حضرت والا اپنے شیخ ومرشد کی زیارت اور خدمت میں پہنچنے کے لئے بے چین رہے، لیکن سفر سے بعض موانع عارض تھے اس لئے جلد حاضر نہ ہو سکے۔ اسی دوران اپنے قصبہ کے قریب آبادی سے باہر ایک غیر آباد مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں معمولات پورے فرماتے۔ بالآخر حاضری کا وقت آن پہنچا۔ بقرعید کے قریب والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہو گئے اور عین بقرعید کے دن پھولپور پہنچے، قلب وجان مسرور تھے، خوشی اور مسرت ہر بُنِ مو سے ٹپک رہی تھی۔ حضرت پھولپوریؒ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے، ٹوپی زمین پر رکھی ہوئی تھی،

بال بکھرے ہوئے تھے، گریباں چاک تھا۔ دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت شمس الدین تبریزیؒ کی زیارت کررہے ہوں۔ جب حضرت پھولپوریؒ متوجہ ہوئے تو عرض کیا میرا نام محمد اختر ہے، پرتاب گڑھ سے اصلاح کے لئے حاضر ہوا ہوں، چالیس دن قیام کا ارادہ ہے۔ حضرت پھولپوریؒ نے اپنے بڑے صاحبزادے کو آپ کے قیام و طعام کا حکم دیا۔ پھر اپنے شیخ کے ساتھ ایسے جڑے کہ سترہ سال شاہ عبد الغنیؒ کی خدمت میں گزار دیئے، اور دس سال تو ایسے مجاہدات سے گزارے، جن کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ حضرت پھولپوریؒ تہجد کے وقت سے عبادت میں مشغول ہوتے تھے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اللہ اللہ کا نعرہ لگاتے گویا کہ سینہ میں آتش عشق کی اتنی بھاپ بھر جاتی کہ اگر یہ نعرہ نہ لگائیں تو سینہ ہی پھٹ جائے حضرت والا کا شعر ہے ؎

وقفہ وقفہ سے آہ کی آواز
آتش غم کی ترجمانی ہے

قرآن مجید کی تلاوت کرتے کرتے کبھی بڑی ہی وارفتگی اور بے چینی کے ساتھ فرماتے ؎

آ جا میری آنکھوں میں سما جا میرے دل میں

اور کبھی والہانہ انداز میں خواجہ مجذوبؒ کا یہ شعر پڑھتے ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سرِ زاہد نہیں یہ سر، سرِ سودائی ہے

عشق شیخ اور خدمت و مجاہدات

آپ اپنے شیخ کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتے، وضو کراتے اور جب شیخ عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے تو آپ پیچھے ذرا ہٹ کر آڑ میں بیٹھے رہتے تاکہ شیخ کی عبادت میں خلل نہ پڑے جب تک شیخ مشغول رہتے آپ بھی بیٹھے رہتے۔ تہجد سے دوپہر تک تقریباً سات گھنٹہ روزانہ شیخ عبادت فرماتے۔ دوپہر کا کھانا شیخ اور مرید مل کر تناول فرماتے، ان

دس برسوں میں کبھی ناشتہ نہیں کیا، کیونکہ حضرت شیخ پھولپوری ؒ بوجہ پیرانہ سالی ناشتہ نہیں کرتے تھے، اس لئے حضرت نے بھی ناشتہ کو منع کر دیا کیونکہ روزانہ ناشتہ بھجوانے میں شیخ کے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی۔ جوانی کے وقت میں صبح سے لے کر ایک بجے تک ایک دانہ منہ میں نہیں جاتا تھا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرا ناشتہ شیخ کے دیدار، ذکر و تلاوت و اشراق سے ہوتا تھا اور اتنا نور محسوس ہوتا تھا کہ آج تک اس کے انوار قلب و روح محسوس کرتے ہیں۔ چاندنی راتوں میں اپنے شیخ کے ساتھ جنگل میں درختوں کے نیچے بیٹھ کر ذکر کرتے عجیب کیف و مستی کا عالم ہوتا۔

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جذبِ عشق و مستی کا عجب عالم تھا، گھر میں نہ بیت الخلاء تھا نہ غسل خانہ، قضاء حاجت کے لئے جنگل میں جانا ہوتا۔ وضو اور غسل کے لئے قریب میں پانی کا ایک تالاب تھا جس میں بہت جونکیں تھیں اور سردیوں میں پانی برف کی مانند ٹھنڈا ہو جاتا تھا، جب نہاتے تو ایک منٹ کے لئے ایسا لگتا کہ بچھوؤں نے ڈنگ مار دیا ہو، اسی میں نہاتے تھے اور جونکوں کو بھی ہٹاتے جاتے کہ کہیں چپک نہ جائیں۔ مسجد کے قریب ایک کنواں بھی تھا لیکن حضرت شیخ پھولپوری ؒ اس کا پانی استعمال نہ کرتے تھے اس لئے حضرت اپنے شیخ کے لئے شدید گرمیوں میں بھی روزانہ ایک میل دور ندی سے پانی بھر کر لاتے۔ غرض حضرت اقدس شب و روز سفر و حضر میں اپنے شیخ کی خدمت میں مشغول رہتے۔

اسی سال سفر کراچی میں فقیر (جلیل احمد خون عفی عنہ) کی ملاقات جناب محمد الیاس صاحب قریشی دہلوی سے ہوئی جو ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری ؒ ہمارے گھر واقع کوچہ مہر پرور

دہلی تشریف لائے ان کے ہمراہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی تھے۔ حضرت حکیم صاحب کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا۔ شدید سردی کا موسم تھا، میری والدہ حیات تھیں اور وہ بھی بوڑھی تھیں، والد صاحب پہلے فوت ہو چکے تھے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحبؒ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی والدہ سے کہہ دیں کہ عشاء کے وقت ہی تہجد کے وضو کے لئے پانی گرم کر کے دے دیا کریں رات کو اٹھنے کی بالکل تکلیف نہ فرمائیں، محمد اختر خود انتظام کرے گا۔ چنانچہ روزانہ لوہے کے ایک برتن میں پانی گرم کر کے دے دیا جاتا جسے حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم گہرے خاکی رنگ کے کمبل میں لپیٹتے اور اس کو اپنے پہلو میں رکھ لیتے اور اوپر سے لحاف اوڑھ لیتے تاکہ ان کے جسم اور لحاف کی گرمی سے پانی ٹھنڈا نہ ہو۔ اور رات بھر اسی طرح اسے لئے ہوئے نہ معلوم کس طرح سوتے، اور تہجد کے وقت جب حضرت شاہ عبد الغنی صاحب اٹھتے تو پانی گرم ہوتا اور حکیم صاحب دامت برکاتہم اپنے شیخ کو وضو کراتے۔ جناب محمد الیاس صاحب قریشی فرماتے ہیں کہ کافی دن حضرت ہمارے گھر رہے اور میں روزانہ یہ منظر دیکھتا تھا اور مجھے بڑی حیرت ہوتی تھی۔ واقعی محبت میں وہ کرامت ہے جو ہر قسم کی طاقت دے دیتی ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اختر میرے پیچھے پیچھے ایسے لگا رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ ماں کے پیچھے پیچھے لگا رہتا ہے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم اپنے شیخ کے علوم و معارف اور ملفوظات کو بڑی محبت اور جانفشانی سے قلمبند فرماتے تھے، چنانچہ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب نے فرمایا کہ حکیم اختر میرے غامض و دقیق مضامین کو بھی قلمبند کر لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب کے وہبی علوم آپ ہی کے ذریعہ منصۂ شہود پر آئے اور حضرت پھولپوریؒ کی زندگی میں معرفت الہیہ، معیت الہیہ، براہین قاطع، شراب کی حرمت اور ملفوظات

حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ وغیرہ شائع ہوئیں جو حضرت والا کے قلم ہی سے لوگوں تک پہنچیں۔

تحصیل علوم دینیہ

آپ نے اپنے شیخ کے مدرسہ بیت العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی، بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لینا چاہئے لیکن حضرت نے انکار کردیا کہ وہاں مجھے اپنے شیخ کی صحبت نہیں ملے گی جو علم کی روح ہے۔ فرمایا کہ علم میرے نزدیک درجہ ثانوی اور اللہ تعالیٰ کی محبت درجہ اولیں میں ہے۔ یہاں علم کے ساتھ مجھے شیخ کی صحبت نصیب ہوگی جس کی برکت سے اللہ ملے گا۔ اسی کی برکت ہے کہ آج بڑے بڑے فضلاء دیوبند حضرت والا کے حلقہ ارادت میں ہیں۔ حضرت والا نے اتنی محنت سے پڑھا کہ درس نظامی کے آٹھ سال کے نصاب کی چار سال میں تکمیل کی اور بخاری شریف کے چند پارے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ سے پڑھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ ایک واسطے سے حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد ہیں۔ اس طرح آپ کی سند بہت عالی ہے۔

حضرت والا کی سادگی معاشرت

حضرت والا کی پوری زندگی بے تکلفی و سادگی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں وارفتگی اور راہ حق کے مجاہدات سے عبارت ہے۔ حضرت شیخ نے اپنا نکاح اعظم گڑھ کے قریب ایک گاؤں کوٹلہ میں نہایت سادگی سے ایک ایسی خاتون سے فرمایا جو عمر میں حضرت والا سے دس سال بڑی تھیں لیکن پورے گاؤں میں ان کی دینداری و بزرگی کا شہرہ تھا۔ اسی لئے حضرت والا نے ان کا انتخاب فرمایا۔

حضرت والا فرماتے ہیں کہ شیخ کی صحبت میں مدت طویلہ تک رہنا ان کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔ شیخ پھولپوریؒ کے ساتھ حضرت والا کے شدید والہانہ تعلق کو دیکھ کر

انہوں نے شروع ہی میں خوشی سے اجازت دیدی تھی کہ آپ جب تک چاہیں شیخ کی خدمت میں رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا ہماری طرف سے آپ پر کوئی پابندی نہیں، حضرت فرماتے ہیں کہ وہ ہمیشہ دین میں میری معین رہیں اور ابتداء ہی سے مجھ سے کہا کہ ہم ہمیشہ آپ کا ساتھ دیں گے، جو کھلائیں گے کھالیں گے، جو پہنائیں گے پہن لے گے، اگر فاقہ کریں گے ہم بھی فاقہ کریں گے، آپ جنگل میں رہیں گے تو ہم بھی جنگل میں رہیں گے، آپ سے کبھی کوئی فرمائش اور مطالبہ نہیں کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس عہد کو پورا کردکھایا اور زندگی بھر کسی چیز کی فرمائش نہیں کی، نہ زیور کی، نہ کپڑے کی، نہ مال کی، دنیا کی محبت ان میں تھی ہی نہیں، جانتی ہی نہ تھیں کہ دنیا کدھر رہتی ہے۔ جب گھر میں داخل ہوتا تو اکثر و بیشتر تلاوت کرتی ہوتیں۔ حضرت شیخ پھولپوریؒ نے حضرت والا کے لئے فرمایا تھا کہ یہ تو صاحب نسبت ہیں ہی لیکن ان کی گھر والی بھی صاحب نسبت ہے۔

۱۹۶۰ء میں جب حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ نے پاکستان ہجرت کی تو آپ ساتھ آئے لیکن اپنی اہلیہ اور فرزند مولانا محمد مظہر میاں صاحب کو جو اس وقت بچے تھے ہندوستان میں چھوڑ آئے اور قلت وسائل کی وجہ سے ایک سال تک نہ بال بچوں کو پاکستان بلا سکے اور نہ خود جا سکے۔ یہ ایک سال حضرت پیرانی صاحبہ نے بڑی مجاہدے میں گزارا لیکن کبھی شکایت لکھ کر بھی نہیں بھیجی بس ایک خط میں بچہ کی شدید علالت کا تذکرہ کیا اور دعا کے لئے عرض کیا واپسی کا مطالبہ اور شکایت پھر بھی نہ لکھی۔

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ اس دور کی رابعہ بصریہ تھیں اور ایک راز کی بات بتاتا ہوں کہ ان کے حالات رفیعہ کی وجہ سے میں ان کا ہمیشہ سے اتنا

معتقد ہوں کہ ان کے وسیلہ سے اب دعا کرتا رہتا ہوں۔ انتقال سے دو تین دن پہلے سے گھر کے افراد کو اور عیادت کے لئے آنے والی عورتوں کو کئی بار ان کے قریب ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو زندگی بھر کبھی نہیں سونگھی تھی۔

اور وفات کے بعد مبشرات منامیہ بھی ان کے لئے بہت ہیں۔ جنوبی افریقہ کے مفتی حسین بھیات صاحب مدظلہم نے انتقال کے اگلے دن خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو فرشتہ نے ان کو روک دیا کہ ابھی نہیں اور پیچھے حضرت پیرانی صاحبہ آرہی تھیں تو فرشتہ نے ان کو راستہ دے دیا اور وہ جنت میں داخل ہو گئیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت مبشرات ہیں لیکن یہ اس کا موقع نہیں۔

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان عاشقانہ

حضرت شیخ نے اپنے شیخ کی کیفیات عشق و دیوانگی کا نقشہ ان اشعار میں کھینچا ہے ؎

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتش غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو
ہم نے دیکھا ہے تیرے سوختہ سامانوں کو
سوزش غم سے تڑپتے ہوئے پروانوں کو
ہم فدا کرنے کو ہیں دولت کونین ابھی
تو نے بخشا ہے جو غم ان پھٹے دامانوں کو

حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک مرتبہ تو اتنے قریب سے زیارت نصیب ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آرہے تھے۔ حضرت نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا عبدالغنی نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں عبدالغنی آج تم نے اپنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب دیکھ لیا۔ آخر میں

آپ نے (حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے) اپنے شیخ کے ساتھ کراچی ہجرت فرمائی اور حضرت مرشد کی وفات تک ساتھ رہے۔ اور ایسی خدمت کی جو اپنی مثال آپ ہے۔

خلافت واجازت بیعت

حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ان کے متعلقین مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے رجوع کرلیں۔ چنانچہ حسب وصیت آپ نے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنیؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاابرارالحق صاحبؒ سے اصلاحی تعلق قائم فرمالیا اور دو سال بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ اس کے بارے میں آپ نے بہت پہلے خواب دیکھا تھا کہ حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ سے فرمایا تھا کہ آپ اختر کو اجازت فرمادیں اور اس کی تعبیر کئی سال بعد ظاہر ہوئی۔ حضرت مولانا شاہ ابرارالحقؒ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چونکہ انہوں نے حضرت تھانویؒ اور خواجہ مجذوبؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ سے رجوع کرلیا تھا تو حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے سولہ سال تک حضرت مولانا شاہ ابرارالحقؒ نے آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کرتے دیکھا تھا، اسی لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ سات سو آٹھ سو برس پہلے لوگ کس طرح اپنے شیخ کی خدمت کیا کرتے تھے وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا مولانا حکیم اختر صاحب کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ دور قدیم میں اس طرح خدمت کرتے ہوں گے۔ اور جب حضرت پھولپوریؒ کا انتقال ہوا تو حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے حضرت کو خط میں تحریر فرمایا کہ از ابتداء تا انتہا خدمت شیخ مبارک ہو اور ایک بار جدہ میں

حضرت سے فرمایا کہ آپ سے دین کا جو عظیم الشان کام لیا جا رہا ہے یہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا صدقہ ہے۔

۱۳۹۰ھ میں حضرت شیخ کو حرمین شریفین کی حاضری کی دوسری بار سعادت نصیب ہوئی اور وہاں پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی ہوئی۔ اپنے مربیان کی زیارت و ملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور حرم میں حضرت کے بیانات بھی ہوئے اور پچاس سے زیادہ افراد حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ طواف بیت اللہ کے دوران یہ اشعار موزوں ہوئے جو عجب کیف و مستی کے حامل ہیں ؎

کہاں یہ میری قسمت یہ طواف تیرے گھر کا
میں جاگتا ہوں یارب یا خواب دیکھتا ہوں
نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بو سے
کسی اور سمت کو ہے میری زندگی کا دھارا
جو گرے ادھر زمیں پر میرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر میری بندگی کا تارا

شیخ اول کے انتقال کے بعد سالکین کے لئے حضرت والا کا یہ عمل شیخ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنے دوسرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پاکستان سے گاہے گاہے حاضر ہوتے رہے اور ایک بار ہردوئی (انڈیا) میں شیخ کی خدمت میں پچاس دن تک قیام فرمایا۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ترتیب کے مطابق آپ سے فرمایا کہ آپ مدرسے کے قاری صاحب سے نورانی قاعدہ پڑھیں اور اگر آپ چاہیں تو قاری صاحب آپ کی قیام گاہ پر آ کر بھی پڑھا سکتے ہیں۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ

نہیں حضرت میں درسگاہ میں جا کر پڑھوں گا۔ چنانچہ آپ نے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نورانی قاعدہ پڑھا تو حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے کئی جگہ اس واقعہ کو بیان فرمایا اور مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر پڑھا ؎

ایں چنیں شیخے گدائے کو بکو
عشق آمد لا ابالی فاتقوا

ترجمہ:۔ اتنا بڑا شیخ آج گدا بن کر در بدر پھر رہا ہے عشق جب آتا ہے تو اسی شان سے آتا ہے۔

مجاہدات شاقہ اور انکا ثمر

اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زمانہ قیام میں حضرت والا پر مجاہدات اختیاری کے علاوہ مجاہدات اضطراری بھی آئے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں لیکن حضرت کے چار شعر نقل کرتا ہوں جن میں اضطراری یعنی ایذائے خلق کی طرف اشارہ ہے ؎

بتاؤں کیا کیا سبق دیئے ہیں تری محبت کے غم نے مجھ کو
ترا ہی ممنون ہے غمِ دل اور آہ و نالہ دل حزیں کا
جفائیں سہہ کر دعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گذرا اسی طرح سے تمہارے در پر دل حزیں کا
جو تیری جانب سے خود ہی آئے پیامِ الفت دل حزیں کا
تو کیوں نہ زخم جگر سے بہہ کر لہو کرے رخ تیری زمیں کا
نہیں تھی مجھ کو خبر یہ اختر کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آپ نے بڑے صبر واستقلال کے ساتھ مخلوق کی ایذا رسانیوں کو برداشت

کیا اور نہ کبھی کسی سے انتقام لیا اور نہ بد دعاء دی۔ انہیں مجاہدات کی برکت اور اپنے شیخ کی محبت وخدمت اور اتباع وانقیاد کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص آپ پر متوجہ ہے اور آج پورے عالم میں آپ کا فیض پھیل رہا ہے۔ آپ جس کمال علم وعمل، تقویٰ و للّٰہیت، معرفت وخشیت، نسبت وولایت، دردوغم، سوز وگداز، شیریں ومٹھاس، آہ و فغاں، شفقت ورأفت، چشم گریاں وسینہ بریاں، پرتاثیر وعظ ونصیحت اور اصلاح و تزکیہ کی مہارت تامہ سے نوازے گے ہیں وہ بہت کم بندگان خدا کو میسر ہے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی مایہ ناز تصانیف معرفت الٰہیہ، معارف مثنوی، کشکول معرفت اور روح کی بیماریاں اوران کا علاج وغیرہ اس بات پر شاہد عدل ہیں۔ حضرت مولانا شیخ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے معارف مثنوی کے مطالعہ کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کی تالیف لطیف معارف مثنوی پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا اور حضرت والا کی فارسی مثنوی پڑھ کر حضرت بنوریؒ نے فرمایا تھا کہ آپ میں اور مولانا روم میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم کے ایک صد کے قریب تصانیف ومواعظ لاکھوں کی تعداد میں اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، ترکی، بنگالی، برمی، پشتو، گجراتی، سندھی، بلوچی اور دیگر زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

حضرت والا دامت برکاتہم کی تصانیف وتالیفات

(۱) معرفت الٰہیہ (۲) معیت الٰہیہ (۳) براہین قاطعہ (۴) صراط مستقیم (۵) شراب کے حرام ہونے کا ثبوت (۶) ملفوظات مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ (۷) معارف مثنوی (۸) کشکول معرفت (۹) رسول اللہ ﷺ کی نظر میں دنیا کی حقیقت (۱۰) روح کی بیماریاں اوران کا علاج (۱۱) مجالس ابرار (۱۲) مذکرات دکن

(۱۳) صدائے غیب (۱۴) نوائے غیب (۱۵) قرآن وحدیث کے انمول خزانے اور ایمان پر خاتمہ کے سات مدلل نسخے (۱۶) ایک منٹ کا مدرسہ (۱۷) تسہیل قواعد النحو (۱۸) معارف شمس تبریز (۱۹) بدنظری اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج (۲۰) فیضان محبت (شعری مجموعہ) (۲۱) پیارے نبی کی پیاری سنتیں (۲۲) صحبت اہل اللہ اور اس کے فوائد (۲۳) نالہ درد (عارفانہ اشعار) (۲۴) اصلاح کا آسان نسخہ (۲۵) معمولات صبح وشام (۲۶) درس مثنوی مولانا روم (۲۷) فغانِ رومی۔

ملفوظات

(۱) فیوض ربانی (۲) الطاف ربانی (۳) افضال ربانی (۴) انعامات ربانی (۵) عنایات ربانی (۶) عطاء ربانی (۷) باتیں ان کی یاد رہیں گی (۸) سفر نامہ رنگون وڈھاکہ

مواعظ حسنہ

(۱) استغفار کے ثمرات و برکات (۲) فضائل توبہ (۳) تعلق مع اللہ (۴) علاج الغضب (۵) علاج کبر (۶) تسلیم ورضا (۷) خوشگوار ازدواجی زندگی (۸) حقوق النساء (۹) بدگمانی اور اس کا علاج (۱۰) منازل سلوک (۱۱) تجلیات جذب (اول، دوم، سوم وچہارم) (۱۲) تزکیہ نفس (۱۳) طریق ولایت (۱۴) تکمیل معرفت (۱۵) مقصد حیات (۱۶) فیضان محبت (۱۷) ذکر اللہ اور اطمینان قلب (۱۸) تقویٰ کے انعامات (۱۹) حیات تقویٰ (۲۰) نزول سکینہ (۲۱) صراط مستقیم اور اہل اللہ (۲۲) مجلس ذکر (۲۳) تعمیر وطن آخرت (۲۴) راہ مغفرت (۲۵) نور ہدایت اور اس کی علامات (حصہ اول) (۲۶) نور ہدایت اور اس کی علامات (حصہ دوم) (۲۷) عظمت حفاظ کرام (۲۸) علامات اہل محبت (۲۹) بعثت نبوی کے مقاصد (۳۰) تشنگان جام شہادت (۳۱) عرفان محبت (۲۳) آداب راہ وفا

(۳۳)امید مغفرت ورحمت (۳۴)صبر اور مقام صدیقین (۳۵)صحبت اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی ۔(۳۶)عشق رسالت ﷺ کا صحیح مفہوم (۳۷)منزل قرب الٰہی (۳۸)انوار حرم (۳۹)فیضان حرم (۴۰)حقیقت شکر (۴۱)اللہ جل جلالہ کے باوفا بندے (۴۲)قافلہ جنت کی علامت (۴۳)اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت (۴۴)یاارحم الراحمین،مولائے رحمۃ للعٰلمین (۴۵)ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے (۴۶)لذت ذکر اور لطف ترک گناہ (۴۷)ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ (۴۸)تحفہ ماہ رمضان (۴۹)عظمت رسالت ﷺ (۵۰)اللہ تعالیٰ کا پیغام دوستی (۵۱)انعامات الٰہیہ (۵۲)تقریر ختم قرآن و بخاری شریف (۵۳)محبوب الٰہی بننے کا طریقہ (۵۴)توبہ کے آنسو (۵۵)آرام دوجہاں کا طریق (۵۶)خون تمنا کا انعام (۵۷)تعلیم وتزکیہ کی اہمیت (۵۸)اصلی پیری مریدی (۵۹)مقام اولیاء صدیقین (۶۰)علامات مقبولین (۶۱)مقام اخلاص محبت (۶۲)قرآن پاک کی روشنی میں ثبوت قیامت اور اس کے دلائل (۶۳)حقوق الرجال (۶۴)لذت قرب خدا (۶۵)دین پر استقامت کا راز

حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ان کے شیخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے حیدرآباد دکن (انڈیا) میں عارف باللہ کا خطاب دیا جہاں ایک بہت بڑا دینی جلسہ تھا۔ جلسہ کے منتظمین کو حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے ہدایت کی کہ اشتہار میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے نام سے پہلے عارف باللہ لکھا جائے اور جب مولانا ابرارالحق صاحبؒ کچھ سال قبل جنوبی افریقہ پہنچے اور وہاں پر آپ کا فیض دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور آپ کے بارے میں فرمایا ؎

کرامت ہے یہ تیری رندوں میں مرے ساقی
جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں میخانہ بن جائے

یہ اہل اللہ داغ حسرت دل سے سجاتے ہیں تب کہیں جا کے اللہ تعالیٰ کو پاتے ہیں اسی لئے بزرگان دین اور مشائخ کے ایام مجاہدہ دیکھنے چاہئیں نہ کہ ایام فتوحات۔ حضرت میر عشرت جمیل صاحب نے خوب فرمایا۔

آہ کیا سمجھے گا وہ فطرت شاہانہ تیری
جس نے دیکھی ہی تری شان فقیرانہ نہیں

مبشرات منامیہ

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے لئے مبشرات منامیہ بھی عظیم الشان ہیں اور چونکہ مبشرات آیت **لھم البشریٰ** کی تفسیر ہیں اس لئے صرف چند یہاں پیش کرتا ہوں۔

پہلی بشارت

چند سال قبل حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران حضرت مولانا عبدالحمید صاحب خلیفہ اجل حضرت اقدس دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم آزادوِل نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ مواجہہ شریف میں حاضر ہیں اور حضرت والا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے ہیں۔ اور خواب ہے میں دیکھا کہ سرور عالم ﷺ روضہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرات شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنھما) بھی ہیں اور آپ ﷺ نے خوش ہو کر تبسم فرماتے ہوئے حضرات شیخین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو! میرے اختر کو دیکھو۔

دوسری بشارت

اس خواب سے تقریباً دس سال پہلے بنگلہ دیش کے قاری عبدالحق صاحبؒ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا کہ حضور ﷺ نے ان کی پیشانی اور چہرے کا بار بار اتنا

بوسہ لیا کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن مبارک ان کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ معلوم ہے میں تم سے کیوں محبت کرتا ہوں؟ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے تو کچھ خبر نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ چونکہ تم میرے اختر سے محبت کرتے ہو اس لئے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

تیسری بشارت

اور اسی سال حضرت والا کے ایک خادم محمد فہیم صاحب کو جو نہایت صالح جوان ہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ چاروں سلسلے حق ہیں لیکن ان چاروں سلسلوں میں سب سے زیادہ ہمارے قریب یہ ہیں اور یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت والا کی طرف اشارہ فرمایا جو نہایت ادب سے دوزانو گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو میرے اختر سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا۔

چوتھی بشارت

اور لیسٹر (انگلینڈ) کے مولانا سلیمان ناناصاحب جو اس سال یعنی ۱۴۲۰ھ کو خاص عید الفطر کے دن مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مواجہہ شریف میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے وقت بیداری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی کہ مولانا اختر سے ہمارا سلام کہہ دینا اور صلوٰۃ وسلام پڑھ کر جب واپس ہونے لگے تو مواجہہ شریف سے پھر آواز آئی کہ دیکھو مولانا اختر کو ہمارا اسلام ضرور پہنچا دینا، سبحان اللہ۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

ترجمہ:۔ اس بشارت پر اگر جان فدا کردوں تو بجا ہے اور پھر بھی حق تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

پانچویں بشارت

اور حال ہی میں پشاور کے ایک صالح جوان جن کا تبلیغی جماعت سے تعلق ہے کراچی حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ روضہ مبارک میں حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے حضرت والا کے سر پر عمامہ باندھ رہے ہیں ؎

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

یا رب صلّ وسلم دائما ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلھم

رضاء بالقضاء کی تصویر

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مقام اخلاص سے بھی بلند ہے وہ ہے رضاء بالقضاء یعنی اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کے فیصلوں پر دل وجان سے راضی رہنا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے امت کو اس کی عملی تعلیم اس وقت دی جب آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہو رہا تھا، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے اے ابراہیم ہم آپ کی جدائی پر غمگین ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر دل سے راضی ہیں۔ اس واقعے سے معلوم ہوا کہ طبعی غم رضاء بالقضاء کے منافی نہیں ہے بشرطیکہ دل اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر مطمئن ہو۔

اولیاء صدیقین کو اس مقام کا حاصل ہونا ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے مقام قرب میں اضافہ اور مخلوق کو ان کے رضاء بالقضاء کے مقام پر نظارہ اور سبق دینے کیلئے آزمائشوں میں مبتلاء فرما دیتے ہیں۔

سیدی و مرشدی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم پر ۳۱ر جولائی ۲۰۰۰ء بروز بدھ فالج کا حملہ ہوا جس سے دایاں حصہ اور زبان

بری طرح متاثر ہوئی، لیکن اول یوم سے حضرت کے چہرہ پر جو اطمینان کی کیفیت تھی وہ کسی تندرست اور توانا کو بھی حاصل نہیں۔

بندہ جب اگلے روز بہاول نگر سے کراچی پہنچا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بندہ کو دیکھ کو حضرت مسکرائے جبکہ بندہ رو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کے قوت ارادی اور رضاء بالقضاء کے صدقے مرض میں کافی حد تک تخفیف ہوگئی۔ زبان تو الحمدللہ بالکل صاف ہوگئی۔ اور اعضاء میں بھی کچھ حرکت آگئی لیکن معذوری کلی طور پر ختم نہیں ہوئی اور حضرت کے فیض رسانی کا سلسلہ پہلے سے کہیں بڑھ گیا۔ صحت کی حالت میں ہفتہ واری مجلس ہوتی تھی اور فالج کی بیماری کے بعد روزانہ چار مجلسیں فرمانے لگیں۔ فجر کے بعد، ساڑھے گیارہ بجے دن، عصر کے بعد اور عشاء کے بعد۔ اور الحمدللہ! اب تک یہ مجالس جاری ہیں اور ہر مجلس کا دورانیہ پونے گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے تک ہے۔ اور حضرت والا کی محبت الٰہیہ کی شراب کہن کے ایک ایک قطرے سے سرشار محبت الٰہیہ واصل باللہ، عارف باللہ اور باقی باللہ ہو رہے ہیں اور حضرت کا فیض پہلے سے کہیں زیادہ سالکین کے قلوب محسوس کر رہے ہیں۔ اور پورے عالم سے تشنگان شراب محبت الٰہیہ کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے۔ حضرت والا نے تربیت سالکین میں اپنی بیماری کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا اور طالبین کو دل کھول کر خم کے خم شراب آسمانی کے پلا رہے ہیں اسی کو تائب صاحب نے کہا ہے۔

منہ خم کے ہیں کھلے ہوئے
مے کش بھی ہیں تلے ہوئے
ساقی بھی بے قرار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

فانی بتوں پہ ہم مریں
چاہے خدا پہ جان دیں
جب ہم کو اختیار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

حضرت والا دامت برکاتہم سے جب بھی کسی نے آپ کی بیماری کے پیش نظر طبیعت دریافت کی تو دل کی گہرائیوں سے الحمد للہ کہا اور فرمایا کہ سر سے لیکر پاؤں تک عافیت ہی عافیت ہے۔

ایک مرتبہ تائب صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں عشاء کے بعد اپنا وہ کلام پڑھا جس میں حضرت کیلئے شفا مانگی گئی ہے جس کا مطلع یہ ہے ۔

میرے مرشد کو مولا شفاء دے
اور نشاں تک مرض کا مٹا دے

تائب صاحب خود بھی رو رہے تھے اور سامعین بھی رو رہے تھے اور سب حضرت کو ترحمانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے تو حضرت والا نے یہ بات شدت سے محسوس فرمائی جب کلام ختم ہوا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ مجھے رحم کی نگاہوں سے نہ دیکھو۔ میں تو پہلے سے زیادہ وی آئی پی (VIP) ہو گیا ہوں۔ کیونکہ ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک بندہ پیش ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اے بندے جب میں بیمار تھا تو تو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟ تو بندہ عرض کریگا اے اللہ تعالیٰ آپ تو بیمار ہونے سے پاک ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا۔

دراصل ان اللہ والوں پر جب بھی کوئی آزمائش آتی ہے وہ انہیں قرب الٰہی کا کوئی خاص مقام تفویض کرنے کیلئے آتی ہے اور اس سے مخلوق خدا کو بھی سبق دینا ہوتا

ہے جوذرہ ذرہ کی تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے شاکی رہتے ہیں اسی کو حضرت والا نے فرمایا ہے ؎

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

اس بیماری کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کے بارے میں بہت سے مبشرات منامیہ آئیں جو آپ کے رفع درجات اور مقام خاص پر فائز ہونے کا اشارہ دیتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

پہلی بشارت

احقر محمد عبداللہ انصاری عرض رسا ہے کہ آج سے ایک سال قبل جبکہ احقر جنوبی افریقہ آزادویل میں حضرت والا عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے بیانات کی کیسٹیں سنتے سنتے سوگیا تو بحمد اللہ خواب ہی میں احقر کو محبوب کائنات سرور عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ حضور ﷺ ایک وسیع میدان میں تشریف فرما ہیں اور حضور ﷺ کے دست مبارک میں ریتلی مٹی ہے اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں ہمارے حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی حاضر ہیں، پھر احقر نے دیکھا کہ حضور ﷺ نہایت حزن و ملال کے ساتھ حضرت والا دامت برکاتہم سے ارشاد فرمارہے ہیں:

''اختر! تجھے لوگوں نے پہچانا نہیں، اختر! لوگوں نے تیری قدر نہیں کی۔''

احقر نے خواب ہی میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا اور پھر توقف کے بعد چوتھی اور پانچویں دفعہ یہی ایک جملہ نہایت درد و رقت سے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد احقر کی آنکھ کھلی تو احقر زاروقطار رودیا۔ اس وقت جنوبی افریقہ میں رات کا ایک بج رہا تھا اور پاکستان میں صبح کے ۴، ۵ بج رہے تھے لیکن احقر

نے پھر بھی یہ خواب حضرت اقدس شاہ فیروز بن عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کو فون پر سنایا۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس میں حضرت والا کی قدر و عظمت کما حقہ نہ تھی اور جس کی اندھی آنکھیں حضرت والا کے عالی مرتبے کے ادراک سے کورتھیں ایسی ہی محروم آنکھوں کے اس خواب کے ذریعے تنبیہ کی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کی قدر کما حقہ کرنے کی ہم سب کو توفیق کاملہ عطا فرمائے۔

بعد مدت کے ہوئی اہل محبت کی شناخت
خاک سمجھا تھا جسے لعل بدخشاں نکلا

(دیوان اختر)

دوسری بشارت

احقر محمد عمران الحق نے ۱۱/اپریل ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۷ھ، فجر کی نماز سے قبل ہاتف غیبی کو پکارتے ہوئے سنا کہ:

''ہم نے تمہارے شیخ کو قطب و ابدال نہیں بلکہ غوث کا اعلیٰ مقام دیا ہے۔''

اور جب یہ بات سنی تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب خانہ کعبہ میں ہیں اور حج کا زمانہ ہے۔

تیسری بشارت

احقر منیر احمد مغل المعروف بہ ڈاکٹر منیر نے حضرت کی برکت سے خواب میں دیکھا کہ دل میں داعیہ ہو کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کریں۔ اتنے میں ایک تسلہ آیا جس پر میں سوار ہوا اور یہ اڑنا شروع ہوا حتیٰ کہ امام غزالیؒ کے روضہ پر پہنچا۔ جہاں بندہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف مصافحہ حاصل ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ:

"تمہارا شیخ اس وقت قطب کے درجہ پر فائز ہے۔"

اس پر میں نے پوچھا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیں، انہوں نے فرمایا کہ تمہارا شیخ کیا کہتا ہے جس پر میں نے کہا کہ وہ نظروں کی حفاظت کا ہی حکم فرماتے ہیں اس پر امام صاحب نے فرمایا یہی اس وقت کا سب سے بڑا ذکر ہے۔

چوتھی بشارت

احقر محمد فیصل نے ۱۹؍ مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۸؍صفر ۱۴۲۷ھ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت والا دامت برکاتہم عرب کی سرزمین پر تشریف لے گئے اور حضرت والا دامت برکاتہم اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم ساتھ ساتھ ہیں اور اس وقت عرب کے بالا خانوں اور ایوانوں اور پورے عالم میں حضرت کا غلغلہ مچا ہوا ہے۔ حضرت والا کے حلقے میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہورہے ہیں اور حضرت والا ان کی تربیت فرما کر سارے عالم میں لشکر کے لشکر روانہ فرمارہے ہیں۔ جب دیکھا تو ایسا محسوس ہوا (خواب میں ہی) کہ آخری زمانہ چل رہا ہے اور حضرت امام مہدی کے ظہور کا وقت قریب ہو۔

پانچویں بشارت

احقر سید محمد عارف نے ۱۴؍مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۳؍صفر ۲۰۰۷ء بروز بدھ کی صبح ایک خواب دیکھا۔ بندہ نے دیکھا کہ روضہ رسول ﷺ کے احاطے کے اندر قبر اطہر ﷺ کے قریب ہی حضرت والا دامت برکاتہم اپنی مخصوص نشست پر تشریف فرما ہیں۔ اولیاء کرام کا ایک بڑا مجمع فرش پر موجود ہے۔ روضہ رسول ﷺ سے رسول اللہ ﷺ حضرت والا دامت برکاتہم سے براہ راست کلام فرمارہے ہیں، غالباً بشارتوں کا سلسلہ تھا۔

حاضرین مجلس وقفہ وقفہ سے ماشاء اللہ، سبحان اللہ کی صدائیں دھیمیں

دیکھیں لگا رہے تھے۔ میر صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے بھی ماشاء اللہ، سبحان اللہ کی آواز آرہی تھی۔ حضرت والا دامت برکاتہم نہایت ادب کے ساتھ اپنی نشست پر سر جھکائے سماعت فرما رہے تھے۔ یہ سلسلہ کافی دیر چلتا رہا، احاطے کے باہر حضرت فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم اور راقم الحروف (محمد عارف) بھی موجود تھے، بندہ نے اس منظر کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔

غیب سے آواز آئی جامعۃ الرشید اور دیگر مدارس کے حضرات یہاں بیان کیلئے آرہے ہیں، جس پر اتحاد الامت کا گمان غالب ہوا اور خوشی ہوئی، ساتھ ہی ایک چیخ کی آواز آئی اور روضہ رسول ﷺ سے آنے والی آواز بند ہوگئی۔ دروازے کھل گئے۔ تمام حضرات باہر آنے لگے اور ایسا محسوس ہوا کہ حضرت امام مہدیؒ کا ظہور ہونے والا ہے جس پر انتہائی خوشی ہوئی، آنکھ کھلنے پر آذان فجر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت مبشرات ہیں جن کو تحریر کرنے کا یہ موقع نہیں کیونکہ مضمون طویل ہوجائے گا۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی بنیاد

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا کراچی میں قیام پہلے ناظم آباد میں تھا پھر حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ کے حکم سے گلشن اقبال کراچی میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی اور ناظم آباد سے گلشن اقبال منتقل ہوگئے۔ بعد میں اسی خانقاہ میں مدرسہ اشرف المدارس اور مسجد اشرف تعمیر کی گئی۔ الحمدللہ آج یہ خانقاہ پورے عالم کا مرکز ہے اور متوسلین اور طالبین افریقہ، امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، برما، بنگلہ دیش، انڈیا، افغانستان، ایران، کینیڈا، سعودی عرب، عرب امارت وغیرہ سے اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اصلاح وتزکیہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کی

صحبت وارشادات عالیہ سے مستفید ہوکر فائز الحرام واپس ہوتے ہیں خصوصاً بڑے بڑے اہل علم پورے عالم سے حضرت اقدس مدظلہ سے منسلک ہوکر علم حقیقی اور کیفیات احسانیہ کے ساتھ اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔

اس خانقاہ کی ایک شاخ سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی میں قائم کی گئی ہے جہاں ہر اتوار کو فجر کے بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہوتا ہے اور گاہے گاہے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ وہاں چندروز کے لئے سالکین کے ہمراہ قیام بھی فرماتے ہیں۔ وہیں ایک نہایت وسیع اور خوبصورت مسجد سات آٹھ سال پہلے تعمیر ہو چکی ہے اور اب ایک جامعہ اشرف المدارس کے نام سے اور ایک مدرسۃ البنات زیرِ تعمیر ہے۔ اللہ تعالیٰ تعمیر کا غیب سے سامان فرما کر حضرت والا کو مسرور فرمادے اور قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین) الحمدللہ اب دونوں ادارے تعمیر شدہ ہیں بلکہ کثرت شائقین علم کی وجہ سے ان کی توسیع کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو اولاد کی طرف سے بھی خوش بختی سے نوازا ہے۔ حضرت کے اکلوتے صاحبزادے حضرت حکیم مولانا محمد مظہر صاحب دامت فیوضہم بھی محی السنہ حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ کے خلیفہ ہیں اور شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص ہیں۔ اور اشرف المدارس کا تعلیمی انتظام وانصرام بڑی خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی دردِ عشق اور سوز وغم کے وافر حصہ سے نوازا ہے۔

الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل کی بنیاد

اللہ والوں کا ہمیشہ سے مخلوق کا ناطہ خالق سے جوڑنے کے ساتھ ساتھ خدمت خلق بھی ان کا خاصہ رہا ہے۔ حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب نے حضرت والا کی سرپرستی میں خدمت خلق کے کام کو منظم کرکے الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل کا نام دیا ہے، جس نے

تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم الشان خدمات کی سنہری تاریخ رقم کردی ہے۔ اس کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لینے کیلئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔

اور حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے پوتے بھی ماشاء اللہ ہونہار اور اصحاب علم وفضل ہیں۔ الحمد للہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم اور ان کی اولاد کو زندگیوں میں برکت عطا فرمائیں اور طویل عرصہ تک صحت و عافیت کے ساتھ ان کو سلامت رکھیں اور ان کے فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری رکھیں۔ آمین

حضرت اقدس کے خلفاء حضرت اقدس کے حکم سے اپنے اپنے ملکوں اور علاقوں میں بغرض اصلاح وتزکیہ خانقاہیں قائم کررہے ہیں جن سے خلق خدا فائدہ اٹھا رہی ہے۔

الحمد للہ! جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر پنجاب پاکستان میں بھی حضرت نے ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہ اشرفیہ اختریہ کا افتتاح فرمایا جہاں اللہ کے فضل سے حضرت شیخ کے زیرسایہ اصلاح وتزکیہ کا کام ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وعافیت اور خدمات دینیہ اور شرف قبولیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور پوری امت کو حضرت اقدس کے وجود مسعود سے مستفید فرمائے اور خصوصا متوسلین کو پوری فکر وطلب کے ساتھ فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

الحمد للہ! امسال مارچ ۲۰۰۰ء کو احقر کی درخواست پر باوجود ضعف وپیرانہ سالی کے حضرت اقدس نے نہایت کرم فرمایا اور تین دن کے لئے دوبارہ بہاولنگر تشریف لائے۔ حضرت اقدس کے ہمراہ تقریبا چالیس احباب بھی تشریف لائے۔ پورے بہاول نگر میں عید کا سماں تھا اور لوگ جوق در جوق حضرت والا کی زیارت اور

صحبت سے فیض یاب ہونے کے لئے آرہے تھے۔ حضرت والا یہاں کی دینی فضا اور دینی طلب کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ یہ سب حضرت والا ہی کا فیض ہے۔ خانقاہ اشرفیہ اختریہ کی بالائی منزل کی توسیع کا حضرت والا نے افتتاح فرمایا اور منچن آباد میں جدید مسجد رفیق الاسلام کا بھی افتتاح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے صدقہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

آخر میں تمام ان احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس سفر نامہ کی ترتیب و تبویب اور کتابت وطباعت میں تعاون فرمایا ہے۔ خصوصاً قاری محمد قاسم جلیلی صاحب سلمہ، اور قاری بارک اللہ سلمہ، جنہوں نے رات دن اس کے مرتب کرنے میں میرے ساتھ محنت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو برکت نصیب فرمائے اور اس کتاب کو میرے لئے اور پوری امت کے لئے نافع فرمائے اور لوجہہ الکریم قبول فرمائے۔ آمین!

صلی اللہ علی النبی الکریم و بارک وسلم

سفرنامہ رنگون (برما)

آغاز سفر

حیات دو روزہ کا کیا عیش و غم
مسافر رہے جیسے تیسے رہے

بندہ جلیل احمد اخون عفی عنہ، خادم الحدیث جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ کے آخری عشرہ میں، خانقاہ امدادیہ اشرافیہ گلشن اقبال کراچی ،اپنے شیخ مرشدی ومولائی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ سے معلوم ہوا کہ حضرت پہلی دفعہ رنگون (برما) تشریف لے جارہے ہیں اور واپسی پر ڈھاکہ ہوتے ہوئے کراچی تشریف لائیں گے حضرت شیخ نے اس فقیر کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا فرمایا اور فرمایا کہ پاسپورٹ وغیرہ خانقاہ میں جمع کرادیں، بندہ نے کاغذات جمع کرادیئے۔ سفر کی تاریخ ۱۴رفروری ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ طے ہوئی۔ چنانچہ بندہ ۱۳رفروری ۱۹۹۸ء بروز جمعۃ المبارک بہاولنگر سے خانقاہ کراچی حاضر ہوا۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں سات رفقاء تھے۔

(۱) جناب الحاج حضرت میر عشرت جمیل صاحب دامت برکاتہم خادم خاص حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ

(۲) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بنگلہ دیشی خلیفہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ

(۳) جناب حافظ حبیب اللہ صاحب سلمہ، خلیفہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ

(۴) جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ، خلیفہ حضرت والا دامت برا کاتہم

(۵) جناب حاجی نثار احمد صاحب سلمہ، خلیفہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ

(۶) جناب حاجی احمد رنگونی صاحب سلمہ (داعی سفر رنگون)

(۷) اور بندہ جلیل احمد اخون عفی عنہ

خانقاہ کراچی میں حضرت شیخ مدظلہ، نے داعی سفر رنگون حاجی احمد رنگونی سے مزاحاً فرمایا۔ میں پہلی دفعہ رنگون جا رہا ہوں اگر وہاں دین کا کام نہ ہوا اور ہم بے کار بیٹھے رہے تو آپ کو روزانہ کا ایک کروڑ روپے جرمانہ دینا پڑے گا۔ حاجی احمد صاحب رنگونی نے عرض کیا حضرت چلئے تو سہی۔ رنگون میں آپ کی آمد کا سن کر جشن کا سا سماں ہے۔ چنانچہ اسکی حقیقی تعبیر ہم نے رنگون میں دیکھی جیسا کہ آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

خانقاہ سے ایئر پورٹ کے لئے روانگی

۱۴ فروری ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ رات پونے دس بجے رفقاء سے ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ تقریباً پونے گھنٹے کے بعد ایئر پورٹ پر تشریف لائے صاحبزادہ حضرت مولانا حکیم محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ دیگر بہت سے احباب الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے جہاز کی روانگی کا وقت تقریباً رات 12:55 بجے پر تھا۔ جب جہاز پر چڑھنے کا اعلان ہوا تو سواریوں کی لمبی قطار لگ گئی جس میں مردوں، عورتوں کی اکثریت فاسقانہ شکل و صورت اور فرنگیانہ لباس میں ملبوس تھی تو حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے اس موقع پر ہم سے فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

﴿یعلمون ظاهرا من الحياة الدنيا وهم عن الاخرة هم غافلون﴾

(سورۃ روم آیت ۷ پ ۲۱)

کہ یہ لوگ دنیا کی ظاہری زندگی کے بارے میں جانتے ہیں اور آخرت کی زندگی سے غافل ہیں۔ایک پہلوکو زندگی سے خوب جانتے ہیں۔تجارت وحرفت میں منہمک،عیش وعشرت کے دلدادہ ہیں اور وطن اصلی سے بالکل غافل ہیں۔

اور فرمایا کہ ایسے موقع پر یہ دعا پڑھ لیا کرو۔﴿**الحمد الله الذی عافانی مما ابتلاک به و فضلنی علی کثیر ممن خلق تفصیلا**﴾

ترجمہ:۔شکر ہے اس اللہ کا جس نے اس مصیبت سے عافیت دی اور اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر بڑھایا۔

فرمایا یہ شکر ذریعہ قرب ہے اور کبر ذریعہ بعد ہے اس لئے شکر اور کبر جمع نہیں ہو سکتے،کیونکہ تشکر سبب قرب ہے اور تکبر سبب بعد ہے اور قرب اور بعد میں تضاد ہے اور اجتماع ضدین محال ہے۔لہٰذا شکر کرنے والا متکبر نہیں ہوسکتا اور متکبر انسان شکر گزار نہیں ہوسکتا۔اس کے بعد جہاز میں سوار ہو گئے اور تھائی ایئر لائنز کا جہاز رات ۱۲ بج کر ۲۵ منٹ پر کراچی سے بنکاک (تھائی لینڈ) کے لئے روانہ ہوا۔

بنکاک (تھائی لینڈ) ایئر پورٹ پر

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ جب انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط ہو جاتا ہے تو مخلوق اس کی نظر میں کالمعدوم ہو جاتی ہے اور وہ مخلوق کے تاثر سے باہر آجاتا ہے ؎

اس کے جلووں کی تجلّی دل میں جب لہرائے ہے
سارے عالم کا تماشہ بے قدر ہو جائے ہے
خالق حسن بتاں سے پردہ جب اٹھ جائے ہے
گرمی حسن بتاں پھر سرد کیوں پڑ جائے ہے

چنانچہ اس کا مشاہدہ بندہ نے بنکاک ایئر پورٹ پر کیا جب جہاز 6:45 پر

تھائی لینڈ کے مقامی وقت مطابق بنکاک پہنچا۔ بنکاک میں تقریباً دو گھنٹے کے بعد رنگون کے لئے دوسرا جہاز روانہ ہونا تھا۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ اور احباب انتظار گاہ میں تشریف لے گئے وہاں پر بیٹھنے کے لئے کرسیوں کا انتظام تھا کچھ لوگ پہلے سے موجود تھے۔ حضرت شیخ نے فرمایا میرے لئے نیچے لیٹنے کا انتظام کر دو چنانچہ اس ہال نما کمرہ کے ایک طرف چادر بچھا دی گئی اور حضرت لیٹ گئے اور احباب حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ آہستہ آہستہ پورا ہال بھر گیا جن میں مختلف رنگ و نسل اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے مرد و خواتین شامل تھے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ پر ذرا بھی اس ماحول اور مخلوق کا اثر نہ تھا جبکہ ہم لوگوں کو کچھ گھبراہٹ ہو رہی تھی لوگ بھی ہمیں دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ اچانک حضرت والا نے فرمایا کی ان لوگوں کے ہاں بوڑھوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ لوگ اپنے ماں باپ کو اُولڈ ہاؤس چھوڑ آتے ہیں۔ اور پھر ان کی خبر نہیں لیتے اور وہ سسک سسک کر مر جاتے ہیں۔ یہ کیا یاد رکھیں گے کہ اسلام میں بوڑھے کی کتنی اہمیت ہے کہ ایک بوڑھے کی سات افراد خدمت کر رہے ہیں۔

بنکاک سے رنگون کے لئے روانگی

8:37 پر بنکاک سے رنگون کے لئے روانہ ہوئے اور 9:12 پر مقامی وقت کے مطابق رنگون (برما) پہنچے۔ برما میں یہ قانون ہے کہ باہر سے آنے والے افراد ایئرپورٹ پر فی کس تین سو امریکی ڈالر برما کی کرنسی میں تبدیل کرائیں اور اس رقم کو ملک میں خرچ کریں ورنہ ائیر پورٹ سے نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ چنانچہ بعض احباب کے پاس اتنی رقم کا انتظام نہیں تھا ان کے لئے ایک رفیق سفر حاجی نثار احمد صاحب نے اپنی طرف سے ڈالر تبدیل کرائے اور اس طرح سارے احباب باہر نکل سکے برما میں سرکاری اور غیر سرکاری محکموں اور مارکیٹوں وغیرہ میں کام کرنے والوں

کی اکثریت مستورات کی ہے ایئر پورٹ پر برما کے ایک مسلمان ٹریول ایجنٹ نے ایک خاتون افسر کو اندر بھیجا تا کہ وہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ اور احباب کے پاسپورٹ وغیرہ کی کاروائی کرے۔ قیام گاہ پہنچ کر اس پر حضرت نے سخت تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ کبھی بھی ایئر پورٹ کے اندر علماء کو لانے کے لئے کسی خاتون کو نہ بھیجا جائے ہمیں تکلیف منظور تھی اندر تاخیر ہو جاتی کوئی بات نہیں لیکن یہ برداشت نہیں کہ کسی عورت کو ہمیں لانے کے لئے بھیجا جائے۔ ایئر پورٹ پر حضرت کے مواعظ کے کارٹن روک دیئے گئے کیونکہ صوبہ ارکان برما میں اسلامی تحریکات کی وجہ سے اسلامی لٹریچر پر سخت پابندی ہے لیکن الحمد للہ وہاں کے احباب کی کوششوں سے وہ مواعظ تین دن کے بعد حاصل کر لئے گئے۔ ایئر پورٹ پر مفتی نور محمد صاحب مدظلہ خطیب جامع مسجد سورتی رنگون جو کہ دار العلوم کراچی سے متخصص فی الفقہ ہیں اور خانقاہ کراچی میں چھ ماہ قیام کر چکے ہیں اور حضرت والا کے خلیفہ بھی ہیں اور دورۂ رنگون کے منتظم بھی تھے وہ احباب کی بڑی تعداد کے ساتھ ایئر پورٹ پر استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ رنگون میں محلہ کالا بستی میں رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

عصر کے بعد بہت سے علماء اور دیگر مسلمان ملاقات وزیارت کے لئے قیام گاہ پر تشریف لائے۔ ایک عالم نے فرمایا کہ آپ کے مواعظ پڑھ کر حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات سمجھ میں آتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مولانا فقیر محمد صاحبؒ (پشاوری) خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی مسجد (پشاور) میں بیان کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور یہ دعا فرمائی۔

''اے اللہ حکیم محمد اختر صاحب کو لسان اشرف عطا فرما دے۔''

حضرت شیخ کے بیان کے لئے مختلف جگہ کی تجاویز پیش کی گئیں لیکن حضرت

شیخ نے فرمایا کہ ۱۹۲۰ء میں حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوئ نے اپنا مشہور بیان ''ملت ابراہیم'' کس مسجد میں کیا تھا تو مفتی نور محمد صاحب نے عرض کیا کہ جامع مسجد سورتی میں بیان کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں دادا کا بیان ہوا وہیں پوتا بیان کرے گا۔ وہاں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے مبارک قدم پڑے ہیں اور جہاں اللہ والوں کے قدم پڑ جاتے ہیں وہ جگہ برکت والی ہو جاتی ہے، لہٰذا ہم حضرت والا کے قدموں کی برکت حاصل کریں گے اور جب تک میرا قیام ہے سورتی مسجد کے علاوہ کہیں بیان نہیں ہوگا اور ایک ہی جگہ بیان ٹھیک ہے اس میں نفع زیادہ ہے۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ ڈھاکہ تشریف لے گئے تو چاٹ گام والوں نے پروگرام مانگا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ایک ہی جگہ مقرر کر لی جائے۔ چنانچہ حضرت شیخ کے بیان کے لئے بھی ''جامع سورتی'' کو مقرر کرلیا گیا۔

مجالس بروز اتوار، ۱۵ فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز مغرب

جامع مسجد سورتی میں پہلی مجلس

پہلے دن مجلس مسجد کے برآمدہ میں ہوئی، سامعین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی مفتی نور محمد صاحب مدظلہ جو کہ اس مسجد کے امام وخطیب بھی ہیں۔ انہوں نے حضرت کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد حضرت کا بیان ہوا جو عشاء تک جاری رہا۔ اس کی چیدہ چیدہ باتیں پیش خدمت ہیں۔

جامع مسجد سورتی کی اہمیت

بیان کے شروع میں حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا یہ وہ مسجد ہے جس میں حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ

اللہ علیہ نے ۱۹۲۰ء میں وعظ فرمایا تھا۔ حضرت والا نے نہایت رقت آمیز آواز میں فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش رنگون کا کوئی آدمی جو اس بیان میں شریک رہا ہو مجھے مل جاتا تو میں اس کی آنکھوں کو دیکھ لیتا جنہوں نے یہاں حالت بیان میں حضرت حکیم الامت کو دیکھا تھا جہاں اللہ والوں کے قدم چلے جاتے ہیں وہاں ان کی برکتیں ہوتی ہیں ؎

یہ ہے ترے قدموں کے نشانات کا عالم
کیا ہو گا تری دید کی لذات کا عالم

اطمینانِ قلب

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے خطبہ میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**۔ (سورۃ رعد آیت ۲۸ پ ۱۳) ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جتنے لوگ ہیں خواہ مومن ہوں یا کافر، غریب ہوں یا امیر، بادشاہ ہو یا فقیر غرض تمام لوگ جتنی محنتیں کررہے ہیں چاہے وہ تجارت اور بزنس کے میدان میں ہوں یا تعلیم و تعلم میں مشغول ہوں یا ملازمت و نوکری یا کھیتی باڑی کے فیلڈ میں ہوں اور چاہے وہ نیکی کا کام کررہے ہوں یا گناہ کا سب کا مقصد ایک ہے اور وہ ہے اطمینان قلب۔ پوری کائنات اطمینان اور چین تلاش کرنے کے لئے محنتیں کررہی ہے معلوم ہوا کہ اطمینان قلب بین الاقوامی اور انٹرنیشنل محبوب اور مطلوب چیز ہے لیکن جب سب کا مقصد ایک ہے تو اس کے طریق کار الگ کیوں ہیں؟ کوئی سمجھتا ہے کہ مجھ کو مال سے چین ملے گا اس لئے تجارت و ملازمت وغیرہ میں محنت کرتا ہے کوئی سمجھتا ہے کہ حکومت سے چین ملے گا وہ سیاست و الیکشن میں محنت کرتا ہے کوئی سمجھتا ہے کہ مجھے حسینوں سے چین ملے گا اس لئے ان کے چکر میں رہتا ہے لیکن ساری دنیا اطمینان کی محنتوں اور فکر کے باوجود چین نہیں پارہی ہے بات یہ ہے کہ جس ذات نے ماں کے

پیٹ میں انسان کے سینہ کے اندر دل بنایا ہے اسی کا قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ تم چاہے کتنی محنت اور کتنی ہی فکر کرلو تمہیں چین نہیں ملے گا جب تک مجھے یاد نہیں کرو گے کیونکہ دل کا چین صرف میری یاد میں ہے۔ جو مشین بناتا ہے وہی اس کا تیل بھی بناتا ہے۔ سنگر مشین کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ اگر آپ لوگ سنگر مشین میں سنگر کا تیل ڈالیں گے تو مشین خراب نہیں ہوگی اگر دوسری کمپنی کا تیل ڈالوں گے تو ہم ذمہ دار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دل بنایا اور دل کا تیل بھی بتادیا کہ دل ہماری بنائی ہوئی مشین ہے اگر اس میں ہماری یاد کا تیل ڈالو گے تو چین سے رہو گے ورنہ ہرگز چین نہیں پاسکتے۔ اس لئے میں اللہ ﴿الا﴾ حرف تنبیہ سے اعلان کر رہا ہوں کہ کانوں سے غفلت کی روئی نکال دو، خوب کان کھول کر سن لو، نافرمانی میں چین مت تلاش کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ جو لوگ چین ڈھونڈتے ہیں یہ کوشش مخلوق ہے جو فرمان خالق کے خلاف ہے اور جو کوشش فرمان خالق کے خلاف ہوگی وہ کیسے کامیاب ہوسکتی ہے۔ اس لئے جو اللہ تعالیٰ کی یاد کو چھوڑ کر چین حاصل کرنا چاہے گا اس کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا یہ باطل اور خبیث عقیدہ دل سے نکال دو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ،حسینوں کے چکر، وی سی آر، ڈش انٹینا میں دل کو چین ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے کوئی چین سے نہیں رہ سکتا۔

انبیاء کے بینا ہونے کے متعلق ایک علم عظیم

دوران وعظ ایک صاحب اونگھنے لگے تو حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھو آنکھیں بند نہ کرو اور یہ شعر پڑھا ؎

مے کشو! یہ تو مے کشی رندی ہے مے کشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

کچھ باتیں آنکھوں سے ملتی ہیں۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں بعض شراب محبت اللہ والوں کی آنکھوں سے ملتی ہے اس لئے کسی پیغمبر کو نابینا نہیں پیدا کیا گیا، کیونکہ اگر نبی نابینا ہوتا تو جو امتی اندھے ہوتے وہ صحابی نہیں بن سکتے تھے۔ اگر کوئی امتی اندھا ہو اور نبی اس کو دیکھ لے تو وہ صحابی ہو جاتا ہے جیسے حضرت عبد اللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اب اگر امتی بھی اندھا ہوتا اور نبی بھی نابینا ہوتا تو امتی صحابی کیسے بنتا۔ بتایئے یہ نیا علم ہے یا نہیں؟ یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اختر کو عطا فرمایا۔ وہی باتیں جو لوگ کتابوں میں پڑھتے ہیں وہی باتیں جب اللہ والوں کی اشکبار آنکھوں سے سنتے ہیں تو ان میں کچھ اور ہی اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

مے دافع آلام ہے تریاق ہے لیکن
کچھ اور ہی ہو جاتی ہے ساقی کی نظر سے

کیونکہ آنکھ ترجمان قلب ہے۔ اگر دل میں مولیٰ ہے تو آنکھیں اس کی ترجمانی کریں گی اگر دل میں کفر و نفاق ہے تو آنکھیں کفر کی لعنت و منحوسیت کو ظاہر کریں گی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا جب ایک آدمی بدنظری کر کے آپؓ کی مجلس میں آیا تو آپ نے فرمایا مـا بـال اقـوام يتـرشـح من اعينهم الزنـا کیا حال ہے ایسے لوگوں کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپک رہا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے تو کیا آنکھوں سے زنا کی ظلمت ظاہر نہ ہوگی؟

طبیعت کا بندہ اور اللہ تعالیٰ کا بندہ

ارشاد فرمایا کہ جب حسینوں کی شکل بگڑ جاتی ہے تو پھر کیوں جاں نثاری اور وفاداری نہیں کرتے، پھر کیوں بھاگتے ہو۔ جب چمک دمک تھی تو دیکھ رہا تھا اور جب چمک دمک ختم ہوگئی تو اب بغلیں جھانک رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ طبیعت کا بندہ ہے اللہ کا

بندہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ وہ ہے کہ طبیعت لاکھ چاہے کہ اس کو دیکھ لو اور وہ پھر یہی کہے کہ ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے

کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

بتاؤ شکل بگڑنے کے بعد تم بھاگے تو تم میں اور کافر، عیسائی، یہودی اور ہندو میں کیا فرق ہوا۔ وہی شکل جس پر غزل خوانی ہو رہی تھی اور چائے پانی پلایا جارہا تھا اور جوانی اس پر تباہ کی جارہی تھی جب وہی شکل بگڑ گئی تو اب بھاگے وہاں سے، شکل بگڑنے سے جو بھاگتا ہے اس کے اس فرار کی کوئی قیمت نہیں، اس کا ایماں کیا کہوں کتنا ضعیف ہے کیونکہ ہندو عیسائی اور یہودی بھی بھاگ جاتا ہے جب کوئی حسین لڑکا یا لڑکی بڈھی ہو جاتی ہے۔ تو اے ایمان والو! تمہاری ولایت اور دوستی کا کیا معیار ہوا؟ تم جو خانقاہ میں اللہ اللہ کرتے ہو، اللہ والوں کا دامن پکڑے ہوئے ہو اور تہجد و اشراق پڑھ رہے ہو اور نفلی حج اور عمرہ کر رہے ہو تو تمہارے میں اور اس کافر میں کیا فرق ہوا۔ مومن اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی شان یہ ہے کہ عین عالم شباب ہو اور دل چاہتا ہو کہ اس حسین کو دیکھ لیں مگر اس وقت بھی اپنے دل کو غلام بنائے رکھا اور مولیٰ کو اپنے دل پر حاکم رکھا اور دل سے کہہ دیا کہ چاہے جان جاتی رہے لیکن اس کو دیکھ کر ہم اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کریں گے اور اپنی نظر سے کہتے ہیں کہ اے نظر تو غلط ہے میرا مولیٰ صحیح فرما رہا ہے، میرے مولیٰ نے اس کو حرام فرمایا ہے۔

اس زمانہ میں نظر بچالو، اسی سے ولی اللہ ہو جاؤ گے اس زمانہ میں لمبے لمبے وظیفے، تہجد و اشراق، نفلی حج اور عمرہ کی ضرورت نہیں بس ایک کام کرلو کہ کام نہ کرو، نظر بازی نہ کرو، لیلاؤں کا چکر چھوڑ دو مولیٰ خود مل جائے گا۔ لاالٰہ کی تکمیل ہوئی اور الا اللہ ملا۔ بتاؤ یہ بھی کوئی مشکل کام ہے۔ کام نہ کرنا مشکل ہے یا کام کرنا؟ میرے مرشد شاہ

عبدالغنی صاحبؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو کام نہ کرنے سے ملتے ہیں۔کون سا کام؟ جس کام سے مالک ناراض ہو وہ نہ کرو اور مالک کو حاصل کرلو۔کام نہ کر کے مزدوری لے لو اس زمانہ میں جب بے پردگی وعریانی کی فراوانی ہے چاہے کوئی وظیفہ نہ پڑھو بس نظر بچالو ولی اللہ ہو جاؤ گے۔

اسی لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! **یا ابا ھریرہ اتق المحارم تکن اعبد الناس** تو حرام سے بچ جا ساری دنیا کے عبادت گزاروں سے بڑھ جائے گا۔ایک آدمی رات بھر عبادت کرتا ہے، دس پارہ تلاوت کرتا ہے، نفلی روزہ بھی رکھتا ہے، خیرات بھی کرتا ہے لیکن نظر بازی سے باز نہیں آتا، حسینوں کے چکر میں رہتا ہے یہ وہ شخص ہے جو پٹرول پمپ سے خوب پٹرول لیتا ہے لیکن پٹرول کی ٹنکی میں سوراخ ہے جس سے سارا پٹرول گر جاتا ہے اسی طرح یہ شخص تہجد وتلاوت وذکر ونوافل سے اپنے دل میں نور تو بھرتا ہے لیکن حرام نظر کا دروازہ کھول دیتا ہے جس سے سارا نور ضائع ہو جاتا ہے۔میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ جو لوگ تقویٰ سے رہتے ہیں سب سے زیادہ عبادت گزار ہیں چاہے ان کی کوئی نفلی عبادت نظر آئے یا نہ آئے کیونکہ گناہ نہ کرنے کی، اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنے کی عبادت ان کی چوبیس گھنٹہ کی ہے ورنہ ایک آدمی کتنی عبادت کرسکتا ہے؟ آٹھ گھنٹے دس گھنٹے، لیکن جو چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنے کی عبادت کر رہا ہے اس کا کون مقابلہ کرسکتا ہے۔

نظر کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم** (سورۃ نور آیت ۳۰ پ ۱۸) اے نبی ﷺ کہہ دیجئے ایمان والوں سے کہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں۔لہٰذا گناہ سے بچنے میں پوری ہمت سے کام لو۔

گناہ سے بچنے کی طاقت اور ہمت اگر خدا نہ دیتا تو واللہ مسجد میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ فرض ہی نہ کرتا۔ اگر انسان اپنی نظر کی حفاظت پر قادر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی نظر بچانے کا حکم نہ فرماتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں ۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ آنکھوں پر یہ پلکوں کا پردہ اسی لئے دیا ہے کہ جہاں کہیں ایسی شکل آئے فوراً یہ پردہ پلکوں کا آنکھوں پر ڈال لو لیکن کار چلاتے ہوئے نظر نیچی نہ کرے ورنہ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا لیکن ڈرائیور پر فرض ہے کہ کار چلاتے ہوئے وہ اس طرح نظر ڈالے جیسے جب ریل چلتی ہے تو درخت نظر آتے ہیں لیکن ان کے پتے نہیں گنے جاتے لہٰذا گاڑی چلاتے ہوئے آنکھوں کی بناوٹ، چہرے کی سجاوٹ اور ہونٹوں کی سرخیاں نہ دیکھو۔ بقدر ضرورت سطحی نظر ڈالو تا کہ ایکسیڈنٹ نہ ہو پھر بھی گھر پہنچ کر روزانہ سونے سے پہلے دو رکعت پڑھ کر توبہ کرلو، یہ ون ڈے سروس ہے، اللہ سے رو کر دن بھر کا گرد و غبار دھولو اور اللہ سے کہدو کہ اے اللہ میں کمزور ہوں، ہماری کمزوری کو آپ نے رجسٹر کر دیا ہے **خلق الانسان ضعیفا** فرما کر۔ لہٰذا اپنے قصور پر میں آپ سے استغفار کرتا ہوں۔ اس پر میرا شعر ہے ۔

دیکھ کے اپنے ضعف کو اور قصور بندگی
آہ و فغاں کا آسرا لیتی ہے جان ناتواں

نفس کا ایک کید

ارشاد فرمایا کہ یہ عنوان نفس وشیطان کا ایک کید ہے کہ آدمی یوں کہتا ہے کہ اے اللہ آج مجھ سے بڑی نالائقیاں ہو گئیں بڑی خطائیں ہو گئیں حالانکہ خطا ہوئی نہیں ہے تم نے کی ہے۔ اس عنوان میں چالاکی ہے کہ اللہ میاں ہم نے خطا کی نہیں ہم سے خطا ہو گئی لہٰذا یوں کہنا چاہئے کہ اے اللہ نالائقی ہوئی نہیں ہم نے نالائقی کی ہے۔ نالائقی ہوتی نہیں ہے کی جاتی ہے اس لئے میری خود کردہ نالائقیوں کو، خطاؤں کو

، گناہوں کو آپ معاف فرما دیجئے۔

ہر وقت خوش رہنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ جس دن چودھویں کا چاند ہوتا ہے، پورا ماہ کامل ہوتا ہے اس دن سمندر میں طوفان ہوتا ہے، ایک ایک فرلانگ سمندر آگے بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ زمین کے چاندوں کو دیکھتے ہیں ان کے دل کے سمندر میں بھی جوار بھاٹا اور طوفان رہتا ہے، پریشان رہتے ہیں، دل بے چین رہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمارے قلب کے چین کے لئے نظر کی حفاظت کو فرض کر دیا۔ جتنا مالک کو خوش رکھو گے اتنا ہی خوش رہو گے۔ اگر ہم اپنے مالک کو چوبیس گھنٹہ خوش رکھیں گے تو چوبیس گھنٹہ اللہ تعالیٰ ہمیں خوش رکھے گا اور اگر کچھ گھنٹے ناراض رکھیں گے تو سمجھ لو ادھر سے بھی یہی معاملہ ہوگا۔ میرا شعر ہے ؎

جس طرف کو رخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
تو نے رخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہو گیا

آپ نے جس کے دل کو پیار سے دیکھ لیا وہ دل گلستاں ہو جاتا ہے اور آپ نے جدھر سے اپنی نظر رحمت پھیر لی وہ دل ویران اور بیابان ہو جاتا ہے۔ وہ کیا جانے بہار کو! بہار کب ملتی ہے۔ اس پر میرا ایک شعر سنئے ؎

زندگی پُر بہار ہوتی ہے
جب خدا پر نثار ہوتی ہے

لیکن زندگی کو خدا پر نثار کرنے کے لئے کسی ایسی زندگی کے ساتھ دوستی کرنی پڑتی ہے جو زندگی ہر وقت اللہ پر نثار رہتی ہو، اس زندگی سے اپنی زندگی کو وابستہ کرنا پڑے گا۔ کوئی دیسی آم لنگڑا آم نہیں بنا جب تک کسی لنگڑے آم سے قلم نہ کھائی ہو۔ اسی طرح دنیا میں کوئی ولی اللہ نہیں بنا جب تک کسی ولی اللہ کی صحبت نہ اٹھائی ہو۔ کسی اللہ

والے کے ساتھ رہو جو خدا کی راہ میں غم اٹھاتا ہے۔ اس غم اٹھانے والے کے ساتھ رہو گے تو غم اٹھانے کا مزہ پا جاؤ گے اور یہ غم ایسا غم ہے جو آپ کے دل کو غیر فانی بہار دے گا اور آپ ہر وقت خوش رہیں گے۔

دین کے لئے سفر کرنے کی فضیلت

ارشاد فرمایا کہ دین کے لئے سفر کرنے کی کس قدر اہمیت اور فضیلت ہے کہ شام سے ایک شخص التحیات سیکھنے کے لئے مدینہ منورہ آیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ صرف اسی مقصد کے لئے آیا ہے اس نے عرض کیا ہاں تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ والو اگر کسی جنتی کو دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لو جو صرف دین کے لئے اتنا طویل سفر طے کر کے آیا ہے۔

دور دراز کے علاقوں بمبئی، اعظم گڑھ، الہ آباد کلکتہ اور رنگون سے لوگ تھانہ بھون گئے، ولی اللہ بن گئے اور خلیفہ ہوئے اور تھانہ بھون والے محروم رہے، وہاں کوئی خلیفہ نہ ہوا، کیوں؟ چراغ تلے اندھیرا ہوتا ہے اور گھر کی مرغی دال برابر ہوتی ہے۔ دین کے لئے دور سے چل کر جو جاتا ہے کامیاب ہو جاتا ہے اور بعض رات دن خانقاہ میں رہنے والے جنہوں نے تقوی اختیار نہ کیا گناہوں کو نہ چھوڑا صحبت یافتہ تو رہے فیض یافتہ نہ ہوئے جو لوگ شیخ سے ڈھیلا ڈھالا تعلق رکھتے ہیں اتباع کا تعلق نہیں رکھتے سنتے خوب ہیں لیکن عمل نہیں کرتے سمعنا کے بعد عملاً عصینا کہتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں سمعنا کے بعد اطعنا ہے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں سماعت وہ مقبول ہے جو اطاعت کے ساتھ ہو جو سنو اس پر عمل کرو جان لو، مان لو، ٹھان لو پھر دیکھتا ہوں کہ آپ کیسے کامیاب نہیں ہوتے۔

حصول اطمینان کے باطل طریقے اور ان کی مثال

ارشاد فرمایا کہ منقول دلائل سے ثابت ہو گیا کہ اطمینان اور چین صرف اللہ

کی یاد میں ہے یعنی اللہ کی اطاعت وفرماں برداری ہی میں سکون ہے۔ لیکن دنیا چین کے دوسرے طریقوں میں کیوں مشغول ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کا نور ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں کہ عرب میں ہندوستان سے ایک ہاتھی لایا گیا، عرب میں ہاتھی نہیں ہوتا۔ عربوں نے ہاتھی کبھی دیکھا نہ تھا۔ لہٰذا اس کو دیکھنے کے لئے دوڑے لیکن رات کے اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ ایک عرب نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ اچھا ہاتھی نام ہے ایک چھت کا۔ دوسرے نے اس کے پیر کو ٹٹولا اور کہا کہ نہیں تم غلط کہتے ہو ہاتھی نام ہے ستون اور کھمبے کا۔ تیسرے کا ہاتھ اس کی سونڈ پر پڑ گیا اس نے کہا کہ یہ نہ چھت ہے نہ ستون ہے ارے یہ تو نابدان ہے اور چوتھے نے اس کا کان ٹٹولا اور کہا کہ تم تینوں بے وقوف ہو یہ تو پنکھا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اختلاف کا سبب اندھیرا تھا۔ ایک عرب چراغ لے آیا۔ روشنی آتے ہی سب اختلاف دور ہو گیا اور سب اپنی بے وقوفیوں پر نادم ہوئے۔ اسی طرح دنیا جو وحی الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے نور سے محروم ہے تو وہ وی سی آر، سینما اور شراب و زنا میں چین تلاش کر رہی ہے لیکن ان کو چین کی ہوا بھی نہیں لگی۔ واللہ! اگر یہ چین پاتے تو خودکشی کیوں کرتے۔ امریکہ جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوشحال، ترقی یافتہ اور عیش و اطمینان کا حامل کہتا ہے سب سے زیادہ خودکشی وہیں ہوتی ہے۔

خدا کی سرکشی سے خودکشی ہے مال و دولت میں
کبھی اللہ والوں سے نہیں ایسا سنا جاتا
اگر پٹرول کے مانند ہوتا یہ سکون دل
زمیں میں کر کے بورنگ اس کو ہر کافر بھی پا جاتا
بتوں کے عشق سے دنیا میں ہر عاشق ہوا پاگل

گناہوں سے سکوں پاتا تو کیوں پاگل کہا جاتا

لہٰذا ان کافروں کی اتباع میں جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں، حرام لذتوں میں سکون تلاش کررہے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر جلدی توبہ کرلیں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں تاکہ یہ بھی اللہ والے بن کر حقیقی چین واطمینان پالیں۔

قیام گاہ پر واپسی

جامع مسجد سورتی میں عشاء کی نماز پڑھ کر قیام گاہ پر واپسی ہوئی، بہت سے احباب ملاقات کے لئے وہاں تشریف لائے۔

مجالس بروز سوموار، ۱۶ر فروری ۱۹۹۸ء

فجر کی نماز

حضرت شیخ دامت برکاتہم نے قیام گاہ کے قریب کالابستی میں جدید تعمیر شدہ شاندار اور خوبصورت ایم ایم رونق مسجد میں فجر کی نماز ادا فرمائی مسجد ماشاء اللہ نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ احباب نے بتلایا کہ فجر کی نماز میں نمازیوں کا اسی طرح رش رہتا ہے رنگون کی مسجدوں میں جوتیوں کا عجیب نظام ہے۔ ہر مسجد کے صحن کے ساتھ ایک کاؤنٹر ہے جہاں ہر نمازی جوتی جمع کراتا ہے وہاں دو آدمی مقرر ہوتے ہیں جو جوتیاں وصول کرتے ہیں اور نماز کے بعد واپس کردی جاتی ہیں کوئی اجرت نہیں لی جاتی۔ نماز کے بعد قیام گاہ پر واپسی ہوئی اور حضرت نے آرام فرمایا۔

مفتی اعظم برما سے ملاقات

تقریباً پونے بارہ بجے مفتی نور محمد صاحب سلمہٗ کی رہنمائی میں مفتی اعظم برما حضرت مفتی محمود صاحب، ہاشم یوسف صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں تشریف لے گئے حضرت مفتی صاحب حضرت حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف

علی تھانوی ؒ کے خلیفہ مجاز صحبت ہیں۔ حضرت کی عمر تقریبا بیاسی سال ہے۔ افسوس حضرت مفتی صاحب ؒ وفات پا چکے ہیں۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ حضرت مفتی صاحب کے والد ماجد الحاج داؤد ہاشم صاحب، حضرت حکیم الامت ؒ کے خلیفہ ارشد تھے۔ حضرت مفتی صاحب کو حضرت تھانوی ؒ سے شرف تلمذ بھی حاصل ہے اور حضرت تھانوی ؒ سے حضرت شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ مل کر پند نامہ پڑھا ہے۔ ویسے حضرت مفتی صاحب کی فراغت مظاہر علوم سہارنپور کی ہے لیکن شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے پند نامہ حضرت تھانوی ؒ سے پڑھا۔ اس لئے کہ حضرت تھانوی ؒ فرماتے تھے کہ مجھے مریدوں سے زیادہ شاگردوں سے محبت ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم عصر کے بعد حضرت تھانوی ؒ سے پڑھا کرتے تھے۔ حضرت تھانوی ؒ کے بعد مفتی صاحب نے اصلاحی تعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے قائم فرمایا اور خلافت واجازت سے نوازے گئے۔ مفتی نور محمد صاحب نے بتایا کہ مفتی صاحب کے والد گرامی اور دادا نے علماء برما کی بڑی خدمت کی ہے اور اپنے خرچے سے علماء کو پڑھنے کے لئے ہندوستان بھیجا ہے۔

اس خاندان کا تعلق راندھیر ضلع سورت انڈیا سے ہے۔ حضرت مفتی صاحب آج کل چلنے پھرنے سے معذور ہیں اور حافظہ بھی کمزور ہو چکا ہے۔ حضرت شیخ نے مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچ کر ان کی عیادت کی اور فرمایا کی میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کا ارشاد ہے کہ حدیث پاک کی یہ دعاء مریض پر سات مرتبہ پڑھی جائے تو انشاء اللہ جلد شفاء ہوگی۔

"اسئل اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک"

حضرت نے فرمایا کہ میں پڑھتا ہوں اور سب لوگ آمین کہیں۔ چنانچہ آپ نے دعا پڑھی اور سب نے آمین کہا۔ پھر حضرت شیخ نے "الطاف ربانی" سفرنامہ قونیہ

(ترکی) حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ رنگون میں بڑے بڑے علماء تشریف لا چکے ہیں۔ حضرت تھانویؒ کے علاوہ حضرت مولانا اسعد اللہ مظاہریؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ خلیفہ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جیسے بزرگ تشریف لا چکے ہیں اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کی آمد کی وجہ سے مجھے بھی عرصہ سے رنگون آنے کا شوق تھا۔ الحمد اللہ پہلی مرتبہ حاضری ہوئی ہے۔ حضرت شیخ نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت کے والد گرامی محمود الحق صاحب نامور اور مشہور وکیل تھے حضرت تھانویؒ سے بے حد عشق تھا۔ حضرت تھانویؒ کی طرف سے مجاز صحبت سے نوازے گئے۔ حضرت کے پانچ صاجزادے تھے جن میں چار انگریزی پڑھے ہوئے اور ایک حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب بھی وہ کسی انگریزی داں بیٹے کو پانی لانے کا حکم دیتے وہ نوکروں سے کہہ دیتے کہ پانی لا دو لیکن جب حضرت مولانا شاہ ابرارالحق رحمۃ اللہ علیہ سے پانی کے لئے کہتے تو آپ خود پانی لا کر پیش فرماتے۔

مدت صحبت با شیخ

حضرت شیخ نے صحبت کے بارے میں حضرت شاہ اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ بیان فرمایا کہ صحبت اس وقت مفید ہوتی ہے جب ایک خاص مدت تک ہو اور مسلسل ہو اور وہ چالیس دن ہے۔ جس طرح مرغی اکیس دن تک مسلسل اپنے انڈوں کو سیتی ہے تب جا کر انڈوں میں حیات پیدا ہوتی ہے۔ پھر مرغی کو انڈے توڑنے نہیں پڑتے بچے خود توڑ کر باہر آجاتے ہیں۔ اسی طرح انسان جب چالیس دن تک مسلسل کسی اللہ والے کے پاس رہے تو حیات ایمانی پیدا ہوگی اور وہ انسان نفس کے خول سے خود باہر آجاتا ہے اور گناہوں کی زنجیروں کو خود توڑ دیتا ہے۔

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

پھر حضرت شیخ نے فرمایا کی اللہ والے ہر چیز کو دیدہ عبرت سے دیکھتے ہیں اور اس سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ جب میں اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جدہ سے مکہ مکرمہ کار میں سفر کر رہا تھا تو آپ نے دو عجیب باتیں فرمائیں۔

اول بات

ہم جس کار میں سفر کر رہے تھے اس کا اے سی چل رہا تھا اسکے باوجود اس میں خاطر خواہ ٹھنڈک نہیں ہو رہی تھی تو جو ساتھی کار چلا رہا تھا انہوں نے کہا کہ کسی کی طرف کا شیشہ کھلا ہوا ہے تو میری ہی جانب کا شیشہ کھلا ہوا تھا میں نے شیشہ بند کر دیا تو کار ٹھنڈی ہو گئی۔ اس پر حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نے فرمایا کہ ایک علم عظیم عطا ہوا ہے کہ جو لوگ اپنے دل میں ذکر اللہ کا ائیر کنڈیشن چلا رہے ہیں لیکن آنکھوں کا شیشہ نہیں چڑھاتے، کانوں کا شیشہ نہیں چڑھاتے یعنی قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت شامہ، قوت ذائقہ، قوت لامسہ ان حواس پر تقویٰ کا شیشہ نہیں چڑھاتے تو ان کے دلوں میں وہ سکون نہیں جو اولیاء اللہ کے دلوں کو ذکر کامل سے ملتا ہے۔ ذکر اللہ کے ائیر کنڈیشن سے چین وسکوں اور اطمینان کی ٹھنڈک جو دل کو ملتی ہے اس سے یہ ظالم محروم ہیں۔ فرمایا کہ جس دن تقویٰ کا یہ شیشہ حواس پر چڑھ جائے گا یعنی گناہ چھوٹ جائیں گے تو اس دن منہ سے جب ایک اللہ نکلے گا زمین سے آسمان تک ائیر کنڈیشن بن جائے گا اور دل کو سکون کامل نصیب ہو جائے گا۔

دوسری بات

حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس سفر میں جب مکہ مکرمہ تین میل رہ گیا تو ہماری

موٹر ایک پٹرول پمپ پر تیل لینے کے لئے رکی اتنے میں ایک تیل کا ٹینکر آیا جس پر دس بارہ ہزار گیلن پیٹرول لدا ہوا تھا وہ بھی تیل لینے کے لئے پٹرول پمپ پر رکا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرا سبق حاصل کرو جو علماء اپنے باطن کو منور نہیں کرتے۔ اللہ والوں کی صحبت، اللہ تعالیٰ کا خوف، اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا پیٹرول اپنے قلب کے انجن میں حاصل نہیں کرتے ان کا علم ان کی پیٹھ پر لدا ہوا ہے۔ نہ خود فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں جس طرح یہ ٹینکر چل نہیں سکتا جب تک اس کے انجن میں پیٹرول نہ ہو۔

اصلاح کے لئے مصلح کی ضرورت

میرے شیخ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عالم بھی اپنی اصلاح میں دوسرے عالم کا محتاج ہے جیسے ڈاکٹر ہزاروں مریضوں کے گردے کی پتھری نکال دیتا ہے لیکن اپنے گردے کی پتھری خود نہیں نکال سکتا۔ اس کے لئے دوسرا ڈاکٹر آپریشن کے لئے آئے گا۔ تو عالم کو بھی اپنی اصلاح کے لئے کسی دوسرے مصلح کی صحبت کی ضرورت ہے۔

مغفرت کا راستہ

دوران گفتگو ارشاد فرمایا کہ انسان کی زندگی ہر سانس اور ہر لحہ مجرم ہے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ فرماتے تھے کہ انسان کتنا ہی عبادت گزار اور کتنا ہی متقی ہو اللہ کی نسبت سے اس کی ہر سانس مجرم ہے۔ اس کی دلیل یہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت غیر محدود ہے اور ہماری عبادت محدود ہے۔ محدود عبادت غیر محدود عظیم الشان معبود کے حقوق کو ادا کر ہی نہیں سکتی۔ اسی میں خیر ہے کہ ہر وقت اعتراف قصور کر کے معافی مانگتے رہو، مغفرت کا یہی ایک راستہ ہے اور معافی میں دونوں مضمون پیش کرو کہ آپ کے حقوق، میں جو ہم سے نالائقیاں ہوئیں ہم اعتراف

نالائقی کے ساتھ معافی مانگتے ہیں کیونکہ ہماری کوئی سانس ایسی نہیں جو صحیح ہو جیسے اونٹ کے لئے کہتے ہیں کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی ہے۔ پس اے اللہ تعالیٰ ہماری کوئی حرکت صحیح نہیں ہے لہٰذا ہم ہر سانس کا نادمانہ اعتراف کرتے ہوئے معافی کے خواستگار ہیں۔ پس مجرمانہ سانس کو مستغفرانہ و تائبانہ بنالو ان شاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا اور دوسرا مضمون یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق میں جو کوتاہیاں ہو گئیں تو جو زندہ ہیں ان سے معافی مانگو، مالی حق ہے تو ادا کرو اور اگر انتقال ہو گیا یا ان تک رسائی محال ہے تو تین مرتبہ قل ہو اللہ شریف پڑھ کر ان کو بخش دو اور کہہ دو کہ اے اللہ تعالیٰ مخلوق کے حقوق میں جو ہم سے کوتاہی ہو گئی تو یہ ثواب ان کو پہنچا کر قیامت کے دن ان سے راضی نامہ کرادیجئے۔

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سے دعاء کی درخواست

آخر میں حضرت شیخ نے حضرت مفتی صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کی طبیعت کو مسرور کرنے کے لئے چند باتیں عرض کیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزیؒ سے درخواست جو کی تھی وہی درخواست میں آپ سے کر رہا ہوں کہ ؎

جرعہ بر ریز برما زیں سبو
شمسہ از گلستاں باما بگو

اے میرے پیر و مرشد شمس الدین تبریزی آپ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب کا مٹکے کا مٹکا پیتے ہیں پس اے میرے شیخ اپنے سبو (مٹکے) سے ایک جرعہ (گھونٹ) ہم کو بھی پلا دیجئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا جو گلستاں حاصل ہے اس میں سے تھوڑا سا ہمارے کان میں بھی بتا دیجئے کہ کیا مزہ آتا ہے اللہ تعالیٰ کے نام میں اور ان کی محبت میں۔

اس پر حضرت شمس الدین تبریزی نے فرمایا کہ یہ تمہارا حسن ظن ہے میں تو کچھ نہیں ہوں۔ تو مولانا جلال الدین رومیؒ نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی تواضع کی وجہ سے ہم درخواست واپس نہیں لیں گے اس لئے کہ ؎

بوئے مے را گر کسے مکنوں کند
چشم مست خویشتن را چوں کند

اگر کوئی شخص بہت زیادہ شراب پیتا ہو اور اس کی بو کو الا ئچی یا لونگ کھا کر چھپا بھی لے لیکن ظالم اپنی مست آنکھوں کو کہاں چھپائے گا۔ آپ کی خمار آلود آنکھیں بتاتی ہیں کہ آپ شراب محبت الٰہیہ کے خم کے خم پئے ہوئے ہیں ؎

خونداریم اے جمال مہتری
کہ لب ما خشک و تو تنہا خوری

اے چاند سے زیادہ پیارے میرے شیخ! میں اس کا عادی نہیں ہوں کہ میرے ہونٹ تو خشک رہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کی شراب محبت کے خم کے خم پیتے رہیں۔

تو ہم بھی آپ سے دعاء کی یہی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صاحب نسبت اور اللہ والا بنا دے اور اپنے دوستوں کی حیات بخش دے اور نسبت اولیاء صدیقین کی خط انتہاء تک پہنچا دے۔ بس آپ آمین فرما دیجئے یہی آپ کی دعا ہے۔ ایک بجے کے قریب مفتی صاحب کے گھر سے واپسی ہوئی۔

قبرستان میں حاضری

حضرت شیخ دامت برکاتہم واپسی پر رنگون کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ قبرستان کے ساتھ محمد جان نامی ایک مسجد ہے اور اس کے علاوہ تین اور بھی دارالعلوم رنگون میں ہیں۔ یہ قبرستان بڑا قدیم ہے اور اس میں بڑے بڑے اکابر بزرگان دین مدفون ہیں۔ اب حکومت کی طرف سے اس قبرستان میں تدفین ممنوع

ہے حکومت قبرستان کو مسمار کر کے وہاں سرکاری عمارت تعمیر کرنا چاہتی ہے مسلمان اس کو بچانے کے لئے بڑی کوشش کررہے ہیں اور حضرت سے بھی اس سلسلہ میں دعاء کی درخواست کی گئی۔ حضرت والا نے دعا فرمائی اور فرمایا سب لوگ تین دفعہ **قل ھو اللہ احد** پڑھ کر پورے قبرستان والوں کو بخش دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ یہاں پر حضرت شیخ دامت برکاتہم نے حضرت میر صاحب دامت برکاتہم سے فرمایا کہ سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی کی زمین کا ایک قطعہ جو قبرستان کے لئے وقف کیا گیا ہے اس کے لئے مجھ سے وصیت لکھوالو کہ ایک قبر میں دوسری قبر بنائی جائے جس طرح جنت البقیع میں ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں میں نے اہل فتاویٰ سے مشورہ کرلیا ہے۔ حضرت شیخ نے یہاں پر مفتی نور محمد صاحب سے فرمایا کہ حضرت مفتی محمود صاحب کو شاید نسیان طاری ہو جاتا ہے اس لئے کہ حضرت تھانویؒ سے پند نامہ پڑھنے کی بات تین دفعہ فرمائی۔ اس پر مفتی نور محمد صاحب نے عرض کیا جی ہاں تو اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ بندہ کی گفتگو سے حضرت مفتی صاحب مست ہو گئے تھے اب مستی تو باقی رہے گی اگرچہ مضمون بھول جائیں گے جس طرح مرغی کا سوپ پینے والا اگر بھول بھی گیا تو اس کی طاقت تو باقی رہے گی۔

بہادر شاہ ظفر کے مزار پر

قبرستان سے بہادر شاہ ظفر کے مزار کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں بدھ مذہب والوں کا سب سے بڑا عبادت خانہ آتا ہے جب اس کے قریب سے گذرے تو حضرت شیخ نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھنے کا حکم فرمایا۔

استغفروا کا حکم دلیل معافی ہے

راستہ میں کار ہی میں ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو ہمیں معاف کرنا نہ ہوتا تو **استغفروا** کا حکم نہ دیتے۔ جب ابا بچہ سے کہے کہ معافی مانگو تو سمجھ لو کہ ابا معاف کرنا

چاہتا ہے استغفروا کا حکم بتا تا ہے کہ ربا ہم کو معافی دینا چاہتے ہیں ۔ پھر ماں سکھاتی ہے کہ ہاتھ جوڑ کر ابا سے معافی مانگو۔ اسی طرح اللہ والے سکھاتے ہیں کہ ربا سے اس طرح معافی مانگو۔

تقویٰ کے معنیٰ

پھر گاڑی ہی میں ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کس چیز کا نام ہے؟ گناہ کا تقاضا ہو جی چاہے کہ حسینوں کو خوب دیکھ لوں اور ان سے خوب باتیں کروں لیکن دل کے چاہنے پر عمل نہ کر کے غم اٹھالے، زخمِ حسرت کھالے، خونِ تمنا کر لے، اس کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنیٰ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دل میں گناہ کا خیال بھی نہ آئے۔ تقویٰ کہا جاتا ہے کف النفس عن الھواء یعنی نفس کو خواہشات نفسانی سے روکنا۔ اگر دل میں خواہشات ہی پیدا نہیں ہوں گی تو کس چیز کو روکو گے۔ جب دل ہی نہ چاہے گا تو کیا خاک تقویٰ ہوگا اور پھر مجاہدہ ہی کہاں رہا۔ تقویٰ اس کا نام ہے جس پر ابھی یہ شعر ہوا ہے کہ ؎

دل چاہتا ہے حسن کو میں جھوم کے چوموں
پر خوف خدا سے نہیں چوموں گا میں ہرگز

مولانا محمد یوسف صاحب جو گاڑی چلا رہے تھے انہوں نے بتایا کہ بہادر شاہ ظفر کا مزار آگیا ہے، گاڑی مزار کے احاطہ میں جا کر رک گئی۔ آپ نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے دعا مغفرت کی اور وہاں سے قیام گاہ پر واپسی ہوئی۔

کچھ بہادر شاہ ظفر کے بارے میں

پیدائش

آپ کی پیدائش ۱۷۷۵ء میں ہوئی۔

ابو ظفر بہادر شاہ خاندان تیموریہ کا آخری بادشاہ ہے جس پر سلطنت مغلیہ ہندوستان میں ختم ہو گئی۔ آپ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے

عقیدت وارادت تھے۔ اور انکے بہت بڑے عاشق تھے چنانچہ فرماتے ہیں، شعر ؎

مرید قطب الدین ہوں خاک پائے فخر دین ہوں میں
اگرچہ شاہ ہوں ان کا غلام کمترین ہوں میں
بہادر شاہ ظفر ہے نام میرا پورے عالم میں
ولیکن اے ظفر ان کا گدائے رہ نشین ہوں میں

شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ پاکبازی اور خداترسی مشہور تھی۔ بڑے پائے کے شاعر بھی تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انہیں انگریزوں نے گرفتار کیا اور ان پر بغاوت کا مقدمہ چلایا۔ ۹ مارچ ۱۸۵۸ء کو ملک بدر کر کے رنگون بھیجنے کا فیصلہ صادر کردیا گیا، رنگون میں چار سال نہایت عسرت اور تنگدستی میں بسر کیے۔

وفات

۷ نومبر ۱۸۶۲ء کو عالم غربت میں بہادر شاہ ظفر نے وفات پائی اور رنگون کی سرزمین میں پیوند خاک ہوئے۔ ان کے لوح تربت پر یہ اشعار اہل دنیا کے لئے نشان عبرت ہیں ؎

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
کتنا ہے بد نصیب ظفر دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

احساس ندامت

واپسی پر کار میں فرمایا کہ نجات کا کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ اپنی زندگی کی ہر سانس کو مجرمانہ سمجھتے ہوئے دربار الٰہی میں معترفانہ، مستغفرانہ، نادمانہ تائبانہ آہ اور ناجیانہ اور فائزانہ جاؤ۔

مجلس بعد نماز مغرب

مجلس جامع مسجد سورتی

آج لوگوں کا ہجوم کل سے زیادہ تھا اور مغرب سے قبل حضرت شیخ دامت برکاتہم کے استقبال کے لئے مسجد کے دروازہ پر لوگ جمع تھے۔ دروازہ سے مسجد کے ہال تک لوگ دورویہ کھڑے ہو گئے۔ جوں جوں حضرت آگے بڑھتے تھے تو لوگ نظر محبت وعقیدت سے بے تابانہ حضرت کی زیارت کرتے تھے اور سبحان اللہ، سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ اور حضرت کے چہرہ کا نور تابانی ہر ایک کو گھائل کیئے جا رہا تھا۔ پھر ہر روز لوگوں کا یہی معمول تھا اور دن بدن رش بڑھتا چلا جا رہا تھا مجھے اپنے شیخ کے یہ اشعار یاد آتے تھے۔

حضرت کے اشعار

عناصر مضمحل پیری سے اہل اللہ کے بھی ہیں
مگر چہرہ سے ان کے پھر بھی تابانی نہیں جاتی
اٹھا جاتا نہیں ہے بے سہارے پھر بھی یہ کیا ہے
کہ ان کے قلب سے مستی وجولانی نہیں جاتی
کہوں میں کس طرح سے شان ان اللہ والوں کی
لباس فقر میں بھی شان سلطانی نہیں جاتی

آج منتظمین مسجد نے حضرت شیخ کے لئے منبر کے پاس نشست کا انتظام کیا تھا مغرب کی نماز کے بعد اندر کا ہال بھر گیا اور برآمدے میں بھی لوگ تھے، دو ہزار سے زائد آدمی تھے۔ حضرت نے کرسی پر تشریف رکھنے کے بعد فرمایا سنجیدہ لوگ دور رہیں اور خندیدہ لوگ قریب رہیں اس سے مقرر کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

پھر حضرت شیخ نے خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔ بسم اللّٰہ

الرحمن الرحیم • یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علَی الکفرین یجاھدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ واسع علیم (المائدہ آیت ۵۴ رکوع ۸ پارہ ۶)

ارشادفرمایا کہ تین قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) ایک انتہائی وفادار...... یہ اولیاء صدیقین کا گروہ ہے۔

(۲) دوسرا گروہ انتہائی بے وفا لوگوں کا ہے......اور وہ مرتدین ہیں۔

(۳) تیسرا گروہ درمیانی قسم کے لوگوں کا ہے کبھی وفا کرتے ہیں کبھی بے وفائی ....اور وہ مومنین فاسقین کا گروہ ہے۔

سگریٹ پینے پر تنبیہ

حضرت شیخ نے سگریٹ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ باپ کی منی اور ماں کے حیض سے بچہ کی تخلیق فرماتے ہیں، جب ماں کے پیٹ میں بچہ بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ ماں کا حیض روک دیتے ہیں، اس سے بچہ کے اعضاء بنتے ہیں اسی لئے نو مہینہ تک حیض نہیں آتا مگر بچہ کے منہ میں اللہ تعالیٰ اس حیض کو نہیں جانے دیتے ایک دوسری رگ لگا دیتے ہیں جو پیدائش کے بعد کاٹی جاتی ہے جس کو اردو میں نال کہتے ہیں۔امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کا حیض منہ کے رستہ سے اس لئے نہیں جانے دیا تاکہ جس منہ سے اس بندہ کو اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہے اس منہ میں حیض کا گندہ خون داخل نہ ہو۔تو جس منہ کو اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں گندگی سے بچایا اس منہ کو سگریٹ بیڑی پی کر گندا اور بدبودار کرنا مناسب نہیں۔

ظاہر کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ اگر رنگون کے اخبارات اور ریڈیو اعلان کردیں کہ ایک بہت

بڑے ولی اللہ آئے ہیں، ان کی دعا بہت مقبول ہوتی ہے جو کسی مصیبت میں ہو جا کے دعا کرالے، لوگ دعا کرانے گئے، دیکھا داڑھی صاف اور سگریٹ پی رہے ہیں تو بتایئے لوگ کیا کہیں گے کہ یہ ولی اللہ ہے یا شیطان، تو اولیاء اللہ کا ایک ظاہر اور اسٹرکچر اور وضع ہے۔ ماں کے پیٹ میں پہلے شکل بنتی ہے روح بعد میں آتی ہے۔ اگر گدھی کا پیٹ ہے تو پہلے گدھے کا اسٹرکچر تیار ہوتا ہے پھر اس میں گدھے کی روح آتی ہے اگر انسان ہے تو ماں کے پیٹ میں انسان کا ڈھانچہ اور اسٹرکچر بنتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسمیں انسان کی روح ڈالتا ہے، معلوم ہوا کہ شکل پہلے بنتی ہے روح بعد میں آتی ہے۔ لہٰذا پہلے اللہ والوں کی شکل بنالو تو اللہ والوں کی روح بھی ہم سب کو نصیب ہو جائے گی اور سب کو معلوم ہے کہ اللہ والوں کی شکل وصورت وضع قطع وہی ہے جو نبی ﷺ کی تھی۔

سمندر میں پچاس فیصد نمک کیوں ہے؟

ارشاد فرمایا کہ دوسروں کی ماں بہنوں کو نہ دیکھو اس سے تمہیں چین نہیں ملے گا۔ صاحب قونیہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے نادانو! حسینوں اور نمکینوں کو مت دیکھو، نمکین پانی سے پیاس نہیں بجھتی، اگر تجربہ کرنا ہو تو سمندر کا پانی پی کر دیکھ لو۔ سمندر میں اللہ تعالیٰ نے پچاس فیصد نمک ڈال دیا ہے تاکہ نمک سے پانی سڑنے نہ پائے اور اس میں تسمّم ، انفیکشن اور زہریلا مادہ نہ پیدا ہو جائے اور مچھلیاں زندہ رہیں کیونکہ تین حصہ روزی دنیا کے انسانوں کو سمندر سے ملتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پچاس فیصد نمک سمندر میں نہ ڈالتا تو سارا پانی سڑ جاتا اور زہریلا ہو جاتا اور سمندر کی ساری مچھلیاں مرجاتیں اور سمندر کے کنارے جتنے شہر ہیں سب ختم ہو جاتے، زہریلے انفیکشن سے کوئی آدمی زندہ نہ رہتا۔

آنسوؤں کے نمکین ہونے کی حکمت

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ اسی لئے آنکھوں کے آنسوؤں کو بھی اللہ تعالیٰ نے

نمکین کردیا تا کہ میرے بندوں کی آنکھوں میں تسمّم اورانفکیشن نہ پیدا ہوجائے۔ اگرآنسو کو چکھو تو نمکین معلوم ہوگا جس پر مزاحامیرا ایک شعر ہے ؎

میر کے آنسو میں پاتا ہوں نمک
غم ہے ظالم کو کسی نمکین کا

کیونکہ رونے کا حکم دیا ہے ﴿ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا﴾ (الحدیث) روؤ! اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالولیکن رونے کا حکم دینے والے نے آنسوؤں کو نمکین کردیا تا کہ آنسو میرے بندوں کی آنکھوں کو خراب نہ کردیں ۔نمک سے چیز محفوظ ہو جاتی ہے اس لئے آنسوؤں کو نمکین کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کی آنکھوں کو محفوظ کردیا۔ یہ آنکھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد میں رونے کے لئے بنائی ہیں نمکینوں کے لئے رونے کو نہیں بنائیں کیونکہ ؎

آب شورے نیست درمان عطش

پیاس کا علاج نمکین پانی نہیں ہے لیلاؤں کے نمکین پانی سے پیاس نہیں بجھے گی مولیٰ کی یاد کا میٹھا پانی پیو تو سیراب ہوجاؤ گے۔

عاشق مولیٰ اور عاشق لیلیٰ میں فرق

فرمایا کہ عاشق لیلیٰ کے جوتے پڑتے ہیں اور عاشق مولیٰ کے جوتے اٹھائے جاتے ہیں۔ کتنا بڑا فرق ہے۔

سفر کا ایک فائدہ

علامہ آلوسی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''سافروا تصحوا ''سفر کرو صحت مند رہو گے۔

بیویوں کے حقوق

حضرت شیخ نے بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت پر زور دیتے ہوئے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿عاشروھن بالمعروف﴾ اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ﴿یغلبن کریما و یغلبھن لیئم﴾ کہ بیویاں کریم النفس پر غالب ہو جاتی ہیں اور کمینہ شخص بیویوں پر غالب ہوتا ہے۔ یہ شوہر مجنون نہیں ہے کہ جس کی بیوی اس کو ناز دکھائے اے رنگون والو! یاد رکھو کتنے لوگ بیویوں کی کڑوی باتیں برداشت کر کے اللہ والے بن گئے۔ بیویوں کو تو اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کے لئے پیدا کیا ہے ﴿لتسکنوا الیھا﴾ (سورہ روم آیت نمبر ۲۱ پ ۱۲) کہ سکون حاصل کرو ان سے ﴿جعل بینکم مودۃ ورحمۃ﴾ (سورہ روم الآیۃ ۲۱ پارہ ۲۱) بیویوں سے محبت کرو اور انکو شان رحمت دکھاؤ۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿انا احب ان اکون مغلوبا کریما و لا احب ان اکون لئیما غالبا﴾ کہ میں پسند نہیں کرتا کہ غالب رہوں اور لئیم بنوں۔ پہلے شوہر محبت کرے پھر بیوی بھی محبت کرے گی۔

محبت سبب محبوبیت ہے

ایک عالم نے جو مظاہر علوم سہارنپور سے اول نمبر پاس ہوئے تھے، مجھ سے کہا کہ آج لوگوں کا خون سفید ہو گیا ہے، میں مسجد کا امام ہوں لیکن فی زمانہ کوئی مولویوں سے محبت نہیں کرتا۔ میں نے کہا آپ نے ان سے کتنی محبت کی۔ کہنے لگے کہ میں محبت کا انتظار کر رہا ہوں، پہلے وہ لوگ محبت کریں میں نے کہا کہ پہلے آپ پر محبت واجب ہے۔ کہنے لگے کہ اس کی کیا دلیل ہے میں نے کہا کہ دلیل وہی ہے جو آپ پڑھ چکے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے ﴿لا خیر فیمن لا یألف ولا یؤلف﴾ ''کوئی بھلائی نہیں ہے اس شخص میں جو کسی سے محبت کرے نہ اس سے محبت کی جائے۔'' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یألف کو مقدم فرمایا بعد میں یؤلف ہے۔ معلوم ہوا کہ جو محبت کرتا ہے وہ محبوب کر دیا جاتا ہے۔ جو اللہ کے بندوں سے محبت کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کے بندے پھر خود بخود اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ عالم ہنسے اور کہا کہ بات سمجھ میں آ گئی۔

غیر اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہیں مل سکتا

ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں مرنے والوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، یعنی مرنے والوں کا عشق اور مرنے والوں کی محبت کی گندگی ہے اس دل میں اللہ تعالیٰ کیسے آئیں گے۔ اگر کسی کمرہ میں مردہ لاشیں پڑی ہوئی ہوں آپ اس کمرہ میں مہمان ہونا پسند کریں گے؟ تم تو معمولی لطافت رکھتے ہو عبد اللطیف ہو کر اس کمرہ میں نہیں رہ سکتے جہاں کوئی مردہ لیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو حقیقی لطیف ہے وہ کسی ایسے دل کو کیسے اپنا گھر بنا سکتے ہیں جو مُردوں کا گھر ہے، مردوں کی محبت جس میں گھسی ہوئی ہے۔

"اللہ" اہل اللہ سے ملتے ہیں

ارشاد فرمایا کہ اگر مولیٰ کو چاہتے ہو تو مولیٰ والوں سے تعلق قائم کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو چرواہا کہہ رہا تھا کہ اے مولیٰ تو اگر مجھے مل جاتا تو جہاں تو بیٹھتا وہاں میں جھاڑو لگاتا اور تیرے ہاتھ پاؤں دباتا اور تیرے بالوں میں جوئیں تلاش کرتا اور اپنی بکریوں کا دودھ تجھ کو پلاتا اور تجھے روغنی روٹی کھلاتا، اگر اس زمانہ میں اختر ہوتا تو اس چرواہے کو مشورہ دیتا کہ مولیٰ کے جسم نہیں ہے کہ تو اس کو صاف جگہ پر بٹھائے گا، مولیٰ کے ہاتھ پیر نہیں ہیں جو تو انہیں دبائے گا مولیٰ کے پیٹ نہیں ہے جو تو اس کو روغنی روٹی کھلائے گا وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ تیرا یہ جذبہ سب پورا ہو جائے گا اگر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں دبا لے، ان کو روغنی روٹی کھلا لے، ان کو اپنی بکریوں کا دودھ پلا دے اس اللہ کے پیغمبر کی خدمت کر لے تو سمجھ لے کہ تو نے اللہ کی خدمت کر لی۔ اللہ والوں کی خدمت کرنا گویا اللہ کی خدمت کرنا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ؎

خدمت او خدمت حق کردہ است
دیدن او دیدن خالق شدہ است

اللہ والوں کے خدمت گویا اللہ کی خدمت ہے اور اللہ والوں کو دیکھنا گویا اللہ کو دیکھنا ہے اور فرماتے ہیں ؎

ہرکہ خواہد ہمنشینی باخدا
گو نشیند باحضور اولیاء

جو چاہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے اس سے کہہ دو کہ اللہ والوں کے پاس بیٹھ جائے۔

مجلس بعد نماز عشاء در قیام گاہ

جامع مسجد سورتی میں عشاء کی نماز پڑھ کی قیام گاہ کالابستی پر واپسی ہوئی۔ آج بہت سے احباب اور علماء جمع ہو گئے اور اکثر حضرت شیخ کے ہاتھ پر داخل سلسلہ ہوئے۔

لاش اور لاس

ارشاد فرمایا کہ لاش پر مرنے والے لاس میں آجاتے ہیں۔ ان کی بڑی ش چھوٹی س سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ جب بڑھاپے میں ان کے کالے بال سفید ہو جاتے ہیں اور سفید چوٹی بوڑھے گدھے کی دم معلوم ہوتی ہے اور جن رس بھری آنکھوں پر مرے تھے ان سے کیچڑ بہنے لگتا ہے اور جن ہونٹوں پر وہ میر کا یہ شعر پڑھتے تھے ؎

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

جب لقوہ سے اسی معشوق کا منہ ٹیڑھا ہو گیا اور گلاب کی پنکھڑی لوہے کی جھکڑی معلوم ہونے لگی اس وقت ان کی چال میں لڑکھڑی پڑ جاتی ہے پھر وہ اس گدھے کی طرح بھاگتے ہیں ﴿حمر مستنفرہ فرت من قسورۃ﴾ جو شیر سے بھاگتا ہے۔ اس وقت پچھتاتے ہیں کہ آہ ہم کس پر مرے تھے لاش پر مرنے کا لاس

(Lass) تب معلوم ان کو معلوم ہوگا، اس پر میرا یہ شعر ہے ۔

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ان فانی لاشوں پر مرنے کیلئے یہ دل نہیں بنایا، یہ دل مندر نہیں ہے اللہ کا گھر ہے۔ لا الہ سے ان فانی بتوں کو نکالو پھر جس کا گھر ہے وہ اس میں آجائے گا ۔

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوب
خدا کا گھر پئے عشق بتاں نہیں ہوتا

قربِ حق کی لذت غیر محدود

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی غیر محدود عظمتوں کو اور غیر محدود لذتوں کو ہماری محدود لغت کیسے بیان کرسکتی ہے۔ لغت کچھ دیر تو ساتھ دیتی ہے اس کے بعد الفاظ ہاتھ جوڑ لیتے ہیں کہ اس کے آگے بیان سے ہم قاصر ہیں جس طرح سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ اس کے بعد اگر ایک بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو جل جاؤں گا۔ جب یہ مقام آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کو الفاظ ولغت بیان کرنے سے قاصر اور مجبور ہوجاتے ہیں اس وقت اختر آہ وزاری اشکباری اور گریہ زاری کرنے لگتا ہے کہ اے اللہ الفاظ تو قاصر ہوگئے آپ اپنے نام کی لذت وحلاوت ہمارے دلوں میں ڈال دیجئے ۔ پھر کسی الفاظ ولغت کی ضرورت نہ ہوگی۔ قلب و جان اس لذت کا ادراک کریں گے جیسے کسی دیہاتی نے کبھی شامی کباب نہ کھایا ہو اس کے منہ میں کوئی کباب رکھ دے تو کباب کی لذت کو پاجائے گا اگرچہ بیان نہ کرسکے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ ہم نے تو مدرسوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی فہرست پڑھی لیکن

کھانے کو ملی حاجی صاحبؒ کے پاس۔ حاجی صاحبؒ اصطلاحی عالم نہیں تھے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی مٹھائیوں کے نام نہ جانتے تھے لیکن قرب الٰہی کی تمام مٹھائیاں کھائے ہوئے تھے۔ ان کی صحبت میں جا کر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جیسے بڑے بڑے علماء کو اللہ تعالیٰ کے قرب اور اللہ تعالیٰ کے نام کی مٹھائی کی لذت ملی۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ علماء ظاہر مدرسوں میں صرف فہرست پڑھتے ہیں لیکن جب تک کسی اللہ والے صاحب نسبت بزرگ کی خدمت میں نہیں جائیں گے اس وقت تک اللہ کے نام کی حلاوت اور مٹھائی کھانے کو نہیں مل سکتی۔ بدون صحبت اہل اللہ علم کی لذت کا ادراک ناممکن ہے۔ (ماخوذ از انعامات ربانی)

سایہ مرشد نعمت عظمیٰ ہے

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحقؒ جب کراچی سے ہر دوئی تشریف لے جانے لگے اس وقت میں نے حضرت والا کو یہ شعر سنایا ؎

شیخ رخصت ہوا گلے مل کے
شامیانے اجڑ گئے دل کے

حضرت والا خوش ہو گئے اور احقر کو تنہائی میں بلا کر ایک نعمت دے کر چلے گئے جو میں نہیں بتاؤں گا۔ حضرت میر صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضرت والا بتا دیں تو ہم لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے گا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت والا نے میرے اسفار پر پابندی لگا دی تھی وہ بحال فرما دی اور پابندی لگانا بھی شیخ کی شفقت ہے۔ حضرت والا نے دیکھا کہ میرے خلیفہ کو ساری دنیا میں بلایا جا رہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے دل میں عجب پیدا ہو جائے۔ شیخ کی شفقت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ میرا مرید ہلاک ہو جائے اسی لیے کبھی ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اور کبھی تحریر و تقریر پر پابندی لگا دیتا ہے۔ لیکن

یہ شعر سن کر حضرت والا کو یقین ہوگیا کہ جو شیخ کا عاشق ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ ضائع وہی لوگ ہوئے جن کے سر پر کوئی بڑا نہیں تھا۔ جس کار پر کسی کا پاؤں نہ ہو یعنی کار کا کوئی ڈرائیور نہ ہو وہ جہاں تک سیدھا راستہ ہوگا جائے گی۔ لیکن جہاں موڑ آئے گا وہیں ٹکرا جائے گی۔ جن کی گردن پر کسی شیخ کا پاؤں نہیں تھا وہ کچھ دور تک تو صحیح چلے لیکن کہیں جاہ کے کہیں باہ کے موڑ پر تصادم کر بیٹھے اور پاش پاش ہوگئے۔ خود بھی تباہ ہوئے اور جو اُن کے ساتھ تھے وہ بھی تباہ ہوئے۔ جاہ اور باہ کے موڑوں پر شیخ ہی مرید کو سنبھالتا ہے۔ (ماخوذ از انعامات ربانی)

مجالس بروز منگل، ۱۷ر فروری ۱۹۹۸ء

فجر کے بعد کا معمول

حضرت شیخ دامت برکاتہم کا سفر اور حضر میں فجر کے بعد ٹہلنے کا معمول ہے۔ چنانچہ رنگون میں بھی دوسرے دن 17-02-98 کو رنگون شہر کے وسط میں واقع خوبصورت جھیل پر تشریف لے گئے لیکن وہاں پر مردوں اور عورتوں کے اژدھام کی وجہ سے تھوڑا سا ٹہل کر واپس آگئے اور فرمایا کہ کل کسی ایسی جگہ پر چلیں گے جہاں پر سکون اور پاک صاف فضاء ہو۔ چنانچہ آئندہ پھر جھیل کے دوسرے کنارے پر جہاں ٹکٹ لے کر اندر داخل ہوسکتے تھے وہاں پر تشریف لے جاتے تھے اس پر حضرت نے فرمایا کہ دنیا میں ہر جگہ آکسیجن مفت ملتی ہے لیکن یہاں پر آکسیجن بھی پیسوں سے ملتی ہے اور حضرت شیخ نے فرمایا کہ صبح کی ہوا لاکھ روپے کی دواء۔ صبح کی ہوا لاکھ روپے کے برابر ہے۔

مجلس قبل نماز ظہر

آج تقریباً بارہ بجے بہت سے احباب حضرت شیخ سے ملاقات کے لئے جمع

ہو گئے۔ حضرت شیخ اپنے حجرہ مخصوصہ سے قیام گاہ کے ہال نما کمرے میں تشریف لائے جو ان دنوں حضرت شیخ کی برکت سے خانقاہ بن چکی تھی۔ حاجی محمد اسماعیل صاحب جو کہ حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے مرید ہیں انہوں نے حضرت شیخ سے ملاقات کی اور ایک دوست سید سلیم صاحب نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی کتاب پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتوں کا برمی میں ترجمہ کیا ہے۔آپ سے دعاء اور اجازت کی درخواست ہے۔ حضرت نے بخوشی اجازت دے دی اور دعاء فرمائی۔

یہاں پر ارشاد فرمایا ﴿القادر بالغير ليس بقادر﴾ دوسروں کی قدرت معتبر نہیں۔اب ضعف ہے اس لیے روزانہ ایک بیان کرتا ہوں ورنہ پہلے ہر نماز کے بعد بیان ہوا کرتا تھا اور روزانہ پانچ بیان ہوا کرتے تھے۔

یہاں حضرت نے رفیق سفر مولانا اسماعیل صاحب جو کہ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں انکو روح المعانی سے قلب سلیم کی تفسیریں بیان کرنے کا حکم فرمایا۔انہوں نے پانچ تفسیریں بیان کیں۔

قلب سلیم کی پانچ تفسیریں

۱۔ الذی ينفق ماله فی سبيل البر، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرے۔

۲۔ الذی يرشد بنيه الى الحق، جو اپنی اولاد کو راہ حق دکھلائے۔

۳۔ الذی يكون قلبه خاليا عن العقائد الباطلة، وہ شخص جس کا دل باطل عقیدوں سے خالی ہو۔

۴۔ الذی يكون قلبه خاليا عن غلبة الشهوات، وہ شخص جس کا دل شہوات کے غلبہ سے خالی ہو۔

۵۔ الذی یکون قلبه خالیاعما سوی الله، وہ شخص جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے خالی ہو۔

اور پھر مولانا اسماعیل صاحب نے حضرت شیخ دامت برکاتہم کے حکم پر خواجہ مجذوبؒ کے اشعار بھی سنائے جو حضرت خواجہ مجذوبؒ صاحب ذکر کے وقت پڑھتے تھے۔

خواجہ مجذوبؒ کے اشعار

دل میرا ہوجائے ایک میدان ہو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور میرے تن میں بجائے آب و گل
دردِ دل ہو درد دل ہو درد دل
غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

پونے ایک بجے نشست ختم ہوئی۔

نشست بعد عصر

عصر کے بعد بعض احباب نے حکومت کی مسلمانوں پر سختیوں اور مظالم کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تین سو اکتالیس مرتبہ ﴿حسبنا الله و نعم الو کیل﴾ پڑھو اور اول آخر درود شریف پڑھو اور دعا کرو انشاء اللہ غیب سے مدد آئے گی، حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا یہ کیمیا ہے اور یہ دعا کرو ﴿اللّٰهم انصرنا علی اعدآ ئنا﴾

راہب اور راہبات

برما میں سرکاری مذہب بدھ مذہب ہے وہاں کی اکثریت بدھ مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ رنگون میں اس کا سب سے بڑا عبادت خانہ ہے بدھ مذہب میں

بہت سے مرد اور عورتیں اپنے کو مذہب کے نام وقف کر دیتے ہیں۔ مرد کلیجی رنگ کی دو چادریں پہنتے ہیں ایک اوپر اوڑھتے ہیں اور دوسری نیچے باندھتے ہیں۔ سر منڈاتے ہیں اور پاؤں سے ننگے رہتے ہیں اور ہاتھ میں کشکول لے کر در بدر مانگتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں اور لڑکیاں ہیں جو سر منڈاتی ہیں تقریباً گلابی رنگ کا لباس پہنتی ہیں اور وہ بھی کشکول لے کر در بدر مانگتی ہیں اور بھیک مانگنا ان کے مذہب میں عبادت سمجھا جاتا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ دیکھو مذہب کے نام پر شیطان نے ان کو کیسا دھوکہ دیا ہے کہ وہ عورت جس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اسلام میں یا تو والدین کے ذمہ ہوتی ہے یا شوہر کے ذمہ ہوتی ہے۔ اس کو ان کے مذہب میں در بدر ٹھوکریں کھانے اور بھیک مانگنے پر مجبور کر دیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ان سر منڈی عورتوں اور لڑکوں کو بھی نہ دیکھو اور میرا یہ شعر ان راہب اور راہبات کے لئے بہت مناسب ہے۔

حسن اس کا ہر طرح سالم رہا
سر منڈانے پر بھی وہ ظالم رہا

مجلس بعد نماز مغرب در جامع مسجد سورتی

اذان واقامت اور بعض دوسری چیزوں کی اصلاح

حضرت شیخ دامت برکاتہم نے مسجد کے کئی اعمال کی اصلاح فرمائی۔

۱۔ ارشاد فرمایا کہ مؤذن کیلئے جائے نماز بچھا کر جگہ مخصوص کرنا درست نہیں۔

۲۔ جماعت کے بعد دعا کے لئے مؤذن کا بلند آواز میں اللّٰھم آمین کہنا اور دعا کے اختتام پر برحمتک یا ارحم الراحمین کہنا درست نہیں۔ اسی طرح جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہیں ان کے بعد لمبی دعا نہ کی جائے جیسے ظہر، مغرب، عشاء اور جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ نہیں ہیں ان کے بعد لمبی دعا مانگ سکتے ہیں، جیسے فجر اور عصر۔

۳۔ تیسرا اذان اور اقامت کے بارے میں فرمایا کہ سنت کے مطابق ہونی چاہیے۔ چنانچہ حضرت میر صاحب کو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت سنت کے مطابق پیش کریں۔اور حضرت شیخ نے فرمایا کہ **اللّٰہ اکبر** میں اللہ کو ایک الف کی مقدار سے زیادہ نہیں کھینچنا چاہیے۔علامہ شامی لکھتے ہیں کہ اگر اللہ کے لام کو اتنا کھینچا ﴿**حتی حدثت الف ثانیه**﴾ کہ دوسرا الف پیدا ہو جائے تو مکروہ ہے۔اور امام محمدؒ فرماتے ہیں ﴿**المکروہ هو ضد المحبوب**﴾ کہ مکروہ اس کو کہا جاتا ہے جو محبوب کی ضد ہو۔ **اشهد ان لا اله** کے **لا** پر اور **رسول اللّٰہ** کے **اللّٰہ** کے لام پر مد کر سکتے ہیں۔

اقامت کی اصلاح

اب اقامت کا طریقہ بھی سن لیجئے۔**اللّٰہ اکبر** کے چاروں کلمے ایک سانس میں کہیں یعنی **اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر** ایک سانس میں۔اس کے بعد دو دو کلمے ایک سانس میں یعنی **اشهد ان لا اله الا اللّٰہ، اشهد ان لا اله الا اللّٰہ** ایک سانس میں **اشهد ان محمد رسول اللّٰہ، اشهد ان محمد رسول اللّٰہ** ایک سانس میں اور **حیّ علی الصلوٰة، حیّ علی الصلوٰة** ایک سانس میں اور **حی علی الفلاح، حی علی الفلاح** ایک سانس میں لیکن درمیان میں وصل نہ کرو جیسے آج کل اکثر اقامت کہنے والے **حی علی الصلوٰة** اور **حی علی الفلاح** پر وصل کرتے ہیں جو صحیح نہیں ہے اسی طرح **قد قامت الصلوٰة** میں ۃ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے یعنی وصل کرنا جائز نہیں۔آخر میں **اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا اله الا اللّٰہ** ایک سانس میں کہو۔

اور فرمایا کہ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ﴿**الاذان جزم والاقامة جزم**﴾ اذان بھی جزم ہے اور اقامت بھی جزم ہے۔یعنی کلمات کے درمیان وصل نہیں۔

(۴) اور فرمایا کہ نماز میں سلام سامنے سے شروع کر کے دائیں طرف ختم کرے

اور پھر سامنے سے سروع کر کے بائیں طرف ختم کیا جائے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا لطیفہ

حضرت تھانویؒ نے اپنے مواعظ میں ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ ایک گاؤں کی عورت کے شوہر کا نام رحمت اللہ تھا اور اس کی بیٹی کا نام خاتونہ تھا۔ پہلے زمانے میں عورتیں بڑی شرم وحیاء والی ہوتی تھیں۔ حیاء کی وجہ سے شوہر کا نام نہیں لیتی تھیں۔ جب یہ عورت نماز پڑھتی اور سلام پھیرتی تو یوں کہتی السلام علیکم خاتونہ کے بابا۔ السلام علیکم خاتونہ کے بابا۔

(۵) حضرت شیخ نے بعض احباب کے ہاتھوں میں انگوٹھیاں دیکھ کر فرمایا کہ مرد کیلئے سونا تو بالکل حرام ہے اور چاندی کی انگوٹھی بھی ساڑھے چار ماشے سے کم ہو۔

خطبہ

اس کے بعد حضرت والا نے خطبہ مسنونہ اور یہ دو آیات تلاوت فرمائیں۔

﴿یا ایھا الذین آمنوا من یر تد منکم عن دینہ فسوف یأتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ الایۃ﴾ (آیت ۵۴، رکوع ۸ المائدہ پارہ ۶)

﴿والذین اذا فعلوا فاحشۃ أو ظلموا انفسھم ذکروا اللّٰہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللّٰہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون﴾ (آیت ۱۳۵، رکوع ۵، آل عمران، پارہ ۴)

محبت الٰہی کے لئے شرط

پھر فرمایا کہ تقویٰ یہ ہے کہ شبہ گناہ سے بھی بچو۔ پھر ﴿یحبھم و یحبونہ﴾ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مرتدین کے مقابلہ میں اپنے عاشقوں کی قوم پیدا کروں گا جن سے میں محبت کروں گا۔ ﴿یحبھم﴾ سے معلوم ہوا کہ اللہ ان سے محبت کرے گا لیکن یہ کیسے معلوم ہو، تو دوسری

آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کی علامت بتادی ﴿یحبونہ﴾ جب کسی کو دیکھو کہ وہ مجھ سے محبت کررہا ہے تو یہ دلیل ہے کہ میں اس سے محبت کررہا ہوں ؎

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یاد یار آئی

اور محبت وہ ہے جو اطاعت کے ساتھ ہو، سنت کے مطابق ہو وہی مقبول ہے۔ جو سنت کے خلاف محبت کرے گا اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ محبت قبول نہیں، جیسے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ عصر کی فرض نماز کے بعد کوئی نفل نہ پڑھے۔ اب اگر کوئی نادانی ولاعلمی سے عصر کے بعد نفل پڑھ رہا ہے تو یہ محبت تو کررہا ہے لیکن سنت کے خلاف ہونے سے یہ محبت اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے۔ ﴿ان کنتم تحبون اللّٰہ فا تبعونی یحبب کم اللّٰہ﴾ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے وہ نبی کے طریقہ پہ محبت کرے تب محبت قبول ہے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ایسے پیارے ہیں کہ جو ان کی چلن چلے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیارا بن جائے گا۔ جو بندہ سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ﴿فاذکرونی اذکرکم﴾ تم مجھے یاد کرو تو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسر عظیم وہی حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانویؒ جن کا وعظ ملت ابراہیم ۱۹۲۰ء میں اسی مسجد میں ہوا تھا وہ تفسیر بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ ﴿فاذکرونی بالاطاعۃ﴾ مجھے یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ ﴿اذکرکم﴾ ہم تم کو یاد کریں گے بالعنایۃ اپنی عنایت کے ساتھ۔ ہم پر نسیان محال ہے ہم تو چیونٹی کو بھی نہیں بھولتے۔ ہم ہر ایک کو یاد رکھتے ہیں لیکن نافرمانی کروگے تو ہم غضب اور عذاب سے تم کو یاد رکھیں گے اور اگر فرمانبرداری کروگے تو اپنی عنایت و مہربانی سے یاد کریں گے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں ﴿واشکروا لی﴾ میرا شکر بھی

ادا کرو۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کو شکر پر مقدم اس لئے کیا ہے کہ ذکر کا حاصل ہے منعم میں مشغول رہنا اور شکر کا حاصل نعمت میں مشغول رہنا۔ اور منعم میں مشغول رہنے والا افضل ہے نعمت میں مشغول ہونے والے سے۔ تو یہ ذاکر شاکر سے افضل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر کو شکر پر مقدم فرمایا اور شکر کے معنیٰ یہ نہیں کہ صرف زبان سے شکر ادا کرے بلکہ اصلی شکر گذار بندہ وہ ہے جو گناہوں سے بچتا ہو جیسے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔﴿**ولقد نصر کم اللّٰہ ببدر و انتم اذلۃ فاتقوا اللّٰہ لعلکم تشکرون**﴾ اے صحابہ ہم نے جنگ بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم قلیل تھے، کمزور تھے ہم نے اپنی مدد سے تمہیں فتح عطا فرمائی پس اب تم میری نافرمانی اور گناہ سے دور رہنا تاکہ تم اصلی شکر گذار ہو جاؤ۔

اس آیت میں تقویٰ کے بعد شکر کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ اصلی شکر گناہوں سے بچنا ہے اور جو چھپ چھپ کے گناہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہیں ہے ۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہل جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسمان سے

مسلمان کی عزت کے کام

پھر حضرت نے فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ فرماتے تھے کہ مسلمان دو کام کرلے عزت سے رہے گا۔

۱۔ ایک یہ کہ داڑھی رکھ لے اور ۲۔ دوسرا نمازی بن جائے۔ پھر فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کو ان کے ایک مرید نے خط لکھا کہ حضرت میں نے جب سے داڑھی رکھی ہے تو لوگ مجھ پر ہنستے ہیں تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ''لوگوں کو ہنسنے دو قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا۔ اور تم بھی تو لوگ ہو لگائی تو نہیں ہو پھر حضرت شیخ نے فرمایا، شعر ۔

ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوب
تب کہیں جا کے ترے دل میں جگہ پائی ہے

گناہوں پر اصرار کے معنیٰ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿**ولم یصروا علی مافعلوا وھم یعلمون**﴾ میرے خاص بندے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے اور اصرار کے کیا معنیٰ ہیں؟ ایک ہے اصرار لغوی اور ایک ہے اصرار شرعی۔ اصرار لغوی یہ ہے کہ جو بار بار گناہ کرے اس کو لغت میں گناہوں پر اصرار کرنے والا کہتے ہیں لیکن اصرار شرعی یہ کہ جو خطا پر قائم رہے اور توبہ نہ کرے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اصرار شرعی یہ ہے کہ ﴿**الاقامة علی القبیح بدون الاستغفار والتوبة**﴾ گناہ پر جمے رہنا بغیر استغفار وتوبہ کے اور جو شخص توبہ واستغفار کرلے اور رو رو کر معافی مانگ لے اور توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو پھر اس سے خواہ ہزاروں گناہ ہوجائیں تو شرعاً اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔ صدیق اکبرؓ روایت نقل کرتے ہیں ﴿**ما اصر من استغفر ولو عاد فی الیوم سبعین مرة**﴾ جس نے استغفار کرلیا اپنے گناہوں پر نادم ہو کر معافی مانگ لی وہ اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے چاہے دن میں ستر بار اس سے وہی گناہ سرزد ہوجائے۔ بس توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو پھر ٹوٹ جائے تو پھر توبہ کرے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔

نہ چت کرسکے نفس کے پہلوان کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے

نفس سے لڑتے رہو، توبہ واستغفار کرتے رہو، انشاء اللہ آخر میں اللہ تعالیٰ

اپنی راہ میں کوشش کرنے والوں کو جتادے گا بشرطیکہ اہل اللہ کا دامن مضبوط پکڑے رہو ﴿وهم يعلمون﴾ پر اشکال ہوتا ہے کہ کیا گناہ کرتے وقت علم نہیں ہوتا کہ میں گناہ کر رہا ہوں۔ اس کا جواب علامہ آلوسی نے دیا ہے کہ یہ حال ہے ﴿ولم يصروا﴾ کا اور یہاں حال بمنزلہ قید نہیں ہے معرض تعلیل ہے کیونکہ کبھی حال معرض تعلیل میں آتا ہے تو معنیٰ یہ ہوئے کہ میرے خاص بندے گناہوں سے کیوں ڈرتے ہیں، کیوں گناہوں پر اصرار نہیں کرتے؟ ﴿لانهم يعلمون قبح فعلهم﴾ کیونکہ یہ اپنے فعل کی قباحت اور برائی کو جانتے ہیں کہ گناہ سے ہمارا اللہ ناراض ہوتا ہے۔

خطبہ جمعہ کا مشورہ

عشاء کی نماز کے بعد جمعہ کی نماز اور خطبہ کے بارے میں مشورہ ہوا۔ حضرت شیخ نے امام مسجد مفتی نور محمد صاحب سے فرمایا کہ مولانا جلیل احمد اخون صاحب یعنی جامع سے جمعہ کا خطاب، خطبہ اور نماز پڑھوالو یہ بھی میرا خلیفہ ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ بعد میں اس میں ترمیم کردی گئی کہ خطاب تو حضرت فرمائیں گے خطبہ اور نماز بندہ کے ذمہ لگادی گئی۔

مریدین کے بارے میں حضرت شیخ کی نظر و فکر

بندہ نے حضرت شیخ کو سفر و حضر میں دیکھا کہ اپنے مریدین کی جن کو حضرت احباب کہہ کر یاد کرتے ہیں بڑی فکر فرماتے ہیں اور ان کے ہر عمل کی اصلاح کی فکر رکھتے ہیں یہ حضرت کی بلندی اور عظمت اور اپنے مریدین سے انتہائی تعلق کی دلیل ہے چنانچہ جب بندہ کے بارے میں جامع مسجد سورتی میں خطبہ اور نماز کا فیصلہ ہوگیا تو حضرت نے محفل میں میرا خطبہ سنا اور اس میں اصلاح فرمائی اور تلاوت بھی سنی۔

عشاء کے بعد بیعت

آج بھی عشاء کے بعد قیام گاہ پر بہت سے احباب جمع ہوگئے۔ بہت بڑی

تعداد داخل سلسلہ ہوئی جن کے لئے رومال اور چادریں بچھائی گئیں۔

مجالس بروز بدھ، ۱۸ر فروری ۱۹۹۸ء

نماز فجر

حسب معمول فجر کی نماز مسجد رونق الاسلام ادا فرمائی اور پھر تفریح کے لئے جھیل پر تشریف لے گئے۔

مجلس قبل نماز ظہر

علماء رنگون کو دعوت

ہمارے میزبان صاحب نے علماء رنگون کو حضرت شیخ کی قیام گاہ پر ۱۱:۰۰ بجے دن تشریف لانے کی دعوت دی۔ ایک سو سے زائد بڑے بڑے علماء وقت مقررہ وقت پر تشریف لے آئے جن میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، خلیفہ مجاز صحبت حضرت تھانویؒ اور حضرت مولانا نوراللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رنگون اور استاذ الحدیث حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب جیسے اکابرین موجود تھے۔ حضرت میر صاحب نے مجلس میں حضرت شیخ کی تشریف آوری سے قبل الطاف ربانی سفر قونیہ میں سے چند اقتباسات پڑھ کر حاضرین کو سنائے۔

حضرت شیخ ۱۲:۰۰ بجے ہال نما کمرے میں تشریف لائے جو کہ علماء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت کیلئے اونچی نشست کا انتظام کیا گیا۔

حضرت نے خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ﴿ ان اولیائه الاالمتقون ﴾ وقال رسول الله ﷺ من اتق الله عزوجل سار آمنا فی بلاده، وقال رسول الله ﷺ یا ابا هریرة اتق المحارم تکن اعبد الناس .

پھر ارشاد فرمایا کہ میں ضرور رتا اوپر بیٹھا ہوں ورنہ میرے دل میں پستی ہے تا کہ آپ کی آنکھوں سے فیض لوں یہ بہتر ہے اس سے کہ میرے دل میں بلندی اور کبر ہو اور قالباً پستی ہو۔

فرما بر داروں کا ہنسنا اور نا فرمانوں کا ہنسنا

ارشاد فرمایا کہ حدیث پاک میں کثرت ضحک سے دل مردہ ہونے کی جو وعید وارد ہوئی ہے اس سے مراد وہ ہنسی ہے جو غفلت کے ساتھ ہو یہ بات ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حدیث ﴿ان کثرۃ الضحک تمیت القلب﴾ کی شرح میں لکھی ہے جو لوگ شرح نہیں دیکھتے وہ مطلق ہنسی کو برا سمجھتے ہیں۔ اگر حدیث پاک کے یہ معنیٰ ہوتے جو یہ متقشف لوگ سمجھتے ہیں تو ہنسنا ثابت ہی نہ ہوتا حالانکہ حدیثوں میں ہے کہ آپ ﷺ اتنا ہنسے ﴿حتی بدت نواجذہ﴾ کہ آپ کی داڑھیں کھل گئیں اور صحابہ کرام بھی ہنسا کرتے تھے ﴿کان یضحکون ولکن الایمان فی قلوبھم کان اعظم من الجبل﴾ صحابہ کرام خوب ہنستے تھے لیکن ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے بھی زیادہ تھا۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان نے بتایا کہ ایک بار خواجہ صاحب نے ہم لوگوں کو خوب ہنسایا پھر ہم سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اس وقت ہنسی کی حالت میں کس کس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ خاموش رہے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ الحمدللہ میرا دل اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول تھا، پھر یہ شعر پڑھا ۔

ہنسی بھی ہے گو لبوں پہ ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

اور ایک مثال اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی کہ کسی باپ کے بہت سے

بچے ہوں جو باپ کے نہایت فرمانبردار ہوں اور باپ ان سے خوش ہو وہ جب آپس میں ہنستے ہیں تو باپ خوش ہوتا ہے کہ میرے بچے کیسے ہنس رہے ہیں اور نافرمان بچے جن سے باپ ناراض ہے وہ جب ہنستے ہیں تو باپ کو غصہ آتا ہے کہ مجھے ناخوش کیا ہوا ہے اور نالائق ہنس بھی رہے ہیں۔ تو جن بندوں نے اللہ کو راضی کیا ہوا ہے اور جو اللہ کو ناخوش نہیں کرتے اپنی آرزوؤں کو توڑ دیتے ہیں لیکن اللہ کے قانون کو نہیں توڑتے ان کے ہنسنے سے اللہ خوش ہوتے ہیں اور جو غافل اور نافرمان ہیں ان کی ہنسی بھی اللہ کو ناپسند ہے۔ دونوں کے ہنسنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ (از انعامات ربانی)

قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا رضائے الٰہی کے بارے میں ارشاد

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ رضائے دائمی عطاء فرمائیں۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ رضائے دائمی کی قید لگانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس سے ایک دفعہ خوش ہوتا ہے تو پھر ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوش انہیں سے ہوتا ہے جو ہمیشہ باوفا رہتے ہیں اگر ان سے خطا ہو جائے تو توفیق توبہ دے کر پھر اس کو قابل پیارا بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے مقبول بندوں کے ساتھ ﴿فتاب اللّٰہ علیھم لیتوبوا﴾ کا معاملہ رہتا ہے جس کی تفسیر ہے ﴿ای وفقھم للتوبۃ﴾ عرش اعظم سے ان کو توفیق توبہ دیتے ہیں تاکہ وہ زمین پر توبہ کرلیں اور پھر اللہ کے پیارے بن جائیں۔ پس چونکہ اللہ تعالیٰ کو ماضی، حال، مستقبل سب کا علم ہے لہٰذا اس کو ہی اپنا مقبول بناتے ہیں جو مستقبل میں ہمیشہ ان کا وفادار رہتا ہے، بے وفا کو اللہ تعالیٰ پیارا ہی نہیں بناتے اس لئے حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ رضاء دائمی کی قید لگانے کی ضرورت نہیں۔ بس یوں کہو کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے

اپنی رضاء کامل نصیب فرما۔

چار عین

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کے پاس تین عین تھے لیکن ایک عین نہیں تھا جسکی وجہ سے گمراہ ہوگیا چنانچہ شیطان عابد بھی تھا اور عابد بھی ایسا کہ لاکھوں سال عبادت کی اور شاید زمین کا کوئی چپہ ایسا رہا ہو جہاں اس نے سجدہ نہ کیا ہو اور عارف بھی بلا کا تھا کہ عین حالت غضب میں درخواست کر دی ﴿انظرنی الیٰ یوم یبعثون﴾ مجھے مہلت دیجئے قیامت کے دن تک تاکہ میں آپ کے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ حالت غضب میں بھی تاثر اور انفعال سے پاک ہیں اور دعاء قبول کرنے پر قادر ہیں۔ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر یہ ظالم ﴿انظرنی﴾ کے بجائے ﴿انظر الیّ﴾ کہہ دیتا تو اس کی معافی ہو جاتی اور یہ عالم بھی غضب کا ہے کہ ہر نبی کا زمانہ پایا ہے اور ہر نبی کے دین کی کلیات اور جزئیات سے واقف ہے لیکن ایک عین شیطان کے پاس نہیں تھا یعنی عشق کا عین نہیں تھا جس سے وہ گمراہ ہوگیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عاشق نہیں تھا اگر عاشق ہوتا تو کبھی گمراہ نہ ہوتا اور اپنے قصور کا اعتراف کر لیتا۔ لہٰذا اہل عشق کی صحبت میں رہو، عاشق محبوب کی چوکھٹ کو نہیں چھوڑتا۔ اس بارے میں خواجہ مجذوب صاحبؒ فرماتے ہیں۔

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سر زاہد نہیں یہ سر سرِ سودائی ہے

عاشقوں کی قوم

ارشاد فرمایا کہ ﴿فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اقوام نازل نہیں فرمایا لفظ قوم مفرد نازل فرمایا جس سے معلوم

ہوا کہ آفاق عالم کے تمام عاشقان خدا ایک قوم ہیں خواہ کسی ملک وقوم یا رنگ ونسل یا زبان وبرادری سے تعلق رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ کے عاشق ایک ہی قوم ہیں اورانکا شناختی کارڈ ہے ﴿یحبھم ویحبونہ﴾ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اور مضارع نازل فرمایا کہ صرف موجودہ حالت میں ہی نہیں آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے یعنی حال و استقبال دونوں زمانہ میں محبت کا یہ عمل جاری رہے گا ﴿یحبھم﴾ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان سے محبت کریں گے، اگر کبھی خطا ہوجائے گی تو توفیق توبہ سے ان کو معاف اور پاک کردیں گے اور ﴿یحبھم﴾ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت تو مخفی ہوگی کیونکہ جبرئیل علیہ السلام بعد زمانہ ءنبوت کے نہیں آئیں گے جو وحی سے بتادیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے اور قرآن قیامت تک کیلئے نازل ہورہا ہے لہٰذا اپنی محبت مخفیہ کی دلیل واضح قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ پیش فرمارہے ہیں ﴿ویحبونہ﴾ کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے لہٰذا جس کو دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

حلاوت ایمانی کی علامت

۱۔ استلذ اذا لطاعات، اس کو عبادت میں مزہ آتا ہے۔

۲۔ تحمل المشاق فی مرضاۃ اللّٰہ تعالٰی و رسولہ، اللہ اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں ہر مشقت کو برداشت کرلیتا ہے۔

۳۔ تجرع المرارات فی المصیبات، مصیبتوں کی کڑواہٹ کو برداشت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی شکایت نہیں کرتا۔

۴۔ ایثار ھا علی جمیع الشھوات والمستلذات، اپنے نفس کی شہوات اور لذتوں پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دیتا ہے۔

۵. الرضاء بالقضاء فی جمیع الحالات ، تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہتا ہے۔

خانقاہ کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ خانقاہ کی تعریف یہ ہے ۔

اہل دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی ہے اختر اصلی خانقاہ

تقویٰ کے دو فائدے

ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کے دو فائدے ہیں۔

ا۔تقویٰ ہی سے ولایت ملتی ہے جس کا طریقہ ﴿کونو مع الصادقین﴾ یعنی اہل تقویٰ کی صحبت ہے۔

۲۔تقویٰ کی برکت سے پورے عالم میں چین سے رہے گا۔

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

حضرت شیخ نے علماء کو خطاب کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ میری پوری زندگی کا نچوڑ ہے کہ پانچ کام کرلو ولی اللہ بن جاؤ گے۔اور فرمایا کہ میں نے علماء کیلئے ان پانچ کاموں کا وزن بھی باب مفاعلہ پر رکھا ہے۔

ا۔اہل اللہ کی مصاحبت ۲۔ذکر اللہ پر مداومت ۳۔گناہوں سے محافظت
۴۔اسباب گناہ سے مباعدت ۵۔سنتوں پر مواظبت

ایک بجے کے قریب بیان ختم ہوا اور آخر میں حضرت والا نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہم سب کو ولی اللہ بنا لے اگر ہم نہ بھی بننا چاہیں تو بھی بنالیں، بچہ جب بھاگتا ہے تو ماں دوڑ کر زبردستی اس کو گود میں لے لیتی ہے۔ہم نالائقوں اور نادانوں کو اے اللہ آپ اپنی رحمت کی گود میں لے لیجئے اور ہمیں اللہ والا بنا دیجئے دعا کے بعد میزبان

نے تمام مہمانوں کی پر تکلف دعوت کی۔

مجلس بعد نماز مغرب جامع مسجد سورتی معمولات صبح وشام

حضرت شیخ کے حکم سے مغرب کے بعد حضرت شیخ کے مرتب کردہ تین معمولات صبح وشام حضرت میر صاحب مدظلہ نے پیش کیے، بدھ کے بعد روزانہ صبح کو مسجد رونق الاسلام میں اور شام کو جامع مسجد سورتی میں معمولات حضرت شیخ کے حکم سے بندہ پیش کرتا رہا، نماز فجر اور مغرب بھی حضرت شیخ کی اجازت سے بندہ کو پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔

یہ تینوں معمولات بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت کے حامل ہیں۔ افادہ عام کی خاطر ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

پہلا عمل

مخلوق کے شر سے حفاظت کا عمل

ترجمہ حدیث:۔ حضرت عبداللہ ابن خبیبؓ سے روایت ہے کہ ایک رات جب بارش ہورہی تھی اور سخت اندھیرا تھا، ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے نکلے پس ہم نے آپ ﷺ کو پالیا، آپ نے فرمایا کہہ میں نے عرض کیا کیا کہوں؟ فرمایا کہہ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ھو اللہ احد ٥ اللہ الصمد ٥ لم یلد ولم یولد ٥ ولم یکن لہ کفوا احد٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل اعوذ برب الفلق ٥ من شر ما خلق٥ و من شر غاسق اذا وقب ٥ ومن شر النفٰثٰت فی العقد ٥ ومن شر حاسد اذا حسد ٥

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قل اعوذ برب الناس ٥ ملک الناس ٥ الٰه الناس ٥ من شر الوسواس الخناس ٥ الذی یوسوس فی صدور الناس٥ من الجنة والناس٥

صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لیا کر یہ تجھے ہر چیز کیلئے کافی ہوجائے گی۔
شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری مرقات میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ تینوں سورتیں ہر شر سے حفاظت کیلئے کافی ہیں یا ان کا پڑھنے والا اگر کوئی وظیفہ نہ پڑھ سکے تو ان کا ورد ہی اسے تمام وظائف سے بے نیاز کردے گا اور ہر شر سے محفوظ رہے گا۔

دوسرا عمل

حسبی اللّٰہ لا الٰه الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم

(سورۃ توبہ)

ترجمہ:۔ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ اس پر میں نے بھروسہ کر کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔
ترجمہ حدیث:۔ حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح وشام سات مرتبہ **حسبی اللّٰہ لا الٰه الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم** پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم کیلئے کافی ہوجائیں گے۔ (روح المعانی پ ۱۱ص ۵۳)

تیسرا معمول

سورۃ حشر کی آخری تین آیات

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ **اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم**

پڑھے پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو شام تک اس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر اس دن اسے موت آ گئی تو شہید مرے گا اور شام کو پڑھ لے تو اس کو بھی یہی درجہ ملے گا۔ (مشکوۃ ص ۱۸۸)

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم تین مرتبہ پڑھے پھر یہ آیات ایک مرتبہ پڑھے۔ ھو اللہ ھو الذی لا الہ الا ھو ج عالم الغیب والشھادۃ ج ھو الرحمٰن الرحیم ○ ھو اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو ج الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر ط سبحان اللّٰہ عما یشرکون ○ ھو اللّٰہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنٰی ط یسبح لہ ما فی السموات والارض ج وھو العزیز الحکیم○

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ صبح ستر ہزار فرشتوں کو اپنے لئے استغفار کی ڈیوٹی پر لگا کر پھر ناشتہ کرتا ہوں۔

خطبہ

حضرت شیخ نے خطبہ مسنونہ کے بعد ان اولیاء ہ الا المتقون کی آیت تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا آج دو ضروری باتیں کرنی ہیں۔

(۱) ایک دعا کا مفہوم واضح کرنا ہے۔

(۲) اور دعا قنوت پر ایک سوال کو جواب دینا ہے۔

دعا کا مفہوم

ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ کی دعا ہے کہ ﴿ اللّٰھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرۃ المساکین ﴾ اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکینی میں موت عطاء فرما اور قیامت کے دن مجھے مسکینوں کے جماعت سے

اٹھا۔ اس حدیث میں مسکین سے مراد یہ نہیں کہ ہمیں غریب، قلاش اور فقیر کر دے بلکہ مراد تواضع ہے۔ ملا علی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں ارشاد فرماتے ہیں ﴿السمکین من المسکنۃ وھی غلبۃ التواضع علی وجہ الکمال﴾ یعنی فنائیت وتواضع پیدا ہو جائے اور تکبر جاتا رہے۔ لہٰذا اگر کروڑوں روپیہ رکھتا ہے لیکن تواضع کی نعمت اس کو حاصل ہے تو یہ مسکین ہے۔ مسکین کے معنیٰ یہاں یہ نہیں ہیں کہ مال ختم ہو جائے اور بھیک کا پیالہ میں ہاتھ آ جائے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے اس حدیث کی یہ شرح بمبئی کی مسجد میں پیش کی تو بیان کے بعد ایک تیل کا تاجر مجھے ملا جو حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ کا مرید تھا۔ اس نے کہا کہ جزاک اللہ! آپ نے میری ایک مشکل حل کر دی میں یہ سمجھتا تھا کہ شاید اس دعا میں فقر وفاقہ مانگا گیا ہے تو میں تین سال سے اس دعا کو چھوڑے ہوئے تھا کہ کہیں قلاش اور فقیر نہ ہو جاؤں۔ اب پھر سے پڑھا کروں گا۔

نفس کا تیل

ارشاد فرمایا کہ میں نے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا میں تیل نکالتا ہوں۔ سرسوں کا تیل، بادام کا تیل، تلی کا تیل، چنبیلی کا تیل وغیرہ نکالتا ہوں۔ میں نے کہا کبھی نفس کا تیل بھی نکالا ہے؟ کہنے لگے یہ تیل کیسے نکلے گا؟ میں نے کہا کہ یہ پیر ومرشد نکالے گا اور جب نفس کا تیل کوئی نکال دیتا ہے اور نفس مٹ جاتا ہے اور گناہوں کی عادت سے توبہ کر لیتا ہے تو اس روغن سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ تیل نکالنے کیلئے اولیاء اللہ کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے یہ کولہو میں نہیں نکلتا۔

دعا قنوت پر اشکال

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ دعا قنوت میں پڑھتے ہیں۔ ﴿ونترک من یفجرک﴾ کہ ہم ترک تعلق کرتے ہیں اس سے جو تیری نافرمانی

کرے تو پھر آپ حضرات نافرمانوں سے کیوں دوستی رکھتے ہیں، کیوں ان کی دعوت قبول کرتے ہیں۔ اس نے بڑے فخر سے سوال کیا اور سمجھا کہ آج مولوی صاحب کو چت کردونگا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی دعاء قنوت کے بارے میں شرح دیکھی تھی جس میں حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ یہاں ﴿من یفجر ک﴾ سے گناہ مراد نہیں بلکہ فجور اعتقادیہ مراد ہے کہ جس کا عقیدہ خراب ہوجائے جیسے کوئی ہندو ہوجائے قادیانی ہوجائے عیسائی ہوجائے تو پھر اس سے تعلق رکھنا جائز نہیں ہے۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ گناہ تو ایک مرض ہے اور مریض پر شفقت کی جاتی ہے نہ کہ اس کو دھتکارا جاتا ہے۔ لہٰذا گنہگار مسلمانوں سے نفرت نہ کرو، ان سے پیار کرو، ان کے علاج کیلئے اللہ والوں کے پاس لے جاؤ تاکہ ان کا مرض دور ہوجائے۔

کشف

ارشاد فرمایا کہ کشف اختیاری نہیں ہوتا جب اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتے ہیں تو معلوم ہوجاتا ہے اور جب نہیں چاہتے تو نہیں ہوتا جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو گاؤں کے قریب یوسف علیہ السلام کا علم نہیں ہوا اور جب اللہ نے چاہا تو مصر سے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو آگئی۔

مقام ابراہیم پر سلطان العارفین حضرت ابراہیم بن ادھم کی اپنے بیٹے سے ملاقات

سلطان العارفین تارک سلطنت حضرت ابراہیم بن ادھمؒ دس سال تک نیشاپور کے جنگل میں یاد الٰہی میں مصروف رہنے کے بعد حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک دن طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم پر دوگانہ طواف پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان پر نظر پڑی جو طواف کررہا تھا اور دل میں اس کی طرف کشش محسوس

ہوئی۔ جب بھی طواف کرتے ہوئے سامنے سے وہ گزرتا بے ساختہ نگاہیں اس کی طرف اٹھتیں اور دل کھنچتا۔ جب وہ نوجوان اپنا طواف پورا کر کے مقام ابراہیم پر دوگانہ پڑھنے کیلئے آیا اور نماز پڑھ لی تو حضرت ابراہیم بن ادھم نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا اور اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے اپنا نام بتایا پھر دریافت کیا تمھارے والد کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ابراہیم بن ادھم، کہا تمھارے والد کہاں ہیں؟ اس نے کہا وہ سلطنت چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے اور انکا کوئی علم نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میں ہی تمہارا باپ ابراہیم بن ادھم ہوں، یوں باپ بیٹا ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر دیر تک روتے رہے۔ بتانا یہ ہے کہ اللہ والوں نے اللہ کیلئے کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم اور جبرائیل علیہ السلام کی ملاقات

میرے مرشد شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم نیشاپور کے جنگل میں یادالٰہی میں مصروف تھے تو اچانک دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جارہے ہیں، حضرت ابراہیم بن ادھم نے ان سے پوچھا کہ بھائی جبرئیل آپ ایسے کیسے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ اس کے دوستوں کے ناموں کی فہرست بنا کر لاؤں۔ تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ جب آپ سب کے نام لکھ چکیں تو آخر میں میرا نام بھی درج کر لینا۔ تو اس پر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کے دوستوں کی فہرست میں سب سے پہلے آپ کا نام لکھوں۔ حضرت شیخ فرمایا کرتے ہیں کہ ۔

"جتنی جس کی قربانی اتنی خدا کی مہربانی"

نوٹ:۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات غیر نبی سے ثابت ہے چنانچہ سورۃ مریم میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات حضرت مریم علیہا السلام سے متعدد بار ہونے

کا ذکر ہے۔

آغوش رحمت الٰہیہ کی دلسوز تمثیل

وعظ کے آخر میں حضرت والا نے یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ! اگر ہم اپنی نادانی سے، اپنی نالائقی سے، اپنے کمینہ پن سے آپ کے نا بننا چاہیں تو بھی آپ ہمیں دوڑا کر آپنی آغوش رحمت میں لے لیجئے، جیسے ماں اپنے چھوٹے بچے سے کہتی ہے کہ آجا میرے گود میں تو بچا ہنستا ہوا بھاگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں ماں کی گرفت میں نہیں آسکتا اور ماں بھی اس کے پیچھے ہنستی ہوئی بھاگتی ہے اور دوڑ کر اس کو گود میں لے کر پیار کر لیتی ہے۔

اے اللہ! ہم بھی مثل بچوں کے ناداں ہیں، ہم گناہوں کے چکر میں فانی لاشوں کے پیچھے آپ سے دور بھاگتے جا رہے ہیں۔ اے اللہ! اپنی رحمت کو دوڑا کر ہم کو گود میں لے لے، اپنی رحمت کی گود میں لے لے، اپنی رحمت کی گود میں لے لے۔ ہم کو سو فیصد ولی اللہ بنا دے، یہاں ایک بندہ بھی ایسا نہ رہے جو آپ کا ولی نہ بنے اے اللہ! سب کیلئے فیصلہ فرما دے اور اے اللہ میرے جو احباب یہاں موجود نہیں ہیں حاضرین کے علاوہ جملہ احباب غائبین کو بھی سارے عالم میں جہاں بھی ہیں سب کو جذب فرما کر اپنا بنا لے اور پوری امت مسلمہ پر رحم فرما دے بلکہ امت دعوت اہل کفر کو بھی ایمان کی دولت سے اور اپنی دوستی سے نوازش فرما دے۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی النبی الکریم . آمین (ماخوذ از انعامات ربانی)

ہر کام اور مشکل کے لئے مجرب وظیفہ

ایک صاحب کے دریافت کرنے پر حضرت نے فرمایا کہ ﴿ یا سبوح، یا قدوس، یا غفور، یا ودود ﴾ کا پڑھنا ہر کام اور مشکل میں تیز بہدف ہے۔ کسی بھی کام اور مشکل میں تین دفعہ پڑھ لیا جائے تو ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

رندیت سے ولایت تک

حضرت شیخ اپنے کلام میں فرماتے ہیں ؎

ہوئے ہیں کتنے رند اولیاء بھی
ذرا دیکھو تو فیض خانقاہی

اللہ والوں کی صحبت نے کتنے بھٹکے ہوؤں کو راہ ہدایت دکھا دی اور فسق و فجور اور گناہوں کی پستیوں سے نکال کر ولایت کی بلندیوں تک پہنچا دیا چنانچہ اس سفر میں ایک رات جب عشاء کے بعد قیام گاہ پر بیعت اور زیارت کیلئے بہت سے احباب جمع تھے تو قیام گاہ کے پڑوس میں رہنے والا ایک شخص آیا ہال نما کمرے کے مرکزی دروازہ کے قریب بیٹھ گیا۔ اس کی ہیئت عجیب وحشت ناک تھی کلین شیو تھا سر کے بال اتنے لمبے کہ نصف کمر تک آتے تھے اور وہ بھی عورتوں کی طرح ربڑ سے باندھے ہوئے تھے، ہاتھوں میں کنگن اور انگلیوں میں انگوٹھیاں اور تین سونے کے ہار گلے میں تھے اور چہرے سے عجیب وحشت اور نحوست ٹپک رہی تھی۔ پہلے دن وہ مجلس کے آخر تک ویسے ہی بیٹھا رہا۔ غالباً یہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کا واقعہ ہے۔ دوسرے دن بندہ اس کو مغرب کے بعد جامع مسجد سورتی میں دیکھتا رہا شاید وہ بیان سننے کیلئے آیا ہو لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا لیکن جب عشاء کے بعد واپس قیام گاہ پر آئے اور بیعت ہونے لگی تو وہ پھر آیا۔ بندہ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ بھی کونے میں بیعت کیلئے پھیلائی ہوئی چادر کا پلہ پکڑے ہوئے تھا۔ اس کے بعد شاید وہ کبھی بھی مغرب کے بیان کیلئے جامع مسجد سورتی میں نہیں آیا لیکن عشاء کے بعد قیام گاہ پر روزانہ آتا تھا۔

آخری دن اتوار کو وہ صبح صبح آیا تو حضرت والا اس کو اپنے ساتھ چند منٹوں کیلئے اپنے حجرہ مخصوصہ میں لے گئے اس نے حضرت کے ساتھ خلوت میں چند منٹ گزارے پھر وہاں سے نکلا اور سیدھا چلا گیا۔ شام کو عصر کے وقت جب ہماری روانگی

تھی تو وہ آیا اس کے بال سنت کے مطابق بال بنے ہوئے تھے نہ اس کے گلے میں کوئی ہار تھا اور نہ ہاتھوں میں کوئی کنگن اور نہ انگوٹھیاں تھیں تھوڑی تھوڑی داڑھی اس کی بڑھی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ نور سے جگمگا رہا تھا اس کے چہرہ کی تابانی قلب کے نور یزدانی کی غمازی کر رہی تھی۔ ہر ایک اس کی بدلی ہوئی کیفیت پر ششدر اور حیران تھا اور مجھے حضرت کا یہ شعر یاد آ رہا تھا۔

کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر

اسے آ گیا ہے جینا اسے آ گیا ہے مرنا

مجالس بروز جمعرات، ۱۹ فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر مسجد رونق الاسلام

حضرت شیخ دامت برکاتہم نے خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص چار کام کر لے وہ ولی اللہ بن جائے گا۔

(1) ٹخنہ نہ چھپانا

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ بذل المجہود شرح ابوداؤد میں لکھتے ہیں کہ ٹخنہ نہ چھپانے کا حکم اس لباس کے بارے میں ہے جو اوپر سے نیچے آ رہا ہو۔ اور جو نیچے سے اوپر جا رہا ہو اس سے چھپا سکتے ہیں جیسے موزہ سے چھپا سکتے ہیں اور یہ ممانعت ماشیاً اور قائماً ہے قاعداً نہیں۔ چلنے اور کھڑے ہونے کی حالت میں ممنوع ہے بیٹھنے کی حالت میں ممنوع نہیں ہے۔

(۲) ایک مشت داڑھی رکھنا

اور داڑھی ایک مشت ہر طرف سے ہو دائیں بائیں اور ٹھوڑی کے نیچے۔ اور داڑھی کے بچے کو بھی نہ کاٹنا۔ حضرت نے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی کا بچہ

کھانا کھاتے ہوئے منہ میں آتا ہے۔ فرمایا کہ تمھارا بچہ اگر منہ میں انگلی دے دے تو کیا تم اس کی انگلی کاٹ دو گے؟ اور اگر کوئی داڑھی رکھنے پر ہنسے تو یہ شعر پڑھ لیا کرو۔

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

(3) نظر کی حفاظت کرنا

اس لئے کہ بدنظری کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ جس قلب پر اللہ کی لعنت ہو وہ قلب ولی اللہ کا قلب نہیں ہوسکتا۔ اس زمانہ میں جو نظر کی حفاظت کرے گا اس کو تمام دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا کیونکہ سب سے مشکل آج کل یہی کام ہے اور ولی بننے کا سب سے مختصر راستہ ہے۔

(4) دل کی حفاظت کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿یعلم خائنة الا عین وما تخفی الصدور﴾ وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور دل کی خیانت کو بھی ۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

بعد فجر حافظ ایوب صاحب مدظلہٗ کے دفتر میں

آج حافظ ایوب صاحب اور ان کے برادر یعقوب صاحب صاحبزادگان پروفیسر علی احمد صاحب مدظلہٗ نے حضرت شیخ دامت برکاتہم کو اپنے دفتر تشریف لے جانے کی دعوت دی اور عرض کیا کہ وہاں دفتر کے احاطہ میں باغیچہ بھی ہے جہاں آپ سیر بھی فرمائیں اور دفتر کیلئے دعا بھی فرمائیں۔ چنانچہ حضرت شیخ نے ان کی دعوت قبول فرمائی، حضرت شیخ اور دیگر بہت سے احباب ان کے دفتر تشریف لے گئے۔ حضرت نے پہلے باغیچہ کی سیر فرمائی اور پھر دفتر کا معائنہ فرمایا۔

تصویر کی حرمت کی حکمت

حضرت نے دفتر کا معائنہ کیا تو تصویریں نہ ہونے پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے تصویریں حرام کر کے اپنے بندوں اور بندیوں کی آبرو رکھ لی ہے مثلاً کسی عورت کی جوانی کی تصویر ہو اور وہ نانی ہو۔ ایک طرف تو اس کو نانی کے طور پر سلام کر رہے ہیں اور جوانی کی تصویر دیکھ کر بری خواہش کر رہے ہیں۔ اللہ نے بندوں پر احسان کیا کہ تصویر کو حرام کر دیا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ تصاویر انسان کی زندگی کی دستاویزات ہیں۔ اگر کوئی شخص فسق و فجور میں مبتلا ہے اور حالت گناہ کی تصاویر اتار لی گئیں تو پھر اللہ نے اس کو توفیق توبہ دے دی اور ولی اللہ بن گیا اور شیخ وقت بن گیا اب اگر اس کا کوئی دشمن ان تصاویر کو پیش کر دے تو اس میں کس قدر ذلت اور رسوائی ہوگی۔ اللہ نے تصاویر کو حرام کر کے اپنے بندوں کی عزت بچالی۔

حضرت شیخ کا اپنے شیخ سے عشق

دفتر میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ بیس سال کی عمر میں، میں نے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ خلیفہ ارشد حضرت مولانا شاہ اشرف تھانویؒ کو پہلا خط لکھا اور اس میں یہ شعر لکھا ؎

جان و دل اے شاہ قربانت کنم
دل ہدف را تیر مژ گانت کنم

کہ میں دل و جان آپ پر قربان کر رہا ہوں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ تمہارا مزاج عاشقانہ معلوم ہوتا ہے محبت شیخ مبارک ہو، عاشقانہ مزاج جلد منزل طے کرتا ہے اور محبت شیخ، اللہ کے راستے کی کنجی ہے۔

محبت شیخ کے بارے میں حضرت تھانویؒ کا ارشاد

فرمایا کہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ محبت شیخ اور اتباع سنت اگر یہ دونوں

کسی میں ہوں تو اس کے ظلمات بھی انوار ہیں اور اگر ان میں سے ایک بھی غائب ہو تو اس کے انوار بھی ظلمات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کیلئے دل پر غم اٹھانے کا صلہ

جن لوگوں نے دلوں پر غم اٹھائے اور اپنی حسرتوں کو پامال کیا ان کے قرب کو کوئی نہیں پا سکتا اور ان کے دل پر جو تجلیات مسلسل ہوتی ہیں وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔

بدنظری کی سزا

ارشاد فرمایا کہ ہر گناہ سے دل اللہ تعالیٰ سے تھوڑا سا ہٹتا ہے مثلاً 45 ڈگری ہٹ گیا اور پھر توبہ کر کے رخ اللہ کی طرف درست کر لیا لیکن بدنظری کرنے سے دل کا پورا قبلہ بدل جاتا ہے، 180 ڈگری کا انحراف ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف پشت اور قلب کا رخ مکمل اس حسین کی طرف ہو جاتا ہے۔ اگر نماز میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے اس وقت بھی دل کے سامنے وہ حسین شکل ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ اللہ سے اتنی دوری کسی گناہ سے نہیں ہوتی جتنی بدنظری سے ہوتی ہے۔

اللہ والوں کی صحبت کا اثر

ارشاد فرمایا کہ ہر زمانے میں شمس تبریز اور رومی ہوتے ہیں اور ہر زمانے کا شمس تبریز الگ ہوتا ہے اگر مجنوں کو اس زمانے کا کوئی کامل مل جاتا تو اس کے عشق لیلیٰ کو عشق مولیٰ سے تبدیل کر دیتا۔

چور کے ہاتھ کاٹنے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دائمی فقیر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جملہ اسمیہ سے فرمایا ﴿یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللّٰہ﴾ اور جملہ اسمیہ ثبوت ودوام پر

دلالت کرتا ہے۔ اس لئے ہم دائی فقیروں کو مانگنے کیلئے سرکاری پیالہ بھی دائی دیا کہ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر جب چاہو پیالہ بنالو اور مانگنا شروع کردو۔ اور چوری کرنے پر ہاتھ کیوں کاٹا جاتا ہے؟ کیونکہ چوری کر کے چور نے شاہی پیالہ کی توہین کی ہے اس لئے وہ پیالہ واپس لے لیا جاتا ہے اور کاٹ دیا جاتا ہے قطع ید کی یہ حکمت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی۔

میراث میں لڑکے کے ڈبل حصہ کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میراث میں لڑکے کا حصہ لڑکی کی نسبت ڈبل رکھا اور وہ اس لئے کہ لڑکے پر ڈبل ذمہ داری ہوتی ہے ایک اپنی ذات کی اور دوسرے اپنی بیوی بچوں کی ذمہ داری۔ جبکہ لڑکی پر اپنی ذات کی ایک ذمہ داری ہوتی ہے اس کے روٹی کپڑے اور مکان کی ذمہ داری بذمہ شوہر ہے اس لیے اس کا حصہ ایک رکھا گیا۔ بعض محدثین علماء نے کہا کہ عمر میراث پڑھائی لیکن یہ نکتہ آج سمجھ میں آیا۔

حرمین سے خریداری کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ حرمین شریفین میں حاضری ہو تو کچھ خریداری ضرور کرنی چاہئے بشرطیکہ دینی امور میں خلل نہ آئے اس لئے کہ جس طرح ابا کے یہاں بچے جاتے ہیں تو چیز مانگتے ہیں اسی طرح جو ربّا کے پاس آئے ہیں تو ربا سے چیزیں لیں۔ اسی لئے ربّا نے حرمین میں خوب چیزیں بکھیر دیں کہ جب اپنے ربّا کے پاس آئے ہو تو خالی مت جانا خوب خریداری کرو تا کہ اپنے ملکوں میں یاد کرو کہ یہ گلاس ہم نے مکہ شریف سے خریدا تھا اور یہ گھڑی ہم نے مدینہ منورہ سے لی تھی، تا کہ اپنے وطن میں بھی تمہیں ہماری یاد آتی رہے۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے مجھ سے فرمایا کہ پوتوں کیلئے خریداری کرو تا کہ وہ خوش ہو جائیں اور آئندہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دادا کو پھر حج پر لے جا تا کہ وہ پھر ہمارے لیے چیزیں لائیں۔ البتہ

ناجائز چیزیں جیسے ٹی وی، وی سی آر، کتے، بلی کے کھلونے نہ خریدو۔

دفتر سے روانگی

حافظ ایوب صاحب نے تمام احباب کیلئے چائے کا انتظام کیا تھا چنانچہ مجلس کے آخر میں حضرت میر صاحب نے حضرت شیخ کی شان میں اشعار سنائے جن سے سارے احباب بہت محظوظ ہوئے۔ اس پر مجلس ختم ہوئی اور دعا ہوئی۔

پرفیسر علی احمد صاحب مدظلہ کی زیارت

09:25 پر محترم جناب الحاج پرفیسر علی احمد صاحب مدظلہ، خلیفہ مجاز حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب مظاہریؒ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ یہ پورے برما میں حضرت کے واحد خلیفہ ہیں۔ حضرت مولانا اسعد اللہؒ دو سال تک رنگون میں رہے۔ فزکس کے بڑے پروفیسر ہیں بڑے قابل شخص ہیں۔ عمر تقریباً نوے سال ہے اور صاحب فراش ہیں۔ حضرت شیخ نے عیادت فرمائی اور مسنون دعا ﴿اسئل اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک﴾ سات مرتبہ پڑھی اور دعا فرمائی 09:33 پر وہاں سے روانہ ہوئے اور قیام گاہ پر پہنچے۔ افسوس حضرت پروفیسرؒ اس دار فانی سے رخصت ہو چکے ہیں ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

تازہ شعر

راستے میں حضرت نے فرمایا کہ ابھی ایک تازہ شعر ہوا ہے ؎

عشق بازی کی ساری کہانی گئی
جوانی گئی زندگانی گئی

علماء کی بیعت

الحمد للہ حضرت شیخ سے پورے عالم میں بڑے بڑے علماء کی بہت بڑی

تعداد اصلاح و بیعت کا تعلق رکھتی ہے چنانچہ رنگون میں بھی علماء کی ایک جماعت نے عصر کے بعد حضرت کے دست اقدس پر بیعت کی۔

مجلس بعد نماز مغرب در جامع مسجد سورتی

حضرت میر صاحب نے حضرت والا کے حکم سے غم فراق اور مسرت وصال کے اشعار پیش کئے، جو حضرت شیخ کے ساتھ میر صاحب کے عشق اور مقام ناز پر دلالت کرتے ہیں۔ جواب ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت میر صاحب مدظلہٗ بیماری کی وجہ سے حضرت شیخ دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے۔ اس زمانہ ہجراں میں یہ اشعار ہوئے جنہیں غم فراق کا عنوان دیا گیا پھر جب روبصحت ہوئے اور دربار شیخ میں باریابی ہوئی تو بعد کے اشعار ہوئے جنہیں مسرت وصال کا عنوان عطا ہوا۔

غم فراق

میں کیا ہوں اک آہ نارسا فریاد بسمل ہوں
سراپا درد ہوں نالہ ہوں اور خاکستر دل ہوں

میں کیا ہوں ایک پیمانہ جو ترسے قطرۂ مے کو
شکستہ جام ہوں نا آشنائے درد محفل ہوں

زبان حال میری کہہ رہی ہے میرا افسانہ
گل افسردۂ ہستی ہوں متروک عنادل ہوں

بکھر جائے نہ بالکل ہی مری ہستی کا شیرازہ
مجھے ہنس ہنس کے مت دیکھو میں اک ٹوٹا ہوا دل ہوں

خوشا یہ خنجر تسلیم یہ لذت شہادت کی
میں اپنے سر کو ہاتھوں پر لئے خود رقص بسمل ہوں

مسرت وصال

مرے جام شکستہ کو خریدا میرے ساقی نے
وگرنہ درحقیقت پھینک ہی دینے کے قابل ہوں
مسافر ہوں وہ جس کو بڑھ کے خودمنزل نے چاہا ہے
مرے پائے شکستہ پر نہ جامطلوب منزل ہوں
نگاہ مست ساقی نے کیا ہے رشک جم مجھ کو
لیا جاتا ہوں ہاتھوں ہاتھ کیا مقبول محفل ہوں
کسی کی چشم بے خود سے نہ جانے کیا کرم پایا
کہ ہردم رقص میں ہوں ایسی اک مستی کا حامل ہوں
مرے ساقی نے مجھ کو کردیا ہے ایسا مستانہ
کہ خود بادہ ہوں خود ساغر ہوں خود ہی میر محفل ہوں

حضرت شیخ کا خطاب

حضرت شیخ نے خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ ان اولیاؤ ہ الا المتقون ﴾ سورۃ انفال۔

مقصد حیات

ارشاد فرمایا کہ جب تک جینے کا مقصد سامنے نہ ہو وہ زندگی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ زندگی کا مقصد بزنس کرنا بڑے بڑے عالی شان مکان بنانا، مرسڈیز کار اور صوفے اور قالین اور کھانا پینا نہیں ہے کیونکہ اگر یہ مقصد حیات ہوتا تو موت کے وقت ان چیزوں کو چھوڑ کر قبرستان نہ جاتے۔ معلوم ہوا کہ مال و دولت، کار اور کاروبار اور کھانا پینا وسیلہ حیات ہے مقصد حیات نہیں۔ مقصد حیات خالق حیات بیان کرے گا وہ فرماتے ہیں ﴿ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون ﴾

کہ میں نے جنوں اورانسانوں کو پیدا کیا ہے اپنی بندگی وعبادت کیلئے یعنی اپنی معرفت کیلئے۔ (علامہ آلوسی، تفسیر روح المعانی)

کسی کافر سے پوچھو کہ کیوں کھاتے ہو تو کہے گا جینے کیلئے اور پوچھو کہ کیوں جیتے ہو تو کہے گا کھانے کیلئے اور کسی اللہ کے ولی سے پوچھو تو کہے گا کھاتے ہیں جینے کیلئے لیکن جیتے ہیں اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے کیلئے۔ اور رزق تو اللہ کے فضل سے ملتا ہے انسان کی عقل سے نہیں ملتا اس لئے سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ وابتغوا من فضل الله ﴾ رزق تلاش کرو اللہ کے فضل سے۔ تو اس آیت مبارکہ میں رزق کو فضل سے تعبیر کیا ہے۔ اگر رزق عقل سے ملتا تو لفظ فضل نازل نہ فرماتے۔

شیطان کا دھوکہ

ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کو یہ دھوکہ دیتا ہے کہ تمہارا ولی اللہ بننا مشکل ہے لہٰذا توبہ نہ کرو کیونکہ تمہاری توبہ پھر ٹوٹ جائے گی لہٰذا ایسی توبہ اور بیعت سے کیا فائدہ۔ تو یادرکھو کہ توبہ ٹوٹ جانے کے خوف سے توبہ نہ کرنا نادانی ہے کیونکہ اگر ایک لاکھ بار توبہ ٹوٹ جائے تو ہم گناہ کرتے کرتے تھک سکتے ہیں لیکن اللہ معاف کرتے کرتے نہیں تھک سکتا۔ توبہ کہ قبولیت کیلئے اتنا کافی ہے کہ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو۔

امت کے بہترین افراد

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ﴿ خیر امتی علمائها وخیر هم احلمها ﴾ میری امت کے بہترین افراد علماء ہیں اور ان علماء میں بہترین وہ ہیں جو حلیم الطبع ہوں، جن پر شان رحمت غالب ہو۔

نام لینے کے بہانے

ارشاد فرمایا کہ اسلام پورا محبت کے محور پر ہے۔ دیکھئے کوئی نعمت مل گئی تو کہو

الحمدللہ، کوئی اچھی چیز نظر آئی تو ماشاء اللہ، کوئی تعجب کی بات ہوئی تو سبحان اللہ، اوپر چڑھو تو کہو اللہ اکبر، نیچے اترو تو کہو سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر وقت اپنا نام لینے کے ہمیں بہانے عطا فرمائے ہیں۔ یہی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے عاشقی چاہتے ہیں جیسے کوئی اپنے پیارے کو ہر وقت پاگلوں کی طرح یاد کرتا ہے تم لوگ بھی ہمیں ہر وقت یاد کرو۔ چنانچہ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے دعاء تلقین فرمائی ﴿ اللّٰھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث ﴾ اس دعا کی برکت سے بیت الخلاء میں جنات اور جنیوں کے شر سے حفاظت رہے گی اور اخلاق سلامت رہیں گے۔ یہ دعاء ضمانت ہے اخلاق اور کردار کی پاکیزگی کی۔

غفرانک کی حکمت

اور جب بیت الخلاء سے باہر نکلو تو ﴿ غفرانک الحمدللّٰہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی ﴾ پڑھو، لیکن غفرانک سے یہاں معافی کس چیز سے مانگی جارہی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ یہ معافی اس بات پر ہے کہ اے اللہ! ہم اتنی دیر تیرا نام نہ لے سکے حالانکہ بیت الخلاء میں نام لینا منع بھی ہے۔ لیکن یہی عاشقی ہے اور عاشق بے قصور بھی معافی طلب کرتا ہے عاشق بے خطا بھی اپنے کو خطا کار سمجھتا ہے ؂

"ممنون سزا ہوں مری ناکردہ خطائیں"

عشق میں یہی ہوتا ہے جس طرح میزبان مہمان کی بھرپور خدمت کے باوجود بھی معافی طلب کرتا ہے کہ شاید میں آپ کا مزاج نہ سمجھ سکا۔ تو جب بندہ، بندے کے مزاج کو نہیں سمجھ سکتا تو بندہ اللہ کے مزاج کو کیسے سمجھ سکتا ہے۔

وضو کی دعاؤں کی فضیلت اور حکمت

ارشاد فرمایا کہ وضو کے شروع میں جو شخص بسم اللّٰہ والحمدللّٰہ پڑھے گا تو ایک فرشتہ جب تک یہ باوضو رہے گا اس کے لئے دعا کرتا رہے گا (معارف

القرآن) پھر دورانِ وضوء اس دعاء کی ترغیب دی گئی ﴿ اللّٰھم اغفرلی ذنبی و وسع لی فی داری و بارک لی فی رزقی ﴾ تو اس دعاء میں گناہوں کی معافی مانگی گئی ہے اور مکان کی وسعت کے بعد رزق کی وسعت کی دعاء کی گئی ہے۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے فرمایا کہ جب مکان بڑا ہوگا تو مہمان زیادہ آئیں گے تو ان کی ضیافت بھی کرنی پڑے گی اس لئے رزق کی زیادتی مانگنے کا حکم ہوا اور وضو کے بعد یہ دعا تلقین فرمائی گئی کہ ﴿ اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین ﴾ اے اللہ! ہم کو توبہ کرنے والا بنا دے اور ہمیں پاک وصاف کر دے یعنی ہمارا ہاتھ جہاں تک پہنچا تو وہ جسم ہم نے وضوء سے پاک کرلیا لیکن اے اللہ! ہمارے دل کو آپ دھو دیجئے کیونکہ وہاں تک ہمارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ توبہ دراصل ﴿طھارۃ الاسرار من دنس الاغیار ﴾ کا نام ہے یعنی دل کو غیر اللہ سے پاک کرنے کا نام توبہ ہے پس دل کو آپ پاک کر دیجئے۔

نظر کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت دل کی حفاظت کی ضمانت ہے۔ بدنظری سے دل ناپاک ہو جاتا ہے اور اللہ پاک ہے، ناپاک دل میں نہیں آتا۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یہ احمقانہ گناہ ہے۔ کیونکہ بدنظری کرنے سے وہ حسین آپ کو مل نہیں جائے گا۔ اس لئے بدنظری حماقت ہے یا نہیں؟ حضرت تھانوی نے اپنے وعظ میں ایک نوجوان کا واقعہ بیان کیا ہے جو ریل گاڑی میں حضرت کے ڈبہ میں یہ سفر کر رہا تھا۔ اتنے میں گاڑی ایک اسٹیشن پر رکی جس کے سامنے ایک دوسری ریل گاڑی کھڑی تھی جس میں ایک شادی شدہ پنجابی جوڑا بیٹھا ہوا تھا۔ یہ نوجوان بار بار اس کی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے شوہر نے غصے سے چلا کر کہا! او گدھے، خبیث، مردود، کتے کا بچہ کیوں میری بیوی کو بار بار دیکھتا ہے۔ ایک ہزار مرتبہ دیکھ لے لیکن پائے گا نہیں رات کو یہ

میری بیوی میرے پاس ہی سوئے گی۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی بات سے بڑی عبرت ہوئی۔ واقعی بدنظری کا گناہ احمقانہ گناہ ہے۔ لاکھ دفعہ دیکھو مگر پاؤ گے نہیں۔ پاؤ گے وہی جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا تقویٰ

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جب میں ریل میں سفر کرتا ہوں اور کوئی دوسری ریل میری ریل کے سامنے آکر کھڑی ہوتی ہیں تو میں اس ریل کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی زنانہ ڈبہ میرے ڈبہ کے سامنے آجائے اور ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی خوبصورت عورت بیٹھی ہو، ہوسکتا ہے کہ اس عورت پر میری نظر پڑ جائے اور ہوسکتا ہے کہ وہ اتنی خوبصورت ہو کہ نظر ہٹانے کی مجھ کو ہمت نہ ہو اور میری نظر ناپاک ہوجائے اور اللہ مجھ سے ناراض ہوجائے۔ سبحان اللہ، یہ ہے اللہ والوں کی شان کہ کتنے احتمالات قائم کیے، اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے راستے کے گلستان

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیمتی ہے اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی قیمتی ہے اللہ کے راستہ کا رہبر اور مرشد بھی قیمتی ہے، اور اللہ کے راستہ کا رہرو قیمتی ہے اور اس راستہ میں اگر ایک کانٹا چبھ جائے تو یہ کانٹا اتنا قیمتی ہے سارے عالم کے پھول اگر اس کو سلامی پیش کریں تو خدا کے راستہ کے کانٹے کی عظمت کا حق ادا نہیں ہوسکتا، اللہ کے راستہ میں نظر بچانے کا تھوڑا سا غم اتنا قیمتی ہے کہ سارے عالم کی خوشیاں اگر اس غم پر فدا ہوجائیں تو اس غم کی عظمتوں کا حق ادا نہیں ہوسکتا کہ یہ اللہ کے راستہ کا غم ہے۔ یوسف علیہ السلام سے پوچھو کہ جب ان کو بادشاہ مصر کی بیوی کی طرف سے دھمکی دی گئی کہ اگر گناہ نہیں کروگے تو تمہیں قید خانہ میں ڈلوا دیا جائے گا۔ تو عاشق حق کا جواب سنو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ﴿رب السجن احب الی﴾ اے اللہ آپ کے

راستے کا قید خانہ مجھے صرف حبیب نہیں، محبوب نہیں احب ہے۔اس پر میں نے الہ آباد میں علماء ندوہ کی موجودگی میں عرض کیا کہ اس آیت سے اللہ کی شان محبوبیت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنے پیارے ہیں اتنے محبوب ہیں، اتنے احب ہیں کہ جن کے راستہ کے قید خانے احب ہوتے ہیں ان کے راستہ کے گلستاں کیسے ہوں گے۔اس جملہ پر علماء ندوہ پھڑک گئے۔

توبہ کی شرائط

ارشاد فرمایا کہ توبہ کی چار شرطیں ہیں۔

(۱) گناہوں سے الگ ہو جاؤ حالت گناہ میں توبہ قبول نہیں ہوتی۔گناہ کرتے رہو اور توبہ توبہ کہتے رہو تو ایسی توبہ قبول نہیں۔یہ نہیں کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے جا رہے ہیں اور دیکھتے بھی جارہے ہیں کہ ذرا دیکھو تو سہی! کیسی ننگی ٹانگیں کئے ہوئے گھوم رہی ہیں لاحول ولاقوۃ! یہ لاحول تو خود اس پر لاحول پڑھ رہا ہے۔اس لئے پہلی شرط یہ ہے کہ گناہ سے الگ ہو جاؤ۔

(۲) اس گناہ پر ندامت ہو جائے۔ندامت یہ کہ اس گناہ پر دل کو تکلیف ہو کہ آہ میں نے یہ گناہ کیوں کیا۔توبہ ندامت ہی کا نام ہے **التوبة هی الندم**

(۳) اور اس بات کا پختہ عزم ہو کہ میں دوبارہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔

(۴) کہ حقوق العباد اگر ذمہ ہوں تو واپس کرو۔کسی کا مال مارا ہو اس کو واپس کرد اور کسی کا جانی حق ہو اس کو برا بھلا کہا ہو تکلیف پہنچائی ہو تو اس شخص سے معافی مانگو۔

عزم شکست توبہ اور خوف شکست توبہ کا فرق

ارشاد فرمایا کہ جب انسان کہتا ہے کہ میں پکا ارادہ کرتا ہوں کہ اب کبھی یہ گناہ نہ کروں گا تو شیطان کہتا ہے کہ تم ہزار بار توبہ کر کے توڑ چکے ہو لہٰذا ایسی توبہ سے کیا فائدہ۔تو شیطان مایوس کر کے توبہ سے محروم کرنا چاہتا ہے۔اس محرومی کو دور کرنے کے

لئے آج میں ایک زبردست علم عظیم پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کا اور یہ ارادہ یہ توبہ مقبول ہے یعنی جب پکا ارادہ گناہ نہ کرنے کا کرلیا تو اس وقت ارادہ توڑنے کا پکا ارادہ نہ ہو۔ پکے ارادہ کو پکا ارادہ توڑے گا۔ اس لئے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا جس طرح شک سے وضو نہیں ٹوٹتا یعنی خوف شکست توبہ سے توبہ غیر مقبول نہیں ہوتی بس عزم شکست توبہ نہ ہو توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو۔ اگر چہ دل کو سو فیصد یقین ہو کہ میری توبہ ٹوٹ جائے گی لیکن ارادہ نہ کرو توبہ توڑنے کا۔ توبہ ٹوٹنے کا جو خوف ہے یہ تو اللہ کو پسند ہے کہ میرا بندہ پکا ارادہ گناہ نہ کرنے کا کررہا ہے لیکن ڈر بھی رہا ہے کہ کہیں میری توبہ ٹوٹ نہ جائے۔ تو خوف شکست توبہ تو عین بندگی عین عاجزی ہے اور قبولیت کا ذریعہ ہے۔ خوف تو رہنا چاہئے کہ اے اللہ! مجھے اپنے نفس کے کمینہ پن سے اپنی توبہ کے ٹوٹنے کا خوف ہے اس لئے آپ سے مدد مانگتا ہوں ایاک نعبد و ایاک نستعین دلیل ہے کہ ہماری بندگی آپ کی استعانت کی محتاج ہے اسی طرح میں نے توبہ کا جو پکا ارادہ کیا ہے یہ آپ کی مدد کا محتاج یہ ارادہ نعبد کا ایک جز ہے اور آپ کی استعانت کا محتاج ہے، ہم اس توبہ پر قائم رہنے کے لئے آپ سے مدد کی بھیک مانگتے ہیں۔ بس توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو تو یہ توبہ ان شاء اللہ قبول ہے۔ پھر اگر توبہ ٹوٹ گئی تو اس سے پہلی توبہ غیر مقبول نہیں ہوگی کیونکہ ٹوٹنا اور ہے اور توڑنا اور ہے گٹر میں گرنا اور ہے اور گرانا اور ہے، پھسلنا اور ہے اور پھسلانا اور ہے اگر ایک لاکھ بار بھی توبہ ٹوٹ گئی، تو پھر توبہ کرکے اور توبہ نہ توڑنے کا پکا ارادہ کرکے پھر اللہ کے پیارے ہو جاؤ۔ توبہ کے وقت بس شکست توبہ کا ارادہ نہ ہو تو یقین رکھو کہ یہ توبہ اللہ کے یہاں قبول ہے۔

اہل اللہ کے ساتھ جڑنے کا نفع

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں

کو صحبت سے اور ان سے جڑے رہنے سے اول تو بہت بڑے ولی اللہ ہو جاؤ گے لیکن اگر نفس کی نالائقی سے کسی سے گناہ نہیں چھوٹتے تو بھی اللہ والوں کو نہ چھوڑو ان کی صحبت میں پڑے رہو۔ اس کا یہ انعام ملے گا کہ مرتے وقت اللہ تعالیٰ اپنی مدد بھیجیں گے اور اپنی محبت کو غالب کر کے نفس کو مغلوب کر کے توبہ کی توفیق دے کر ایمان کے ساتھ اٹھا لیں گے۔ اگر کاملین میں سے نہ ہوئے تو تائبین میں سے ضرور ہو جاؤ گے اور یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ والوں کی صحبت کا یہ ادنیٰ اثر ہے۔

ایک اہم عمل

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی مجبوری سے کسی کے ذمہ حقوق العباد رہ گئے مثلاً صاحب حق کا انتقال ہو گیا یا اس کا پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے اور تلاش کے بعد بھی اس کا پتہ نہ ملا اگر اس کا پتہ ہوتا تو جا کر اس کا حق ادا کر دیتا یا اس سے معاف کرا لیتا تو ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس بندہ نے توبہ کر لی اور اپنے گناہوں پر نادم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ جس بندہ کی توبہ قبول کر لیتے ہیں اور اس سے راضی ہو جاتے ہیں تو جن کا حق اس کے ذمہ رہ جائے گا قیامت کے دن اللہ ان بندوں کا حق خود ادا کرے گا اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی بیٹے نے اپنے باپ کو ناراض کر رکھا تھا لیکن پھر معافی مانگ کو باپ کو راضی کر لیا لیکن اب اس کے قرض خواہ اپنا قرض مانگنے آ گئے اور کہا کہ ہمارا قرضہ دو ورنہ ہم پٹائی کر دیں گے تو باپ کہتا ہے کہ خبردار جو میرے بیٹے کو ہاتھ لگایا جو تمہارا قرضہ ہے مجھ سے لو، میں خود اپنے بیٹے کا قرض ادا کروں گا۔ اسی طرح قیامت کے دن معاملہ ہو گا۔ اس کے لئے میں نے یہ دعا عربی زبان میں بنالی کہ ﴿اللّٰھم اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ تَکَفَّلْ بِرِضَا خُصُومِنَا﴾ اے اللہ ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے اور ہماری طرف سے اپنے ان بندوں کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لیجئے جن کا کوئی حق ہمارے ذمہ رہ گیا ہو۔

نوٹ:۔اللہ کی طرف سے معافی اس وقت ملے گی جب بندہ بالکل مجبور ہو جائے اور اہل حقوق کے حق ادا کرنے کی قدرت نہ ہو۔لیکن اگر اس کے ذمہ کسی کا مالی حق ہے اور صاحب حق کا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں ہے تو اس کے ذمہ اتنا مال صدقہ کرنا واجب ہے اور اس کا ثواب صاحب حق کو پہنچادے۔

اور اس کے ساتھ روزانہ تین دفعہ **قل ھو اللہ احد** پوری سورت پڑھ کر ان تمام لوگوں کو بخش دیا کرو جن پر تمہاری طرف سے کوئی ظلم ہوا ہو اور ان اہل حق کو جن کا حق ادا کرنے کی قدرت نہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے خلاف دعویٰ کرنے والوں کو راضی فرمادیں گے۔

حجاج کے لئے دو نصیحتیں

ارشاد فرمایا کہ جو حضرات حج کرنے جارہے ہیں وہ دو باتوں کا اہتمام کریں

(۱) داڑھی نہ منڈائیں۔

(۲) کسی غیر محرم عورت یا مرد پر نظر نہ ڈالیں۔

مجلس بعد نماز عشاء در قیام گاہ

عشاء کی نماز کے بعد احباب کی ایک کثیر تعداد قیام گاہ پر بیعت کے لئے جمع ہو گئی تو حضرت نے بندہ کو حکم فرمایا کہ انہیں مقصد بیعت، اذکار و اوراد کا طریقہ، اور آداب طریق بتلا دوں۔ چنانچہ بندہ نے حضرت شیخ ہی کی بتلائی ہوئی باتیں لوگوں سے بیان کردیں جس کی حضرت نے حوصلہ افزائی اور تحسین فرمائی۔ اس کے بعد بیعت فرمائی۔ حضرت نے سالکین کو نصیحتیں فرمائیں اور خصوصا بدنظری سے بچنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ ابلیس اللہ کے اسم مضل کا مظہر اتم ہے اور نظر اس کا تیر ہے جو ابلیس کا تیر کھائے گا اس کو کیسے ہدایت ہوسکتی ہے جب تک اس فعل سے توبہ نہ کرے اور آئندہ کو عزم علی التقویٰ نہ کرے۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۲۰؍فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر در مسجد رونق الاسلام

اسمائے حسنٰی میں نیت

فجر کی نماز کے بعد حضرت والا نے سورۃ حشر کی آخری آیات میں مذکور اسمائے حسنٰی کی شرح فرمائی اور فرمایا کہ اسمائے حسنٰی کی شرح کرنے اور سننے اور پڑھنے میں نیت کریں کہ میں اپنے ربّا کے پیارے پیارے ناموں کا تذکرہ کر رہا ہوں جس طرح ایک باپ کے بہت سے بیٹے اپنے ابّا کے کمالات کا تذکرہ کریں، ایک کہے ہمارا ابّا عالم ہے، دوسرا کہے ہمارا ابّا بڑا ڈاکٹر بھی ہے، تیسرا کہے ہمارے ابا حافظ بھی ہیں اور وہ ابّا سن لے تو ابّا کس قدر خوش ہوگا۔ اس طرح جب بندے اپنے ربّا کے کمالات کا زمین پر تذکرہ کرتے ہیں تو ربّا آسمانوں پر خوش ہوتا ہے۔

عالم الغیب والشہادۃ

غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہماری نظر سے اوجھل ہیں یہ ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ پتھر پر ڈنڈا مارو تو ڈنڈا مارا اور وہ پتھر پھٹا تو اس پتھر میں ایک کیڑا سبز پتہ کھا رہا تھا اور وہ یہ وظیفہ بھی پڑھ رہا تھا کہ **سبحان من یرانی ویعرف مکانی و یرزقنی و لا ینسانی** (علامہ آلوسی روح المعانی) پاک ہے وہ ذات جو مجھے دیکھتی ہے اور میرے رہنے کی جگہ کو جانتی ہے اور مجھے رزق پہنچاتی ہے اور مجھے بھولتی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب اور پوشیدہ نہیں۔

الرحمٰن الرحیم ... الی اخرہٖ

﴿رحمٰن﴾ میں وہ رحمت ہے جو سب کو عام ہے اور اس کی وجہ سے وہ کفار اور

مسلمانوں سب کوروزی دے رہا ہے۔

﴿رحیم﴾ وہ رحمت ہے جو مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے اوراس کی وجہ سے جنت کی نعمتیں ملیں گی اس لئے فرمایا کہ ﴿**نزلا من غفور رحیم**﴾

﴿**الملک**﴾ کے معنیٰ صاحب ملک۔

﴿**القدوس**﴾ کے معنیٰ وہ ذات جس کے ماضی میں کوئی عیب نہ لگا ہو۔

﴿**السلام**﴾ جس کے مستقبل میں کسی عیب کا اندیشہ نہ ہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ ﴿**السلام**﴾ خود بھی سلامت رہے اوراپنے دوستوں کی بھی سلامت رکھے۔

﴿**المومن**﴾ امن دینے والا۔

﴿**المھیمن**﴾ نگہبانی کرنے والا۔

﴿**العزیز**﴾ جو ہر چیز پر قادر ہواور کوئی چیز اس کواپنی قدرت استعمال کرنے سے روک نہ سکے۔

یہاں حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس نام کے توسط سے دعا کیا کرو کہ اے اللہ تو عزیز ہے اگر تو ہمیں اپنا ولی بنانے کا فیصلہ کرلے تو تجھے کوئی چیز روک نہیں سکتی اور ہم تمام تر نالائقیوں کے باوجود تیرے ولی بن جائیں گے۔

﴿**الجبار**﴾ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس کے معنیٰ کو میں تین عبارتوں میں تعبیر کرتا ہوں

(۱)**ھو الذی یصلح احوال خلقه بقدرته القاھرة**

(۲) جو بندوں کی بگڑی بنادے۔

(۳) جو بندوں کی انتہائی بربادی کواپنے ارادۂ تعمیر کے نقطۂ آغاز سے درست کردے

﴿**المتکبر**﴾ بڑائی والا۔

﴿**الخالق**﴾ جو عدم سے وجود میں لائے اور فرمایا کہ انسان ترکیب تو کرسکتے ہیں تخلیق

نہیں کر سکتے۔

﴿البارى﴾ تناسب اعضاء سے پیدا کرنے والا۔

﴿المصور﴾ وہ ذات جو اپنی مخلوق کو مختلف شکلوں کے ساتھ ممتاز کر دے۔

﴿الحکیم﴾ جو اپنی طاقت کو حکمت کے ساتھ استعمال کرے۔

تازہ شعر

فجر کے بعد سیر کو جاتے ہوئے گاڑی میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ ابھی تازہ شعر ہوا ہے

مٹی کے کھلونے ہیں مٹی کے تماشے ہیں
کہتا ہے کون احمق یہ اصلی بتاشے ہیں

بیان جمعۃ المبارک جامع سورتی

جمعۃ المبارک کو جمعہ کی نماز پر بڑا رش تھا۔ حضرت شیخ بیان کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اس مسجد کا منبر بہت بلند ہے اور اس پر چڑھنا بھی بہت محنت طلب کام ہے لیکن رش کی وجہ سے لوگوں کے اصرار پر حضرت شیخ نے یہ محنت برداشت کی۔

گناہوں سے نفرت

خطبہ میں ﴿ان اولیاؤہ الا المتقون﴾ کی آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ والوں کے ساتھ رہنے سے انسان کا مزاج بدل جاتا ہے اور گناہ کڑوا معلوم ہوتا ہے جس طرح ماں بچے کا دودھ چھڑانے کے لئے اپنے پستانوں پر کسی کڑوی چیز کا لیپ کر لیتی ہے جس سے بچہ کو دودھ کا چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ والے گناہوں کی چھاتیوں پر خوف خدا کا لیپ کر دیتے ہیں۔ ان کی صحبت سے ایمان و یقین ایسا بن جاتا ہے کہ دوزخ اور جنت، میدان محشر کی پیشی پر اتنا یقین

ہو جاتا ہے کہ گناہوں میں کڑواہٹ معلوم ہونی لگتی ہے۔ فاسقانہ مزاج اولیاء اللہ کے عاشقانہ وشریفانہ مزاج سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

تین رجسٹر

ارشاد فرمایا کہ آخرت میں تین رجسٹر ہیں۔ ایک کفار کا، دوسرا فاسق مؤمنین کا، تیسرا اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا، اب ہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ کس رجسٹر میں اندراج بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کفر سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچایا ہے اللہ نے ہمیں مسلمان بنایا۔ کافر کو مرنے کے بعد گناہ چھوڑنے پڑتے ہیں اسی طرح مومن فاسق بھی مرنے کے بعد کوئی گناہ نہیں کر سکتا۔ جب مرنے کے بعد گناہ چھوڑنا ہیں تو عقل کا تقاضا ہے کہ زندگی میں گناہ چھوڑ کر اللہ کا ولی ہو جائے فاسق نہ مرے۔ اللہ کا ولی وہ ہے، جو جیتے جی اللہ کا وفادار ہو اور زندگی ہی میں نافرمانی چھوڑ دے۔ یہ سب سے اعلیٰ طبقہ ہے اللہ ہم سب کو اولیاء صدیقین کی صف میں شامل فرمائے اور زندگی میں ان اعمال کی توفیق دے جو ولایت صدیقیت کی آخری سرحد پر لے جانے والے ہیں۔

اللہ والوں کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ پھولپوری فرماتے تھے کہ ولی اللہ کا جسم تو عام لوگوں کی طرح ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں جو محبت الٰہی کا موتی ہوتا ہے اس کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ لکڑی کے ایک بکس میں دس بچوں کے پیشاب پاخانے کے کپڑے رکھے ہیں اور لکڑی کے اسی جیسے بکس میں دس کروڑ کا موتی رکھا ہے تو کیا دونوں بکسوں کی قیمت ایک جیسی ہوگی۔ اہل اللہ کے جسم میں ایک دل ہے جس میں تعلق مع اللہ کا قیمتی موتی ہوتا ہے اس کی وجہ سے ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا گناہوں کو چھوڑ دو حرام کام چھوڑ دو اور ولی اللہ بن جاؤ، ان مرنے گلنے سڑنے والی لاشوں کی خاطر اپنے مولیٰ

کو نہ چھوڑو۔ مولیٰ پر فدا ہو جاؤ۔ اس زمانہ میں لیلاؤں سے نظر بچالو قسم کھا کر کہتا ہوں ساری لیلاؤں کا نمک اللہ دل میں ڈال دے گا اور ناپاکی بھی نہ ہوگی۔ لیکن دل رشک لیلائے کائنات ہوگا ساری بادشاہت کا نشہ اللہ دل میں ڈال دے گا دونوں جہان کی لذتوں سے بڑھ کر مزہ دل میں اللہ ڈال دے گا۔ میرا شعر ہے ؎

وہ شاہ دوجہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

اور خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تخت سلیماں تھا

کام نہ کرنے پر اجرت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی ؒ پھولپوری فرماتے تھے کہ کوئی فیکٹری والا بغیر کام کے اجرت نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کام نہ کرو اور ولی اللہ بن جاؤ یعنی ایسے کام نہ کرو جس سے اللہ ناراض ہوتا ہوں۔ پھر حضرت شیخ نے دعاء فرمائی اور جمعہ کا خطبہ اور نماز بندہ نے پڑھائی۔

مجلس بعد نماز مغرب در جامع مسجد سورتی

آج سامعین کی تعداد پہلے سے زیادہ تھی مسجد کے اندر کا ہال برآمدہ، صحن اور اوپر کی منزلیں تک بھری ہوئی تھیں۔

خطبہ

حضرت شیخ نے خطبہ میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ﴿وما عند کم ینفد و ما عند اللہ باق﴾ (سورۃ نحل آیت ۹۶ پ ۱۴) ارشاد فرمایا کہ ان کے خزانے میں جو چیز داخل ہوگئی وہ بھی باقی ہوگئی پھر فرمایا کہ ؎

حسن فانی ہے عشق فانی ہے
کون کہتا ہے جاودانی ہے

پھر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی حسرتوں کو پامال کرلے گا، غم اٹھائے گا ،حرام خوشیوں کا خون کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ غیر فانی خوشیاں عطاء فرمائیں گے۔ اس پر حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

برباد محبت کو نہ برباد کریں گے
میرے دل ناشاد کو وہ شاد کریں گے

داڑھی کی اہمیت اور عاشقانہ ترغیب

ارشاد فرمایا کہ داڑھی رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی دوستی گاڑھی ہو جاتی ہے کیونکہ یہ شاہراہِ اولیاء کی منزل ہے، اللہ والوں کی ادائے بندگی ہے، پیغمبروں کی صورت اور شکل بنا کر، اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی شکل بنا کر کوئی نقصان میں نہیں رہ سکتا۔ یہ سوچا کرو کہ اگر ہم نے داڑھی نہیں رکھی اور کل قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے پوچھ لیا کہ اے میرے امتی، اے میری شفاعت کے امیدوار میری شکل میں تجھ کو کیا عیب نظر آیا جو تو نے داڑھی نہیں رکھی تو بولو کیا جواب دو گے، کس منہ سے کہو گے کہ اے نبی اللہ میری شفاعت کر دیجئے۔ میرے ایک نوجوان مرید کا شعر ہے ؎

اگر داڑھی کے رکھ لینے سے چہرہ بد نما لگتا
تو پھر داڑھی میرے سرکار کی سنت نہیں ہوتی

دنیا ہی میں قیصر و کسریٰ کے دو سفیروں سے جن کی داڑھی منڈی ہوئی تھی آپ ﷺ نے تکلیف سے منہ پھیر لیا تھا تو اگر قیامت کے دن داڑھی منڈوانے والوں سے آپ نے منہ پھیر لیا تو شفاعت کیسے پاؤ گے، مغفرت کیسے ہوگی۔ مردوں کے لئے داڑھی زینت ہے۔ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جس کی تسبیح ہی یہ ہے ﴿

سبحان الذی زیّن الرّجال باللحیٰ والنّساء بالذّوائب پاک ہے وہ اللہ جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت دی اور عورتوں کو زینت دی چوٹی سے، لمبے بالوں سے۔ پس اے رنگون کے نوجوانو! اور تمام مسلمانو! ہمت کرلو۔ داڑھی رکھوان شاء اللہ فائدہ میں رہو گے۔ مسلمان تو اللہ پر جان دیتا ہے، گال دینا کیا مشکل ہے۔ ہم سر سے پیر تک بندے ہیں، ہمارے جسم کا ہر جز بندہ ہے لہٰذا ہمارے گال بھی بندہ ہیں، ہمارے بال بھی بندہ ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ سارا جسم تو بندہ ہو اور ہمارے گال اور ہمارے بال بندگی سے آزاد ہو جائیں۔ اس لئے سر سے پیر تک اللہ کے ہو جاؤ اور بانگ دہل یہ شعر پڑھو

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہیں کا انہیں کا ہوا جا رہا ہوں

اگر قیامت کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ ہماری سنت پر تم کیوں استرا چلاتے تھے تو کیا کہو گے؟ کہ میں بیوی کو خوش کرتا تھا، اپنا دل خوش کرتا تھا، معاشرہ اور سوسائٹی کو خوش کرتا تھا تو اگر یہی جواب مل جائے کہ بلاؤ اپنی بیوی کو جو تمہاری شفاعت کرے بلاؤ معاشرہ اور دفتر والوں کو جو تمہاری شفاعت کریں۔ اگر میری شفاعت تم کو مطلوب تھی تو میری شکل تم نے کیوں نہیں بنائی۔ ان شاء اللہ اس مراقبہ سے دل پر چوٹ لگے گی اور توفیق ہو جائے گی۔ پھر قیامت کے دن اختر کی قدر کرو گے، جب داڑھی کی حالت میں موت آئے گی تو داڑھی کی حالت میں اٹھائے جاؤ گے حدیث پاک میں ہے **یبعث کل عبد علی ما مات علیه** ہر شخص اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں اس کو موت آئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے خوش ہو جائیں گے بلکہ اگر آج ہی سے داڑھی کی بنیاد رکھ دی تو اگلے جمعہ ہی کو خوش ہو جائیں گے کیونکہ ہر جمعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امت کے

اعمال پیش ہوتے ہیں۔ جامع صغیر کی روایت ہے۔اے مسلمانو! کیا لوگوں کا دل خوش کرنا اچھا ہے یا داڑھی رکھ کر اپنے حضور ﷺ کا دل خوش کرنا اچھا ہے۔ بتاؤ امتی قیمتی ہے یا پیغمبر کا دل قیمتی ہے؟

اوران شاء اللہ داڑھی رکھنے سے بہت سی برائیوں سے بھی بچ جاؤ گے داڑھی رکھنے کے بعد پھر سینما کی لائن لگاتے ہوئے شرم آئے گی، لڑکے لڑکیوں کو دیکھنے سے شرم آئے گی۔ داڑھی بہت سے گناہوں سے بچاتی ہے اور اللہ کا پیار دلاتی ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص سو مرتبہ **لا الٰہ الا اللہ** پڑھے گا تو قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکے گا۔

اگر لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ دوسرے اعمال خیر کی بھی توفیق دیں گے۔

فقیر کی جون ۱۹۹۹ء خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی حاضری کے موقع پر سیدی و سندی مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ۷ جون ۱۹۹۹ء بروز پیر بعد فجر خانقاہ جدید سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی میں مجلس ذکر سے قبل لا الہ الا اللہ کے تین اہم فائدے بیان فرمائے۔ جن کا افادہ ناظرین کی خاطر یہاں اضافہ کیا جارہا ہے۔

فائدہ:۔۱

حدیث شریف میں آتا ہے۔ **لا الٰہ الا اللّٰہ لیس لھا حجاب دون اللّٰہ** کہ لا الٰہ الا اللّٰہ اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ یہاں نکرہ تحت النفی ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی ذرا سا بھی پردہ اور حجاب لا الہ الا اللہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نہیں۔ تو جب ہم لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو ہماری لا الہ الا اللہ سیدھی عرش اعظم

پر پہنچتی ہے اور اس کے ذریعے ہماری اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوتی ہے۔ اور ہماری لا الہ الا اللہ نگاہ خرد کو نگاہ عشق میں تبدیل کردیتی ہے۔

نگاہ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے
خرد کے سامنے اب تک حجاب عالم ہے

فائدہ:۔۲

جب لا الہ الا اللّٰہ کا ذکر کرے تو سمجھئے کہ لا الہ نے دل کو غیر اللہ سے خالی کردیا اور دل ایک میدان ہوگیا۔ اور الا اللّٰہ سے اللہ تعالیٰ کے نور کا ایک ستون عرش اعظم سے دل تک لگا ہوا ہے اور اللہ کا نور میرے دل میں داخل ہو رہا ہے اس کی توضیح حضرت خواجہ مجذوبؒ کے اشعار میں ہے

دل مرا ہو جائے اک میدان ہو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور مرے تن میں بجائے آب وگل
درد دل ہو درد دل ہو درد دل
غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

فائدہ:۔۳

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے گا اس کا چہرہ قیامت کے دن چودہ تاریخ کے چاند کی طرح چمکے گا۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حبیب ﷺ کی بشارت کی لاج رکھیں گے اور اس شخص کو دنیا میں ایسے اعمال کرنے کی توفیق دیں گے جو چہرہ منور اور روشن کرتے ہوں اور ایسے اعمال سے بچائیں گے جو چہرے کو سیاہ اور تاریک کرتے ہوں۔

(اضافہ ختم شد)

غلط راستے سے معرفت الٰہی

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کو ایک شخص نے لکھا کہ میں صورتیں (غیر محرم عورتیں اور خوبصورت امرد) دیکھ کر معرفت حاصل کرتا ہوں تو حضرت نے فرمایا وہ معرفت مردود ہے جو نافرمانی کے راستے سے آئے۔ پھر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں ﴿لیعبدون﴾ کی تفسیر ﴿لیعرفون﴾ فرمائییعنی عبادت کی تفسیر معرفت سے کی ہے لیکن معرفت کو اللہ تعالیٰ نے عبادت سے کیوں تعبیر کیا؟ اس لئے کہ وہ معرفت معتبر ہے جو عبادت کے ذریعہ سے آئے۔

"مجلس بعد نماز عشاء بر قیام گاہ" رات کی نشست

عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کی بہت بڑی تعداد قیام گاہ پر بیعت کے لئے جمع ہوئی۔ چادریں رومال ڈال کر حضرت نے بیعت لی اور طالبین کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔

پیر بدلنے کا مسئلہ اور شیخ سے مناسبت

دورہ رنگون کے منتظم مولانا مفتی نور محمد صاحب نے اس مجلس میں عرض کیا کہ اگر پہلے شیخ سے نفع نہ پہنچ رہا ہو تو دوسری جگہ بیعت ہو سکتا ہے؟ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر نفع نہیں ہو رہا اور مناسبت نہیں تو شیخ بدل سکتا ہے نہ اس کو اطلاع کرے نہ اجازت کی ضرورت ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک شخص تانگہ پر سوار ہے اور کار والا بلا رہا ہے تو چاہئے کہ تانگہ چھوڑ کر کار پر سوار ہو جائے۔ پھر فرمایا چنانچہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ اور مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے ایک ایک مرید کو بیعت فرمایا اور یہ میر صاحب حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ کے مرید

تھے پھر مجھ سے بیعت ہوئے اور بڑے حضرت اس پر بہت خوش ہوئے۔ پھر فرمایا کہ میں بھی یہی دعا کرتا ہوں اے اللہ تعالیٰ جن کو مجھ سے مناسبت ہے ان کو مجھ سے جوڑ دے اور جن کو مجھ سے مناسبت نہیں ان کو وہاں پہنچا دے جہاں انہیں مناسبت ہو۔

مجالس بروز ہفتہ، ۲۱رفروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر در مسجد رونق الاسلام

مجلس میں بیٹھنے کا ادب

ارشاد فرمایا کہ مجلس میں جب جگہ ہو تو قریب بیٹھے۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے فرمایا کہ آگ دور سے نظر آتی ہے لیکن گرمی اسے محسوس ہوگی جو قریب ہو۔ جو قریب بیٹھے گا اس کو نفع زیادہ ہوگا۔ بدون ضرورت دینی مجلس میں ٹیک لگا کر نہ بیٹھے البتہ جو بوڑھے کمزور ہیں وہ سہارا دیوار کا یا تکیہ کا لگا سکتے ہیں۔

تین نصیحتیں

ارشاد فرمایا کہ تین نصیحتیں پیش کرتا ہوں۔ تین چیزوں سے حفاظت کا اہتمام کرو۔

(۱) بدنظری سے حفاظت۔

(۲) ریا سے حفاظت۔

(۳) کبر سے حفاظت۔

ریا کا نقصان اور اس سے بچنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ ریا کا پہلے نقصان معلوم ہونا چاہئے۔

فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شہید کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کس لئے شہید ہوا؟ کہے گا کہ اے اللہ آپ کے لئے میں نے

جان دیدی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو اس لئے شہید ہوا تا کہ کہا جائے کہ تو بہادر ہے۔ حکم ہوگا اس کو جہنم میں ڈال دو۔

اسی طرح ایک قاری کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم قاری کس لئے بنے؟ کہے گا کہ اللہ آپ کے لئے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے قرأۃ اس لئے کی تا کہ کہا جائے کہ بہت بڑا قاری ہے۔ اس کو بھی جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ ایک سخی کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ مال کس لئے خرچ کیا؟ کہے گا کہ اے اللہ آپ کے لئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے اس لئے خرچ کیا تا کہ کہا جائے کہ تو بہت بڑا سخی ہے۔ اس کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو ان حضرات کی محنت بھی گئی اور جنت بھی نہ ملی۔

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے اپنے حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحبؒ سے پوچھا کہ شاعر نے جو یہ کہا ہے ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کیا یہ مبالغہ نہیں ہے؟ تو حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ مفتی صاحب یہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ شاعر نے کم کہا ہے۔ شاعر کو یوں کہنا چاہئے تھا ؎

بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

پھر اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ صحبت یافتہ گناہ تو کر سکتا ہے لیکن دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔

پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس کی دلیل میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالی کہ حدیث میں آتا ہے۔ ﴿ثلث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ....من احب عبد الا یحبۃ الا اللّٰہ﴾ (بخاری) جو شخص کسی بندہ سے

اللہ کے لئے محبت کرے اسے حلاوت ایمانی عطاء کی جاتی ہے۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ﴿ و قد ورد ان حلاوۃ الایمان اذا دخلت قلبا لا تخرج منه ابدا و فيه اشارة الى حسن الخاتمة ﴾

یعنی جب حلاوت کسی دل میں داخل ہو جاتی ہے پھر اس سے کبھی خارج نہیں ہوتی۔ اس میں حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔

حضور ﷺ نے ریاء سے بچنے کے لئے ایک دعاء تلقین فرمائی آپ نے فرمایا کہ ریاء میری امت میں بہت خفیف ہے جس طرح کالی چیونٹی کالی رات میں کالے پتھر پر چلے۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبرؓ نے پوچھا ہم کیسے بچیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ ﴿ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَاَ اَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ ﴾ (تین دفعہ) (کنز العمال ۸۱۶ ج ۲) لیکن یہ دعا بھی تب قبول ہوگی جب اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے اس لئے کہ یہ دعا جن کو تلقین کی گئی تھی وہ آپ ﷺ کے صحبت یافتہ تھے چنانچہ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہنا سو برس کی اخلاص کی عبادت سے افضل ہے پھر ہنس کر فرمایا کہ مگر ایک منٹ کی اخلاص کی عبادت نصیب نہیں ہوگی جب تک اللہ والوں کی صحبت میں نہیں جاؤ گے۔

ریا کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ المراءاة في العبادات لغرض دنيوي عبادت میں دکھلاوا اغراض دینوی کی خاطر کرنا لیکن غرض اخروی کی خاطر اور ترغیب کے لئے کرتا ہے تو یہ جائز ہے جیسا کہ یہ جملہ مشہور ہے ﴿ریاء الشيخ افضل من اخلاص المريد﴾ شیخ کا ریا افضل ہے مرید کے اخلاص سے۔ چونکہ یہ غرض اخروی کے لئے ہے۔ جس طرح علامہ آلوسیؒ

نے سورۃ توبہ کی آخری آیت حسبی اللّٰہ لا الہ الا ھو الخ کا وظیفہ نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ میرا ورد ہے عرصہ دراز سے۔ تو یہ ترغیب کے لئے ہے۔ اللہ والے اگر اپنے عمل کو ظاہر بھی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں تاکہ دوسرے بھی اس پر عمل کر کے فائدہ اٹھالیں۔

حسن کا شکریہ

رنگون کے میزبان نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ کل جمعہ میں مولانا جلیل احمد صاحب چودھویں کے چاند لگ رہے تھے تو اس پر حضرت نے فرمایا کہ حسن کا شکریہ یہ ہے کہ حسن کو معصیت میں استعمال نہ کرے۔ حضرت کی اس بات سے بندہ کو بہت تنبیہ ہوئی اور عبرت حاصل ہوئی۔

تکبر کا علاج

ارشاد فرمایا کہ تکبر کی حقیقت ہے حق بات کا انکار کرنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا اور اس کا علاج اہل اللہ کی صحبت ہے اور دعا بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ اس خطرناک مرض سے محفوظ فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں تلقین فرمائی ہیں ان سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں ہوسکتی۔ اور یہ دعاء تکبر کا علاج ہے۔ ﴿اللّٰھم اجعلنی صبورا و اجعلنی شکورا﴾ (اے اللہ مجھ کو صابر بنا اور شاکر بنا۔) اور صبر و شکر کے ساتھ تکبر جمع نہیں ہوتا کیونکہ تکبر اللہ تعالیٰ سے دور کرتا ہے اور صبر و شکر اللہ تعالیٰ سے قریب کرتے ہیں تو سبب قرب اور سبب بعد اکٹھے نہیں ہوسکتے کیونکہ قرب اور بعد میں تضاد ہے اور اجتماع ضدین محال ہے۔ اور صبر کی تین قسمیں ہیں مصیبت میں صبر کرنا، تقاضائے معصیت پر صبر کرنا اور گناہ نہ کرنا اور طاعت پر صبر کرنا نماز روزہ معمولات ذکر وغیرہ پر قائم رہنا اور صبر کی تینوں قسموں پر نص قطعی ہے کہ اللہ ملے گا ﴿ان اللّٰہ مع الصابرین﴾

توحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا میں تکبر کا علاج ہے کہ صبر وشکر سے بندہ اللہ سے قریب ہوتا ہے اور تکبر سے دور ہوتا ہے، لہٰذا سبب قرب کے ہوتے ہوئے وہ دور نہیں ہوسکتا ﴿واجعلنی فی عینی صغیرا﴾ مجھ کو میری نگاہوں میں چھوٹا کر دیجئے تو جو اپنی نگاہوں میں چھوٹا ہوگا وہ متکبر کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ تکبر میں تو آدمی اپنے کو بڑا سمجھتا ہے۔ تکبر سے نجات کے لئے نص قطعی کی یہ دعا ہے ﴿و فی اعین الناس کبیرا﴾ مجھے اپنی نگاہ میں تو چھوٹا کر دیجئے لیکن مخلوق کی نگاہ میں مجھے بڑا دکھایئے۔ معلوم ہوا کہ مخلوق کی نظر میں حقیر ہونا مطلوب نہیں کیونکہ جو مخلوق کی نگاہ میں حقیر ہوگا اس سے دین کیسے پھیلے گا۔ اس سے لوگ دین کیسے سیکھیں گے۔

اس دعا کی برکت سے چار نعمتیں ملیں گی۔ صبر کی نعمت، شکر کی نعمت، اپنی نظر میں چھوٹا ہونے کی نعمت یعنی تکبر سے نجات اور مخلوق کی نظر میں بڑا ہونے کی نعمت اور اس میں فائدہ بھی ہے کہ اپنی نظر میں تو چھوٹا ہوا لیکن واہ رے قربان جایئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ مخلوق کی نظر میں اپنی اُمت کو چھوٹا نہیں ہونے دیا اس لئے دعا سکھادی کہ ﴿و فی اعین الناس کبیرا﴾ اے اللہ لوگوں کی نگاہوں میں ہم کو بڑا دکھادے کیونکہ تکبر سے نجات کے لئے اپنی نگاہوں میں چھوٹا ہونا ہی کافی ہے مخلوق کی نگاہوں میں چھوٹا ہونا مطلوب نہیں کیونکہ یہ باعث ضرر تھا اس لئے مخلوق کی نگاہوں میں بڑا دکھانے کی دعا آپ نے فرمائی۔ کیا حکمت اور کیا علوم نبوت ہیں کروڑوں کروڑوں صلوٰۃ وسلام ہوں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ سے قریب بھی کردیا اور مخلوق میں ذلیل بھی نہ ہونے دیا۔

اور ہمیشہ یاد رکھو کہ غلام کی کوئی قیمت نہیں جب تک کہ مالک اس کی قیمت نہ لگادے، ہماری کوئی قیمت نہیں جب تک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ فرمادے کہ ہم نے تمہیں پسند کرلیا اس لئے روزانہ یہ شعر پڑھ لیا کریں جو تکبر کا بہترین علاج ہے ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

مجلس ۱۲ بجے دوپہر در قیام گاہ

دوپہر کو حضرت کی ملاقات کے لئے لوگوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی۔ حضرت تقریباً ۱۲ بجے حجرہ سے ہال کمرہ میں تشریف لائے اور چند بہت مفید اور اہم باتیں ارشاد فرمائیں۔

پریشانی اور وساوس دور کرنے کا وظیفہ

ارشاد فرمایا کہ پریشانی دور کرنے اور وسوسہ ختم کرنے میں یہ دعاء بہت مئوثر ہے۔ ہر نماز کے بعد سات مرتبہ اور ظہر کے بعد اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھے ﴿یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ﴾۔ پھر فرمایا ﴿حیٌّ﴾ کے معنیٰ ہیں ﴿ای ازلا ابدا و حیات کل شئی به منو بدا﴾ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ہر شے کی زندگی اللہ تعالیٰ کی صفت حی کے فیضان سے ہے، ہر مخلوق اپنی حیات میں حق تعالیٰ کی اس صفت سے فیض یافتہ ہے۔ اس صفت حی کی توجہ ہٹنے سے موت آجاتی ہے اور قیوم کے معنیٰ ہیں ﴿قائم أبدًا ته و یقوم غیره بقدرته القاهرة﴾ جو اپنی ذات سے قائم ہے اور دوسروں کو بھی اسی نام سے قائم رکھے ہوئے ہے ساری کائنات اسی صفت قیومیت سے قائم ہے۔

اطاعت شیخ

دوپہر کی مجلس چونکہ غیر متوقع اور اچانک تھی اس لئے کراچی کے چند احباب اس میں شامل نہ تھے حضرت نے انہیں بلوانے کے لئے دوسری منزل پر آدمی بھیجا جہاں ان کی رہائش تھی سب فوراً حاضر ہو گئے لیکن ایک ساتھی ذرا تاخیر سے پہنچا تو حضرت نے دیر سے آنے کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں وضو کر رہا

تھا اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر شیخ بلائے تو بے وضو بلکہ غسل جنابت کے تقاضا کے باوجود بھی حاضر ہو جائے جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرامؓ کو غزوہ احد کے لئے بلایا تو حضرت حنظلہؓ باوجود غسل جنابت کی ضرورت کے حاضر ہو گئے اور شہید ہو گئے اور فرشتوں نے انہیں غسل دیا۔ اس اطاعت کی برکت سے غسیل الملائکہ کا عظیم شرف انہیں حاصل ہوا۔

حضرت شیخ دامت برکاتہم کا فیض

حضرت شیخ دامت برکاتہم کا رنگون کا یہ پہلا سفر تھا اس لئے یہ خدشہ تھا کہ وہاں پر خاطر خواہ اصلاحی کام بھی ہو سکے گا یا نہیں۔ جب رنگون پہنچے تو یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ حضرت کی شخصیت سے مسلمان اچھی طرح سے متعارف تھے اور حضرت کے مواعظ اور تصانیف فوٹو اسٹیٹ ہو کر اکثر مسلمانوں کے گھروں میں پہنچی ہوئی تھیں اور حضرت کے مواعظ کی زبردست مانگ اور طلب تھی اگر کسی کے پاس حضرت کا وعظ یا کوئی کتاب کسی جگہ پہنچتی تو لوگ دھڑا دھڑ فوٹو اسٹیٹ کروا لیتے۔ لوگ جب حضرت کی ملاقات اور زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو روتے اور یہ کہتے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ہم اپنی گناہ گار آنکھوں سے آپ کی زیارت کر رہے ہیں ورنہ جب ہم نے آپ کے مواعظ پڑھے تھے تو ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ہمیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوگا۔ بعد میں بعض لوگوں نے حضرت کو حضرت کے بہت سے اشعار سنائے۔ ایک شخص نے دس سال پرانی حضرت کی تحریر فوٹو اسٹیٹ دکھائی تو حضرت نے اس فوٹو اسٹیٹ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہاں تو پہلے سے ہی ہماری اسٹیٹ قائم ہے۔

ایک شخص حاجی عبد الواحد صاحب مدظلہ حاضر ہوئے اور حضرت کو دیکھ کر رونے لگے اور عرض کیا کہ میرے پاس آپ کی ستر فوٹو اسٹیٹ کتابیں ہیں اور پھر ایک واقعہ سنایا کہ حضرت آپ کی ایک کتاب میں میں نے ایک عجیب واقعہ پڑھا ہے کہ

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی نے فرمایا کہ سائبیریا میں ایک چڑیا ہے جس کا نام 'قاز' ہے یہ چڑیا سردیوں میں سائبیریا میں انڈے دے کر ہندوستان چلی جاتی ہے اور وہیں سے توجہ ڈال کر انڈوں کو سیتی ہے اور اس کی گرمی سے بچے نکل آتے ہیں۔ جب جانور کی توجہ میں یہ اثر ہے تو اللہ والوں کی توجہ میں کیا اثر ہوگا۔

سنت توجہ

یہ واقعہ عرض کر کے انہوں نے حضرت شیخ سے توجہ کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب سے توجہ کی درخواست کی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ دعا کرتا ہوں جو طریق سنت ہے اور اسی لئے معروف توجہ سے افضل ہے کیونکہ طریق نبوت ہے، اور سنت ہے جو کہ راہ جنت ہے اس لئے دعا کرتا ہوں اس لئے کہ دعا ایک سانس میں مخلوق کو خالق سے ملا دیتی ہے۔ اس میں توجہ بھی خود بخود ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ رنگون میں لوگ چاہ رہے تھے ورنہ ہم اس کرم کے قابل نہیں بلکہ کرم بھی ان کے کرم کی وجہ سے ہے، شعر ؎

آپ چاہیں ہمیں یہ کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

شراب کے معنیٰ

ارشاد فرمایا کہ یہاں پر شراب کا مرض بہت ہے اس لئے میں آج سورتی مسجد میں دو شرابیوں کی توبہ کا واقعہ بیان کروں گا۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ شراب میں اضافت مقلوبی ہے۔ اصل لفظ ہے آب شر یعنی شر والا پانی جس کو پی کر شر آتا ہے جس طرح پیشاب اصل میں آب پیش تھا آگے کا پانی اسی طرح شبنم اصل میں نم شب تھا جس طرح لنگوٹ اصل میں اوٹ لنگ تھا کثرت استعمال کی وجہ سے لنگوٹ ہو گیا۔ اسی طرح پاجامہ دراصل جامئہ پا تھا یعنی پاؤں کا لباس۔ اسی طرح ناخدا خدائے ناؤ تھا

یعنی کشتی کا مالک۔ اور پیخانہ پئے خانہ تھا یعنی گھر کا پچھلا حصہ کیونکہ بیت الخلاء گھر کے پچھلے حصہ میں بنایا جاتا تھا۔

پھر ہنس کر فرمایا کہ میرے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ کو فقہ لغت میں ید طولیٰ حاصل تھا اور مجھے بھی اس میں ذوق ہے۔

علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کا مثالوں سے فرق

ارشاد فرمایا کہ میں علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین میں فرق مثالوں سے سمجھاتا ہوں۔ علم الیقین مثلاً ایک شخص نے کباب نہیں کھایا ہے اور نہ ہی دیکھا ہے۔ اس کو کوئی سچا آدمی بتلائے کہ کباب بڑا مزیدار ہوتا ہے تو اس کو علم الیقین ہو گیا۔ اور پھر کسی کو کباب کھاتے مزے لیتے دیکھ لے تو اس کو عین الیقین حاصل ہو گیا۔ اور مثلاً ایک دن خود کھالیا تو حق الیقین حاصل ہو گیا۔ یا جس طرح الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کی تلاوت کر کے اس کو علم الیقین حاصل ہو گیا۔ اور پھر اللہ کی یاد والوں کو چین سے دیکھا تو عین الیقین حاصل ہو گیا اور جب خود چین پا جائے تو حق الیقین حاصل ہو گیا۔

گناہ کی سکیم

ارشاد فرمایا کہ جو شخص گناہ کی اسکیم بنا رہا ہے وہ دراصل اپنے قلب کے اطمینان اور چین کو برباد کرنے کی اسکیم بنا رہا ہے۔

محبت شیخ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اپنے شیخ حضرت تھانویؒ سے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ جنت میں جاؤ گے یا شیخ کی مجلس میں تو میں آپ کی مجلس کو ترجیح دوں گا۔ تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ شیخ کے ساتھ ایسی ہی عقیدت ہونی چاہئے کہ ہمارے پیر کی مجلس جنت سے افضل ہے۔ پھر اس کی شرح فرمائی کہ جنت کا تقابل اشرف علیؒ سے نہیں ہے

بلکہ چونکہ شیخ کو اللہ تعالیٰ کے لئے اختیار کیا جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ اور جنت کا تقابل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بلائے کہ ادھر آؤ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرلو تو بتاؤ کوئی اس وقت جنت میں جائے گا یا اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے گا پھر دعا پر مجلس ختم ہوئی۔

رفقاء سفر کو نصیحت

حضرت شیخ نے دوپہر کے کھانے کے بعد رفقاء سفر کراچی اور بنگلہ دیش کے احباب کو اپنے خاص کمرہ میں بلایا اور نصیحت فرمائی کہ تم میرا ایمپل اور نمونہ ہو، میری باتوں کا وزن تمہارے عمل سے بنے گا اگر تم میری باتوں پر عمل نہیں کروگے تو شیطان لوگوں کو وسوسہ ڈالے گا کہ اس کے قریب ترین احباب تو اس کی باتوں پر عمل نہیں کرتے ہم کیا عمل کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی ضرورت کی چیز مارکیٹ سے خریدنی ہو تو مقامی احباب سے منگوالو خود جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ مارکیٹوں کو ماحول بہت خراب ہے، کیونکہ تم لوگوں نے جانی اور مالی مشقت اپنی تربیت اور اصلاح کے لئے اٹھائی ہے اسی کے لئے تم لوگوں نے وقت دیا ہے پس نظر حصول تقویٰ پر رکھو۔

تیسرا یہ فرمایا کہ کسی بھی دوست سے کوئی ہدیہ میری اجازت کے بغیر قبول مت کرو اگر کوئی ہدیہ پیش کرے تو اس سے عرض کردو کہ ہمارے شیخ سے اجازت لو۔ اس میں میری بھی عزت ہے اور تمہاری بھی۔

عصر کے بعد بیعت

عصر کے بعد بہت سے احباب داخل سلسلہ ہوئے۔

آخری مجلس بعد نماز مغرب در جامع مسجد سورتی

یہ حضرت شیخ دامت برکاتہم کی جامع مسجد سورتی میں آخری نشست تھی۔

مغرب سے قبل سڑک اور مسجد کے گیٹ پر مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد استقبال کے لئے کھڑی تھی۔ حاضرین کی بہت زیادہ تعداد تھی۔ مسجد کے تمام حصے اور منزلیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھی چونکہ یہ آخری مجلس تھی اس کا احساس لوگوں کے چہروں سے عیاں تھا بڑی رقت اور دیوانگی کے ساتھ حضرت کی زیارت کر رہے تھے۔ حضرت والا کو خلاف معمول بلند و بالا منبر پر بٹھایا گیا تاکہ دور تک کے لوگ آسانی سے زیارت کر سکیں۔ پہلی کئی مجلسوں میں یہ اعلان ہوتا رہا کہ آخری مجلس میں حضرت شیخ سے مصافحہ ہوگا۔ اس لئے لوگ مصافحہ کی برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے سمجھدار بچوں کو بھی ساتھ لائے تھے۔

خطبہ

حضرت شیخ نے خطبہ مسنونہ کے بعد یہ حدیث تلاوت فرمائی ﴿وقال رسول اللّٰہ ﷺ اللھم انی اسئلك حبك و حب من یحبك و حب عمل یقرب الی حبك﴾

حسرت فراق

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھیؒ کے پاس جب کوئی محبوب عالم اور بزرگ مہمان آتا تو فرمایا کرتے تھے ؎

ترا آنا میرے احساس میں جان مسرت ہے
مگر جانا ستم ہے غم ہے حسرت ہے قیامت ہے

مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے عاشقوں کی صحبت عطا فرمائی جو سراپا محبت تھے آہ اہل محبت بڑی نعمت ہے اور جب کوئی کہتا کہ میں جانا چاہتا ہوں تو فرماتے ؎

جانے کا نام سن کے مرا دل دہل گیا
ظالم یہ آج منہ سے ترے کیا نکل گیا

پھر فرمایا کہ ایک شاعر نے اپنے دوست کے جانے پر کہا ؎

ادھر وہ ہیں کہ جانے کو کھڑے ہیں
ادھر دل ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے

اہل محبت کی صحبت

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علیٰ تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کا عاشق بننا چاہے وہ اہل محبت کے پاس زیادہ رہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس سونے والا بھی محروم نہیں ہوتا جس طرح رات کی رانی کے درخت کے پاس کوئی شخص سو جائے تو نیند میں بھی اس کا دماغ عطر ہو جاتا ہے حالانکہ وہ جاگا نہیں تھا تو پھر اللہ والوں کے پاس سونے والا کیسے محروم ہو سکتا ہے۔

دریائے قرب

ارشاد فرمایا کہ مومن کی روح مچھلی ہے اور قرب الٰہی کا دریا اس کا ٹھکانہ ہے۔ مومن کی روح کو چین دریائے قرب ہی میں آ سکتا ہے۔ اور دریائے قرب سے دور ہو کر مومن کی روح تڑپتی رہتی ہے۔ میری زندگی کا پہلا شعر یہ ہے ؎

دردِ فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اک ماہی بے آب ہے

کام چور نوالہ حاضر

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو کھاتے ہیں لیکن اس کی فرمانبرداری نہیں کرتے تو انکا نام ہے ''کام چور نوالہ حاضر''

دلِ تباہ اور دردِ دل

ارشاد فرمایا کہ دل کی حسرتوں اور آرزوؤں کا خون کرتے رہو تب دردِ دل

پیدا ہوگا۔ جب دل کی حرام خوشیوں کو برباد کرلو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے دل کو آباد کرتا ہے جو دل کی ناجائز بات نہ مانے اور اللہ تعالیٰ کی بات مان لے، خدا کے قانون کو نہ توڑے اپنا دل توڑ لے تو ٹوٹے ہوئے دل کو اللہ تعالیٰ اپنا گھر بنا لیتے ہیں اور اس کے قلب میں قرب کی وہ تجلی عطا فرماتا ہے جو حاصل خانقاہ ہے ؎

میکدے میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلی دل تباہ میں ہے

کیونکہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات خاصہ کے ساتھ متجلی ہوتا ہے اس لئے اس دل شکستہ میں ایسا نشہ ہوتا ہے جو سلاطین عالم نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ؎

میر میرے دل شکستہ میں
جام و مینا کی ہے فراوانی
ہزار خون تمنا ہزارہا غم سے
دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے

یہ شعر بھی میر ہی کے ہیں، پھر فرمایا کہ ؎

دوستو درد دل کی مسجد میں
درد دل کا امام ہوتا ہے

عشق الٰہی کی آگ

حضرت شیخ دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ نے نوعمری ہی سے عشق الٰہی کی آگ عطاء فرمائی تھی چنانچہ بالغ ہوتے ہی جو حضرت کا پہلا شعر ہوا وہ اس آتش عشق پر دلالت کرتا ہے ؎

درد فرقت سے میرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت پر اک ماہی بے آب ہے

طریق استفادہ از شیخ

ارشاد فرمایا کہ اپنا وظیفہ اور معمول شیخ کے علاوہ کسی کو نہیں بتلانا چاہئے۔

اللہ والوں کی محبت

حضرت شیخ دامت برکاتہم نے خطبہ میں تلاوت کردہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنی دعاؤں میں پہلے اللہ کی محبت طلب کی پھر اللہ والوں کی محبت طلب کی اور پھر نیک اعمال کی محبت طلب کی۔ حضرت سید سلمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ والوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک اعمال کی محبت کے درمیان میں ذکر کیا ہے اس لئے کہ اللہ والوں کی محبت سے دونوں محبتیں ملتی ہیں۔

ہوئے ہیں رند کتنے اولیاء بھی

ارشاد فرمایا کہ آج دو شرابیوں کی توبہ کا قصہ بیان کروں گا۔ ایک جگر مراد آبادی دوسرے عبدالحفیظ جونپوری یہ دونوں ہندوستان کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔

جگر مراد آبادی

جگر مراد آبادی بڑے مشہور شاعر تھے اور بے حد شراب پیتے تھے۔ اتنی شراب پیتے تھے کہ لوگ مشاعرہ میں سے اٹھا کر لے جانا پڑتا تھا بلکہ خود فرماتے ہیں ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روز حساب کا دھڑکا

بڑی عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی اپنے دیوان میں اس شعر کا اضافہ کیا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جب ان پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہوا تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے مشورہ کیا کہ میں کیسے توبہ کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں چلو۔ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کی اور حضرت سے چار دعاؤں کی درخواست کی۔

(۱) ایک یہ کہ میں شراب چھوڑ دوں۔

(۲) دوسرا یہ کہ میں داڑھی رکھ لوں۔

(۳) تیسرا یہ کہ میں حج کر آؤں۔

(۴) چوتھا یہ کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادیں۔

حضرت تھانویؒ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے تین دعائیں تو دنیا میں قبول فرمائیں۔ اور چوتھی کے بارے میں خود کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ بھی قبول فرمالی ہوگی، چنانچہ داڑھی رکھ لی۔ اللہ تعالیٰ نے حج بھی نصیب فرمادیا اور شراب چھوڑی تو بیمار ہوگئے ڈاکٹروں کے بورڈ نے مشورہ دیا کہ آپ شراب پیتے رہیں ورنہ آپ مر جائیں گے انہوں نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں گا تو کتنے سال زندہ رہوں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا دو چار سال تک زندہ رہ سکتے ہیں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ دو چار سال تک زندہ رہنے سے بہتر ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں مر جاؤں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر صحت بھی دی اور کئی سال تک زندہ رہے۔ ایک بار میرٹھ میں تانگے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تانگے والا یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا

سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

اور اس کو خبر بھی نہیں تھی کہ یہ داڑھی والا، ٹوپی اور سنت لباس میں ملبوس جگر صاحب ہیں۔ شعر سن کر جگر صاحب رونے لگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ

نے توبہ سے پہلے یہ شعر کہلوایا۔

عبدالحفیظ جونپوریؒ

یہ بھی مشہور شاعر تھے اور بہت شراب پیتے تھے۔ جب توبہ کی توفیق ہوئی تو حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہو گئے اور بیعت بھی اس طرح ہوئے کہ پہلے چند دن خانقاہ میں قیام کیا۔ تھوڑی سی داڑھی آ گئی تھی جس دن بیعت ہونا تھا اس دن داڑھی کو صاف کر کے خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ جب توبہ ہی کرنی تھی تو پھر اس چہرے کے نور کو کیوں صاف کیا تو عرض کیا حضرت آپ حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں اور مریض کو اپنا پورا مرض حکیم کے سامنے پیش کرنا چاہئے تاکہ وہ صحیح نسخہ تجویز کرے۔ اب وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی داڑھی نہیں منڈاؤں گا۔ پھر حضرت تھانویؒ ایک سال بعد جونپور تشریف لے گئے تو ان کی داڑھی خوب بڑھ چکی تھی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ بڑے میاں کون ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ وہی عبدالحفیظ جونپوری ہیں جو تھانہ بھون بیعت کے لئے گئے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ فرماتے تھے کہ انکا خاتمہ بڑا اچھا ہوا۔ موت سے تین دن پہلے ان پر ایسا خوف الٰہی طاری ہوا کہ تڑپ تڑپ کر ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف جاتے تھے اور روروکر جان دیدی اور اپنے دیوان میں یہ اشعار بڑھا گئے۔

میری کھل کر سیاہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شان ستاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

ہوا بیعت حفیظ اشرف علیؒ سے
بایں غفلت یہ ہو شیاری تو دیکھو

مصافحہ

رنگون کے لوگ بڑے دھیمے اور میٹھے اور منظم مزاج کے لوگ تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد حسب وعدہ مصافحہ شروع ہوا۔ مفتی نور صاحب نے برمی زبان میں اعلان کیا کہ ایک ایک صف کر کے مصافحہ کرے۔ جو صف مصافحہ کرے وہ کھڑی ہو جائے۔ دوسرے لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہیں۔ اور حضرت شیخ کو ایک کرسی پر بٹھلا دیا گیا۔ ایک صف کھڑی ہوتی تھی وہ قطار میں آ کر مصافحہ کرتی تھی اور باہر چلی جاتی تھی پھر دوسری صف کھڑی ہوتی تھی نہایت انتظام اور بغیر دھکے کے لوگوں نے بڑے سکون کے ساتھ حضرت سے مصافحہ کیا اور یہ مصافحہ کا عمل تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا اس کے بعد حضرت قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

سورتی مسجد میں وعظ کی کیفیات

سورتی مسجد کے آٹھ روز وعظ میں لوگ بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ شریک ہوتے تھے بڑے سکون اور توجہ کے ساتھ بات سنتے تھے حضرت کی دل سوز باتوں پر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے اور پر مزاح باتوں سے لوگ خوب محظوظ ہوتے تھے حضرت سے سنی ہوئی بات ''کہ عشق بے زبان ہوتا ہے'' اس بات کا مشاہدہ سورتی مسجد کے بیانات میں ہوا۔ وعظ سننے والوں کی تہائی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی تھی جو اچھی طرح اردو زبان نہیں سمجھتے تھے لیکن قلبی کیف و سرور اور روحانی انوارات کو وہ بھی محسوس کرتے تھے اور بتلاتے تھے کہ اگر چہ حضرت کی پوری باتیں ہمیں سمجھ میں نہیں آتیں لیکن دل میں ایک نور محسوس کرتے ہیں۔ جب لوگ وعظ سے فارغ ہو کر جاتے تھے تو حضرت انہیں دیکھ کر فرماتے تھے کہ ان کی چال بتلاتی ہے

کہ یہ روحانی کیف ومستی لے کر جارہے ہیں۔

حضرت کی وعظ کی مجلسوں میں علماء کی اچھی خاصی تعداد ہوتی تھی اور بہت نفع محسوس کرتے تھے اور حضرت کے قرآن وحدیث پر وہبی استدلال اور نکات پر بہت داد تحسین دیتے اور حیرانگی کا اظہار کرتے تھے اور حضرت شیخ فرماتے کہ یہ میرے اللہ کی بھیک ہے جو اس فقیر کو میرے بزرگوں کی دعاؤں اور جوتیوں کے صدقہ میں مل رہی ہے میں کوئی کتاب نہیں دیکھتا میں بوڑھا ہو چکا ہوں اللہ سے پنشن وصول کررہا ہوں۔

عشاء کے بعد بیعت

عشاء کی نماز کے بعد بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی اور بہت لوگ داخل سلسلہ ہوئے انہیں معمولات بتائے گئے اور حضرت نے کچھ نصیحتیں فرمائیں اور چار باتوں کا خاص طور پر اہتمام کرنے کے بارے میں کہا گیا۔

(۱) اپنے شیخ سے محبت کریں۔

(۲) شیخ پر اعتماد کریں۔

(۳) اپنی حالات کی شیخ کو اطلاع کرتے رہیں۔

(۴) شیخ کی طرف سے جو علاج وغیرہ تجویز کیا جائے اس کی اتباع کریں۔

اور اس بات کا حضرت شیخ نے کئی بار طالبین کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب شیخ کی خدمت میں ہوں تو اپنی طرف سے کوئی بات نہ کریں۔ شیخ کی سنیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے زبان ایک دی ہے اور کان دو دیئے ہیں کہ بولو کم اور سنو زیادہ۔ جس طرح چھوٹا بچہ دو سال تک ماں باپ کی سنتا ہے پھر انہیں کی بولی بولنے لگتا ہے۔

تحدیث نعمت

حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب دامت برکاتہم جو دار العلوم رنگون میں کئی برسوں سے حدیث پڑھا رہے تھے ان کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا مسیح اللہ خان

صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے حضرت شیخ سے بیعت کی درخواست کی اور حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ کے ساتھ اصلاحی باتوں پر مشتمل چند خطوط بھی دکھائے۔ حضرت نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور بیعت کے فوراً بعد خلافت عطاء فرمادی اس موقعہ پر دو اہم باتیں ارشاد فرمائیں۔

(۱) ایک تو یہ ارشاد فرمایا کہ اگر ایک باورچی بریانی پکائے اور کئی گھنٹے کی محنت کے بعد بریانی پکنے میں پندرہ منٹ رہ جائیں اور اس کا انتقال ہو جائے تو دوسرا باورچی پندرہ منٹ میں اس کو تیار کردے گا۔ یہ نہیں کہ وہ شروع سے محنت کرے گا۔ چونکہ مولانا کا ایک طویل عرصے سے مولانا مسیح اللہ خاں صاحب سے تعلق رہا ہے اس لئے میں نے فوراً خلافت دے دی۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ آج کھانا پکانے کے لئے کوکر ایجاد ہوا ہے جو بریانی لکڑی پر پانچ گھنٹے میں تیار ہوتی تھی وہ اب کوکر میں آدھ گھنٹے میں پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جو لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں وہ حسن ظن رکھیں کہ میرے بزرگوں کی دعاؤں اور ان کی جوتیوں کے صدقہ میں اگر اس فقیر کی روح میں اللہ تعالیٰ نے کوکر کی شان پیدا کردی ہو تو کیا تعجب ہے کہ تھوڑے وقت میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی بریانی روح کے اندر پک جائے۔

اس کے ساتھ ہی حضرت شیخ نے مفتی نور صاحب کو خلیفہ مجاز صحبت بنایا بعد میں خلیفہ مجاز بیعت فرمایا اور ان دونوں حضرات کو رنگون میں خانقاہی نظام چلانے کا ذمہ دار بنایا۔

چنانچہ الحمد اللہ! رنگون میں کام شروع ہو گیا اور اب ہر جمعہ کو عصر کے بعد وہاں پر اجتماع ہوتا ہے اور ذکر واذکار اور وعظ کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔

مجالس بروز اتوار، ۲۲ر فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر در مسجد رونق الاسلام

فجر کی نماز کے بعد حضرت نے مسجد رونق الاسلام میں اس سفر کا آخری وعظ

فرمایا۔آپ نے ارشادفرمایا کہ میں آپ حضرات کو چند وظیفے دیتا ہوں۔

''پہلا وظیفہ''

مہلک امراض سے حفاظت

ارشادفرمایا کہ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اسے عام طور پر چار بیماریاں پیش آتی ہیں فالج ، پاگل پن ، اندھا پن ، کوڑھ۔آج حدیث پاک کا ایک وظیفہ بتارہا ہوں جس کی برکت سے ان چاروں بیماریوں سے حفاظت رہے گی ۔اس وظیفہ کو فجر اور مغرب کے بعد تین تین دفعہ پڑھ لیا جائے تو ان شاء اللہ ان بیماریوں سے محفوظ رہے گا اور اس کی برکت سے گناہ چھوڑنے اور نیکی کی بھی توفیق ملے گی ۔ وہ وظیفہ یہ ہے ﴿ **سبحان اللّٰه العظيم و بحمده ولا حول ولا قوة الا باللّٰه** ﴾

حدیث شریف میں آتا ہے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جنت کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جنت دو وجہ سے ملے گی۔

(۱) ایک گناہ چھوڑنے سے۔

(۲) دوسرے نیکی کرنے سے۔

اس وظیفہ کی برکت سے ان دونوں باتوں کی توفیق ہو جاتی ہے اسی لئے اس کو جنت کا خزانہ فرمایا گیا۔

حدیث شریف میں آتا جب کوئی بندہ ﴿ **لا حول ولا قوة الا باللّٰه** ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اور انبیاء اور رسولوں کی روحوں کو بلا کر فرماتے ہیں ﴿ **اسلم عبدی و استسلم** ﴾

﴿ **اسلم عبدی** ﴾ کا معنیٰ محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے ﴿ **ای عبدی انقاد وترک العناد** ﴾ کہ میرے بندے نے سر تسلیم خم کر لیا اور نافرمانی چھوڑ دی۔

﴿ **واستسلم** ﴾ کے معنیٰ کیا ہے ﴿ **ای فوض عبدی امور**

الکائنات الی اللہ باسرھا﴾ کہ میرے بندہ نے تمام تر کام اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیئے۔ تو یہ کیا کم نعمت ہے کہ ہم زمین پر ﴿لاحول و لا قوۃ الا باللہ﴾ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں، انبیاء اور رسولوں کے درمیان ہمارا ذکر فرمائیں۔

"دوسرا وظیفہ"

سوء قضاء سے حسن قضاء

یہ وظیفہ تقدیر بدل دیتا ہے اور سوء قضاء کو حسن قضاء میں تبدیل کر دیتا ہے۔

﴿اَللّٰهُمَ اِنّی اَعوذُبِکَ مِنْ جَهْدِ الْبَلاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَ سُوْءِ القَضَاءِ وَ شمَاتَةِالا َعْدَاءِ﴾

ترجمہ:۔

جهد البلاء کی دو شرح کی گئی ہیں۔

(۱) ایسی مصیبت جس میں موت کی تمنا ہونے لگے۔ ایسی مصیبت سے اللہ تعالیٰ بچائے۔

(۲) اور دوسری شرح عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمائی کہ ﴿قلة المال و کثرة العیال﴾ (مال کم ہو اور اہل و عیال زیادہ ہوں)

بال بچوں کے ساتھ مال کی ضرورت

دوران بیان یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا و یمددکم باموال و بنین ....الخ﴾ (سورۃ نوح پ۲۹)۔ اور فرمایا ﴿استغفروا ربکم﴾ میں استغفار کا حکم دے کر جن نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اس میں مال کو مقدم فرمایا ہے اولاد پر۔ اور اس لئے مقدم فرمایا کہ کہیں میرے بندے گھبرا نہ جائیں کہ جب مال نہ ہوگا تو اولاد کو کیسے پالیں گے اور نبی کتاب اللہ کے اسلوب ہی

کی تقلید کرتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو جو دعا دی تھی اس میں فرمایا تھا ﴿اللّٰھم بارک فی مالہ وولدہ﴾ اے اللہ برکت فرما اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مال کی پہلے دعا دی۔ نبی ﷺ کی ہر بات کلام اللہ سے مقتبس ہوتی ہے۔ اسلوب نزول کی رعایت آپ ﷺ نے فرمائی۔

بحرِ مغفرت

حضرت شیخ نے ﴿استغفروا ربکم﴾ کی آیت پر ارشاد فرمایا یہ آیت بتاتی ہے کہ ہم سے خطائیں ہوں گی۔ اگر خطا نہ ہوتی تو معافی کا حکم نازل نہ ہوتا اور پھر ﴿انہ کان غفارا﴾ فرمایا کہ ہم سے معافی مانگنے کے بعد شک نہ کرنا کہ نہ جانے معاف ہوا یا نہیں۔ ﴿انہ کان غفارا﴾ میں ہمیں اپنی مغفرت کے عطا فرمانے کی یقین دہانی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔ یہ آیت فی معرض التعلیل نازل ہوئی ہے یعنی یہ معافی کی علت ہے۔ مثال یہ ہے کہ سمندر میں لاکھوں انسانوں کا پیشاب پاخانہ جاتا ہے لیکن ایک لہر آتی ہے اور سب بہا لے جاتی ہیں اور سمندر پاک رہتا ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر تو غیر محدود ہے تو اس کی ایک موج ہمارے گناہوں کو کس طرح بہا کر نہ لے جائے گی اور بھلا کس طرح معافی نہ ہوگی۔ مگر شرط معافی کی یہی ہے کہ معافی مانگو۔ ﴿استغفروا ربکم﴾ کا حکم خود بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو معاف کرنا چاہتا ہے۔ جب ابا اپنے بچہ سے کہے جلدی معافی مانگو تو سمجھ لو ابا معاف کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح ہمارا ربا ہم کو معاف کرنا چاہتے ہیں تب ہی ہم کو معافی مانگنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اگر معافی نہ دینی ہوتی تو استغفار کا حکم ہی نہ دیتے اور اسم ذات اللہ کے بجائے رب فرمایا کہ میں تمہارا پالنے والا ہوں اور پالنے والا جلد معاف کرتا ہے کیونکہ پالنے کی محبت ہوتی ہے۔

معاف کرنے کے خوگر بنو

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی معافی مانگے تو فوراً معاف کردو۔ فرمایا کہ جو معاف نہیں کرے گا وہ حوض کوثر پر نہیں آئے گا۔

ودرک الشقاء کا معنیٰ

''اور بدنصیبی نہ پکڑے'' اس میں مستقبل کی حفاظت مانگی ہے کہ ہماری قسمت آئندہ خراب نہ ہوجائے اب اسمیں ایک اشکال تھا کہ مستقبل کی تو حفاظت مانگی جارہی ہے لیکن پہلے ہی کوئی بدنصیبی لکھی ہو لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی سوء قضاء سے۔

و سوء القضاء کا معنیٰ

اے اللہ اگر ماضی کی تقدیر بری لکھی ہوئی ہے تو اس سے بچالے اور بری تقدیر کو اچھی تقدیر سے تبدیل فرما دیجئے۔ آپ خالق ہیں آپ فیصلہ پر حاکم ہیں مخلوق آپ کے فیصلہ کو نہیں بدل سکتی لیکن آپ خود بدل سکتے ہیں مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ اے خدا آپ اپنے فیصلہ پر حاکم ہیں فیصلہ آپ پر حاکم نہیں۔ تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے مستقبل کو بھی بچایا کہ آئندہ کوئی بدقسمتی نہ پکڑ لے اور ماضی میں کوئی فیصلہ ہمارے حق میں برا لکھا ہوا ہے تو اس فیصلہ کو اچھے فیصلہ سے بدل دیجئے۔ اب یہاں ایک علمی اشکال ہے کہ سوء قضاء میں قضا مصدر ہے جو معنیٰ میں اسم فاعل کے بھی ہوتا ہے اور اسم مفعول کے بھی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں قضاء بمعنیٰ مقضی اسم مفعول ہے۔ یہاں نسبت الی القضی نہیں نسبت الی المقضی ہے کیونکہ اللہ کی طرف سوء کی نسبت بے ادبی ہے۔ اور چوتھی دعا ہے۔

و شماتۃ الاعداء کا معنیٰ

اور کوئی حالت ایسی ہم پر نہ آئے جس سے دشمن کو ہم پر ہنسنے کا موقع ملے۔

(صبح اور شام تین تین دفعہ پڑھا جائے۔)

غیبت زنا سے بدتر

ارشاد فرمایا کہ غیبت میں اچھے اچھے لوگ مبتلا ہیں۔ اس کا گناہ زنا سے زیادہ ہے ﴿الغیبۃ اشد من الزنا﴾ غیبت زنا سے زیادہ بدتر ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ زنا سے بدتر کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زنا سے توبہ کرلے اور اللہ سے معافی مانگ لے تو معافی ہو جائے گی جس کے ساتھ گناہ کیا ہے اس سے معافی مانگنا ضروری کیا جائز بھی نہیں۔ اگر بندوں سے معافی مانگنا ضروری ہوتا تو اس میں بندوں کی بے عزتی تھی کہ جس سے زنا کیا ہے اس سے کہتا کہ معاف کرو تو سب پر راز کھل جاتا۔ تو زنا کو حق اللہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی عزت بچالی۔ اس کے برعکس غیبت حق العباد ہے۔ جس کی غیبت کی گئی ہے اگر اس کو علم ہو گیا کہ فلاں فلاں نے میری غیبت کی ہے تو غیبت کرنے والوں کو اس سے معافی مانگنا پڑے گی ورنہ معافی نہیں ہوگی۔

اور غیبت کے حرام ہونے کا ایک راز اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں ڈالا ہے اگر کسی باپ کا بیٹا نالائق ہو تو باپ اس کی پٹائی بھی کرتا ہے لعنت ملامت کرتا ہے لیکن اگر کوئی دوسرا اس کی برائی کرتا ہے تو ابا کو صدمہ ہوتا ہے یہ ابا کی محبت کی دلیل ہے تو غیبت کا حرام ہونا ربّا کی محبت کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ دوسرے میرے بندوں کی نالائقی کا تذکرہ کرکے انہیں ذلیل کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی کرم کا تعلق ہے اپنے بندوں کے ساتھ۔

غضِ بصر

ارشاد فرمایا کہ ہر نظر بچانے پر حلاوت ایمانی عطا ہوتی ہے۔ عام مسلمانوں کی عید تو سال میں دو دفعہ ہوتی ہے اور خدا کے عاشقوں کی عید ہر وقت ہے سڑکوں پر نظر بچاتے ہیں

اورحلوہ ایمانی کھاتے ہیں۔میں نے مفتی تقی عثمانی صاحب سے کہا کہ ٹرک پر لکھا ہوتا ہے فاصلہ رکھئے۔اسی طرح حسینوں سے بھی فاصلہ رکھئے اوراپنا یہ شعر سنایا ۔

مرے ایام غم بھی عید رہے
ان سے کچھ فاصلے مفید رہے

مولانا تقی عثمانی نے کہا کہ آپ کا یہ شعر بہت حسین ہے۔نظر بچانے سے نفس کوغم آیا اور قلب وروح کونوراور سرور ملا یہی وہ حلاوت ایمانی ہے جس کا حدیث قدسی میں وعدہ ہے۔نظر بچانے سے جوغم ہوتا ہےاس شعر میں میں نے اس کوتسلیم کیا ہے لیکن اسی غم کی بدولت قلب کوحلوۂ ایمانی عطا ہو جاتا ہے جس کی لذت کے سامنے آدمی اور زیادہ غم اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کیونکہ حلوۂ ایمانی اسی غم سے مل رہا ہے۔جس کے گھر میں دولت ہوتی ہے وہ دروازہ میں تالہ مضبوط لگا تا ہے۔آنکھوں کی حفاظت وہی کرتا ہے جس کے دل میں ایمان اور تعلق مع اللہ کی دولت ہوتی ہے اور جس کے گھر میں تالہ نہ لگا ہو یہ دلیل ہے کہ اس کے گھر میں مال نہیں ہے۔جو بدنظری کرتا ہے یہ دلیل ہے کہ اس کے دل میں نسبت مع اللہ کا مال زیادہ نہیں ہے۔ورنہ آنکھوں پر حفاظتِ نظر کا تالہ مضبوط لگا تا۔توفیق غض بصر دلیل دولت نسبت مع اللہ ہے اوراس کی توفیق نہ ہونا دلیل ہے کہ اس کا تعلق مع اللہ بہت کمزور ہے، جیسی محبت ہونی چاہئے ویسی نہیں ہے، ایمان تو ہے لیکن بہت ضعیف ہے ابھی نفس اس کواللہ تعالیٰ سے زیادہ پیارا ہے۔

خلاف شرع مونچھوں کا وبال

ارشادفرمایا کہ علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الدرالمنثور میں ایک حدیث نقل کی ہے۔حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو مونچھیں نہ رکھو ورنہ تمہاری بیویاں زنا میں مبتلا ہو جائیں گی۔اس کا راز یہی ہے کہ بڑی مونچھوں سے

عورتوں کو نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اہل اللہ کی محبت سے زیارت دلیل ولایت

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی گناہ گار کسی اللہ والے کو دیکھ کر خوش ہو اور اسے محبت کی نظر سے دیکھے تو یہ دلیل ہے کہ یہ کسی زمانہ میں اللہ والا ہونے والا ہے۔ فرمایا کہ مولانا جلال الدین رومیؒ نے اپنی مثنوی شریف میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حکیم جالینوس صبح کو ٹہل رہا تھا اسے ایک پاگل ملا اور حکیم کو دیکھ کر زور سے ہنسا اور خوش ہوا۔ حکیم جالینوس نے ٹہلنا موقوف کیا اور جلدی سے اپنے دواخانہ میں پہنچا اور اپنے نوکر سے کہا پاگل پن کی دواء لاؤ اور مجھے پلاؤ۔ نوکر نے کہا کہ حضور آپ کو پاگل پن نہیں ہے پھر آپ یہ دوا کیوں کھا رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ آج ایک پاگل مجھے ملا اور مجھے دیکھ کر وہ خوش ہوا یہ دلیل ہے کہ میں بھی کچھ پاگل ہوں، کچھ اثرات پاگل پن کے میرے اندر موجود ہیں جس کی وجہ وہ اپنے ہم جنس کو دیکھ کر خوش ہوا۔

حضرت نے فرمایا کہ جو گنہگار اللہ والوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے یہ دلیل ہے اس کے اندر اللہ کی محبت کا کوئی ذرہ ہے، کسی وقت یہ پوشیدہ مادہ رنگ لائے گا اور یہ اللہ والا ہو جائے گا اس لئے جو اللہ والوں کے پاس بیٹھے چاہے اس کے داڑھی ہو یا نہ ہو اس کو حقیر نہ سمجھو، اس کا بیٹھنا دلیل ہے کہ اس کے دل کے اندر کوئی ذرہ محبت ہے جو اس کو اہل اللہ کا ہم نشین بنائے ہوئے ہے۔

تمام عالم کے اولیاء اللہ کی دعائیں لینے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ کعبہ شریف اور مسجد نبوی اور سارے عالم میں اولیاء اللہ جو دعائیں مانگ رہے ہیں وہ آپ کو یہاں وطن میں مل جائیں گی اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ایک مٹھی داڑھی رکھ لیں، اور پاجامہ لنگی ٹخنہ سے اوپر رکھیں اور سر پر انگریزی بال نہ رکھیں اور بڑی بڑی مونچھیں نہ رکھیں باریک کرالیں تو آپ کی وضع صالحین کی ہو گئی۔

اب سارے عالم کی دعائیں بلا درخواست آپ کو ملیں گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہر ولی اللہ نماز میں التحیات میں ﴿السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین﴾ پڑھے گا جس کے معنیٰ ہیں کہ اے اللہ ہم کو سلامتی عطا فرما اور پورے عالم میں جتنے صالحین بندے ہیں ان کو بھی سلامتی عطا فرما تو جب آپ صالحین میں شامل ہو گئے تو آپ کو خود بخود روزانہ پانچوں وقت یہ دعا ملے گی۔ لہٰذا صالح بن جاؤ سارے عالم کی دعا بلا درخواست ملے گی۔ جیسا ظاہر ہوتا ہے ویسا ہی باطن بنتا ہے۔ گدھی کے پیٹ میں پہلے گدھے کا اسٹرکچر بنتا ہے پھر اس میں گدھے کی روح آتی ہے۔ بس اگر ہم اولیاء اللہ کا اسٹرکچر بنالیں تو اولیاء اللہ کی روح آجائے گی۔

مجلس بوقت چاشت

رنگون کی قیام گاہ پر سفر کی آخری مجلس

ابتداء دلیل برانتہا

چونکہ شام کو روانگی تھی اس لئے بہت سے احباب قیام گاہ پر جمع تھے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے ان کے افادہ کے پیشِ نظر چند باتیں ارشاد فرمائیں فرمایا کہ ابتدائی منزل اپنی انتہائی منزل کی غماز ہوتی ہے، ہر ابتداء اپنے انتہاء کے اثرات رکھتی ہے، جس طرح املی کے پودے کے پتے میں اس ذائقہ کا کچھ اثر ہوتا ہے جو چند سال بعد تن آور درخت بننے پر املی کے پھل کا ہوگا۔ ہر شے کی ابتدائی حالت اس کی انتہائی حالت کی غمازی کرتی ہے۔ چونکہ بدنظری زنا کا مقدمہ ہے اور بدنظری کی آخری منزل زنا ہے لہٰذا اس کی ابتداء میں آخری منزل کی نحوست کے اثرات ہوتے ہیں لہٰذا بد نظری کرنے والے کے چہرہ پر زنا کے اثرات ظلمت، ملعونیت، نحوست اور بدبو ہوتی ہے۔ جبکہ عاشق مولیٰ کے چہرے پر نور کے اثرات ہوتے ہیں کیونکہ اس کی آخری منزل اللہ تعالیٰ ہے جو کہ نور ہے حضرت عثمان غنیؓ نے بدنظری کرنے والے کی آنکھ سے

زنا کے اثرات محسوس کر لئے تھے حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا تھا بدنظری کی تھی۔

عشق مولیٰ کا پیٹرول

ارشاد فرمایا کہ انسان میں مادہ عشق بمنزل سنکھیا کے ہے۔ اگر اس کو کچا استعمال کیا جائے تو ہلاکت کا سبب ہے اور اگر کشتہ کر کے کھایا جائے تو ذریعہ تندرستی و توانائی ہے۔ اسی طرح اس مادہ عشق کو اگر لیلیٰ کے لئے استعمال کیا جائے تو سبب مصیبت اور بربادی ہے اور اگر عشق کو مولیٰ کیلئے استعمال کیا جائے تو سبب قرب اور بلندی ہے۔ مادہ عشق تو پڑول ہے اگر اس کو غلط استعمال کیا تو یہ بت خانہ لے جائے گا اور اگر صحیح استعمال کیا تو کعبہ شریف پہنچا دے گا۔ اگر عشق کو غلط استعمال کیا تو لیلاؤں کی مردہ لاشوں پر فدا ہو جائے گا اور صحیح استعمال اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا اور یہ پٹرول خون آرزوئے حرام اور خون حسرت سے پیدا ہوتا ہے۔ جب گناہ کا تقاضا ہو حسینوں کو دیکھنے کو دل چاہے تو دل کا خون کر لے تو ایک اسٹیم پیدا ہوگی جس سے بندہ اللہ تعالیٰ تک اڑ جاتا ہے۔

بڑھ گئی بے کلی

ارشاد فرمایا کہ انسان چار عناصر کا مرکب ہے۔

۱۔آگ ۲۔پانی ۳۔مٹی ۴۔ہوا

اور یہ چاروں عناصر متضاد ہیں۔ روح ان عناصر کو تھامے ہوئے ہے جب روح نکل جاتی ہے تو سب اپنے مستقر میں چلے جاتے ہیں اب جتنی روح تگڑی ہوگی اتنا عناصر کا جوڑ بھی مضبوط ہوگا۔ جب کوئی بدنظری کرتا ہے اس کی روح کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کا کنٹرول عناصر متضاد پر بھی کمزور ہو جاتا ہے جب مرکز کمزور ہوتا ہے تو صوبوں میں بغاوت ہو جاتی ہے پھر آنکھیں کان ناک سب اللہ کی مرضی کے خلاف چلتے ہیں اور جس حسینہ یا حسین کو دل دیتا ہے تو اس کے چار عناصر متضاد کا بار بھی اس

کے قلب پر آجاتا ہے، اب آٹھ عناصر متضاد کا باراس پر پڑ گیا۔ روح نافرمانی سے پہلے ہی کمزور ہوگئی لہٰذا عناصر متضاد پر اس کا کنٹرول ختم ہو جاتا ہے اور روح بے چینی و اضطراب اور بے کلی وانتشار میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

می دہد یزداں مراد متقیں

رنگون سے ڈھاکہ سفر کی ٹکٹیں (OK) او۔کے کرانے کی ذمہ داری حافظ ایوب صاحب نے لی انہوں نے روانگی والے دن اتوار کو صبح یہ بتلایا کہ ٹکٹیں او۔کے ہوگئی ہیں اور فلائٹ کا وقت شام ۵ بج کر ۵۵ منٹ پر ہے اور یہی رنگون میں مغرب کا وقت تھا۔ فلائٹ کا وقت سن کر پریشانی ہوئی کیونکہ نہ رنگون میں نماز پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی ڈھاکہ میں نماز کا وقت مل سکتا تھا۔ حضرت شیخ کو اطلاع کی گئی اور مغرب کی نماز کی بابت عرض کیا گیا تو حضرت نے فرمایا خدا کرے کہ جہاز لیٹ ہو جائے اور ہم جماعت سے مغرب کی نماز پڑھ لیں۔ جب ہم حضرت کے کمرہ سے باہر آئے تو میں نے حافظ ایوب صاحب سے کہا کہ انشاء اللہ ضرور جہاز لیٹ ہوگا چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین بندوں کی بات ضرور پوری فرماتے ہیں۔ انہوں نے بندہ کی بات پر حیرت کا اظہار کیا۔ بہرحال یہ طے ہوا کہ وہ تین بجے احباب اور سامان کو ائیرپورٹ پر لیجائیں گے لیکن وہ پانچ بجے تک نہیں آئے پانچ بجے کے بعد آئے اور بندہ کو دیکھ مسکرائے اور کہا کہ مولانا آپ کی بات تو سچی ہوگئی فلائٹ کا ٹائم رات پونے نو بجے ہوگیا ہے اسی کے بارے میں مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں۔

می دہد یزداں مراد متقین

کہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کی مراد پوری فرماتے ہیں۔

رنگون ایئرپورٹ پر

احباب نے مغرب کی نماز ایئرپورٹ کے قریب مسجد میں پڑھی اور حضرت

شیخ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد تشریف لائے۔ الوداع کہنے والوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ پاسپورٹ اور سامان کلیئرنس کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہوگیا۔ حضرت شیخ نے اور کراچی کے احباب نے ایئر پورٹ پر آنے والے دوستوں سے الوداعی ملاقات کی شدت غم فراق اور صدمہ ہر ایک کے چہرہ سے عیاں تھا ہر آنکھ پرنم تھی ہر سانس حسرت بھری تھی حضرت شیخ اور احباب بھی مغموم تھے۔ اہل رنگون نے جس والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کیا وہ نا قابل فراموش ہے۔ وہ یقیناً ان کی طلب اور تڑپ کا ثبوت اور خداطلبی کی دلیل تھی۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ فرماتے ہیں ؎

انہیں کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

رنگون سے ڈھاکہ روانگی

ائیر پورٹ پر آنے کے بعد تقریباً پون گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ اور پونے نو بجے بنگلہ دیش ائیر لائنز کے بوئنگ جہاز پر سوار ہوئے، جہاز رنگون سے روانہ ہوا۔ جس وقت جہاز پر سوار ہو رہے تھے اس وقت بھی لوگ ایئر پورٹ کے جنگلے سے ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہہ رہے تھے جہاز رنگون کی افسردہ فضاؤں کو پیچھے چھوڑتا ہوا ایک گھنٹہ اور پینتیس منٹ میں ڈھاکہ ایئر پورٹ پر پہنچا۔

﴿ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم﴾ (آمین)

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (القرآن)

ترجمہ:- اور سچوں کے ساتھ رہو۔

سفرنامہ ڈھاکہ (بنگلہ دیش)

فروری، مارچ ۱۹۹۸ء

مرتبہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا الشاہ **جلیل احمد اخون** صاحب دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ حکیم الامتؒ، جنوبی گیٹ جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر

☎ 063-2272121

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ
مبارک تجھے یہ قیامِ مدینہ

بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
ترا کیف اے خوش خرامِ مدینہ

مدینے کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
ہو مدِّنظر احترامِ مدینہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ

نگاہوں میں سلطانیت ہیچ ہوگی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ

ہو آزاد اخترؔ غمِ دو جہاں سے
جو ہو جائے دل سے غلامِ مدینہ

سفر نامہ ڈھاکہ (بنگلہ دیش)

ڈھاکہ ائیر پورٹ پر

بروز سوموار ۲۳ رفروری ۱۹۹۸ء رات کو تقریباً ۱۱ بجے ڈھاکہ ائیر پورٹ پر جہاز اترا، حضرت والا دامت برکاتہم کے بعض متعلقین جو بڑے سرکاری عہدوں پر فائز تھے اور ائیر پورٹ کا عملہ آپ کے استقبال کیلئے VIP لاؤنج میں موجود تھا۔ حضرت والا دامت برکاتہم اور احباب جلد ہی انٹری کی ضروری کاروائی سے فارغ ہو کر باہر تشریف لے گئے، ائیر پورٹ کے باہر علماء، صلحاء اور مریدین کا ایک بہت بڑا جم غفیر تھا۔ حضرت والا دامت برکاتہم جونہی باہر تشریف لے گئے وہ حضرات آپ کے دیدار کیلئے دیوانہ وار ٹوٹ پڑے جنھیں سنبھالنا مشکل ہو گیا ہر ایک عجیب وغریب جوش و خروش سے سرشار تھا یہاں تک کہ آپ کو کار تک پہنچانے کیلئے پولیس طلب کرنا پڑی، جنہوں نے بحفاظت آپ کو موٹر تک پہنچایا۔ حضرت والا دامت برکاتہم نے اس ہنگامہ خیزی پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور آئندہ کیلئے استقبال یا الوداع کے موقع پر ائیر پورٹ پر جانے کیلئے سوائے چند لوگوں کے باقی پر پابندی لگا دی یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے ، برما اور بنگلہ دیش کی زمین، موسم اور بود و باش ایک ہی طرح کی ہے۔ لیکن مزاجوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے بنگلہ دیش میں پر جوش محبت اور برما میں باہوش محبت۔

حبیب احمد صاحب کے مکان پر

ائیر پورٹ سے حضرت والا دامت برکاتہم اپنے ایک دیرینہ دوست حبیب احمد صاحب جو بنگلہ دیش کے بڑے تاجر اور کاروباری ہیں ان کے مکان پر پہنچے، انہوں نے مہمانوں کیلئے رات کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا وہاں پر علماء اور مشائخ کی بڑی تعداد نے حضرت والا دامت برکاتہم سے ملاقات کی۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ڈھالکہ نگر آمد

حبیب احمد صاحب کے ہاں سے رات گئے حضرت والا دامت برکاتہم کے خلیفہ حاجی دلاور صاحب دامت برکاتہم کی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ دھوپ کھلا میدان ڈھالکہ نگر (ڈھاکہ) پہنچے حاجی دلاور صاحب نے جوکہ لوہے کے بڑے تاجر ہیں اپنے ذاتی مصارف سے دو منزلہ خانقاہ بنائی ہے نیچے ایک بہت بڑا ہال ہے اور دو خاص کمرے ہیں ایک میں حضرت والا دامت برکاتہم کا قیام تھا اور دوسرے میں حضرت کے خادم سید عشرت جمیل عرف میر صاحب دامت برکاتہم تھے۔ باقی احباب اور بنگلہ دیش کے دیگر مقامات سے آئے ہوئے علماء ومشائخ کو پہلی منزل پر ٹھہرایا گیا۔ دلاور صاحب نے مہمانوں کیلئے بڑا شاندار انتظام کیا ہوا تھا۔ ہر قسم کی آسائش اور راحت کے سامان مہیا کئے تھے۔ جزاہ اللہ واحسن الجزاء (آمین)

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی مجالس

عام طور پر روزانہ دو مجلسیں ہوتی تھیں۔ ایک فجر کے بعد اور دوسری مغرب کے بعد، اور کبھی کبھی عصر کے بعد بھی مجلس ہو جاتی تھی، ان مجالس میں خانقاہ کا ہال باوجود وسعت کے تنگ پڑ جاتا تھا اور مغرب کے بعد کی مجلس میں تو باہر سڑک تک مجمع پہنچ جاتا تھا۔ اور فجر کے بعد کبھی مجلس خانقاہ کے باہر رمنا پارک یا لب دریا بھی ہوا کرتی تھی فجر کے بعد کی مجلس دن کے گیارہ گیارہ بجے تک بھی دراز ہو جاتی تھی۔ اسی طرح مغرب کے بعد کی مجلس بھی ساڑھے دس، گیارہ بجے تک چلتی تھی اور عصر کے بعد عام طور پر حضرت کے بنگلہ دیش کے خلفاء بنگلہ زبان میں حضرت والا دامت برکاتہم کے ملفوظات اور مواعظ بیان کیا کرتے تھے باقی اوقات میں خاص طور پر ظہر کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کے حجرہ مخصوصہ مین مجلس لگ جایا کرتی تھی اس میں مخصوص احباب ہوتے تھے اور حضرت والا دامت برکاتہم بہت وقیع اور اہم باتیں بیان فرمایا

کرتے تھے۔ ڈھاکہ کے قیام کے دوران حضرت والا دامت برکاتہم کی طبیعت چند دن ناساز ہوگئی اس وقت مغرب کے بعد کی مجلس میں حضرت والا دامت برکاتہم کے خلفاء بیان کرتے تھے اور اکثر اس فقیر کی ڈیوٹی لگتی تھی، کبھی ایسا بھی ہوا کہ بندہ کے بیان کے دوران حضرت والا دامت برکاتہم اپنے کمرے سے اسٹیج پر تشریف لے آئے اور بیان شروع فرمادیا اور فرمایا میری طبیعت تو خراب تھی بیان پہ آمادہ نہ تھی لیکن مولانا کا بیان سن کر مجھے جوش آگیا اور فرمایا کہ جان بچانے کیلئے نہیں ہے بلکہ لگانے کیلئے ہے اور پھر کئی گھنٹے علم وعرفان کی بارش برسائی۔

مجلس بعد نماز ظہر در حجرہ شریفہ

سنجیدگی وخندیدگی

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سنجیدگی علامت کبر ہے جبکہ خندیدگی علامت فنائیت ہے۔

بندہ کی تحسین اور نصیحت

ارشاد فرمایا کہ مولانا جلیل نے میرے ساتھ پہلا غیر ملکی سفر کیا ہے اور انھیں بے حد فائدہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بھی کھول دی ہے آداب شیخ اور مریدین کے متعلق میری باتیں خوب نقل کرتے ہیں جس سے سامعین کو بہت نفع ہوتا ہے، رنگون میں بیان کیا تو لوگوں نے بہت تعریف کی اور کبر کا بھی انشاء اللہ اندیشہ نہیں، بس یہ شعر پڑھ لیا کرو۔

ہم ایسے رہے کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

غلام کی قیمت غلام نہیں لگاتے بلکہ مالک لگاتا ہے اس لیے چند غلاموں کے سلام کرنے سے اپنی قیمت نہیں لگانی چاہیے۔

مجلس بعد نماز مغرب در خانقاہ

نماز با جماعت میں شرکت سے عذر

ارشاد فرمایا کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اگر عذر کیوجہ سے کوئی شرکت نہ کر سکے تو مجبور ہے پھر خود شرکت نہ کرنے کا عذر بیان فرمایا اور فرمایا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ پیر پر جماعت واجب نہیں، میں عذر کیوجہ سے مسجد نہیں جا پاتا اور خانقاہ میں ہی نماز پڑھ لیتا ہوں یاد رکھو! کہ پیر پر جماعت بھی واجب ہے اور پیر پر پردہ بھی واجب ہے۔

مرید ہونے کا مقصد

ارشاد فرمایا کہ مرید ہونیکا مقصد کیا ہے؟اور پیر کی صحبت کیوں ضروری ہے ؟اس مقصد کو قران مجید نے بیان فرمایا ﴿یا ایھاالذین امنو اتقو اللّٰہ و کو نو مع الصادقین﴾ اے ایمان والو! تقوی اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اگر تقوی اختیار نہ کیا تو بندے تو رہو گے لیکن گندے رہو گے، لہٰذا ہر قسم کا گناہ چھوڑ دو، ولی اللہ بن بن جاؤ گے ورنہ دوستی کے قابل نہ رہو گے۔ حرام خوشیاں حاصل کرنا گدھا پن ہے مالک کو ناخوش کرنا کمینہ پن ہے اگر گناہ نہیں چھوڑنا ہے تو اس کے رزق کو ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ جس کا کھاؤ اس کا گاؤ۔ اس تقویٰ کا حصول اہل اللہ کی صحبت سے ہوگا اور اتنا رہو کہ ان جیسے ہو جاؤ اگر شیخ کے ساتھ رہنے کے باوجود تقویٰ نہ ملا اور تمھاری میخ قابو میں نہیں ہے تو یہ تمھاری چوری کی علامت ہے کہ چھپ چھپ کہ چوری کرتے ہو ایسا شخص صورت صالحین میں ڈاکو ہے آج سے ارادہ کرلو کہ نہ کسی عورت کو دیکھو گے اور نہ امرد کو نہ چھوٹی ڈاڑھی والے کسی حسین کو، جیسا کہ علامہ شامی نے لکھا کہ بعض فاسق ہلکی داڑھی والے سے حرام کاری کا شوق رکھتے ہیں بنسبت امردوں کے، اہل مدارس، اساتذہ اور خانقاہ کے خدام کو بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

گناہ کے تقاضے

تقویٰ تو گناہ کے تقاضوں پر ملے گا کیونکہ تقویٰ نام ہے ﴿ کف النفس عن الھوی ﴾ کہ نفس کو روکنا حرام خواہشوں سے خواہشیں پیدا ہونگی تو روکی جائیں گی اگر کوئی شخص جنگل میں رہتا ہے اس میں ہوی ہی نہیں تو متقی کیسے بنے گا۔ اسلئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ﴿ لا رھبانیہ فی الاسلام ﴾ کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ پھر فرمایا۔

نہیں ناخوش کریں گے رب کو تیرے کہنے سے اے دل
اگر یہ جان جاتی ہے تو خوشی سے جان دیدیں گے

حضرت تھانویؒ کو ایک شخص نے سرمہ پیش کیا آپ نے فرمایا کہ اس کے اجزاء بتاؤ تا کہ میں اپنے معالج سے مشورہ کروں تو اس نے کہا کہ یہ مفت کا ہے پھر آپ کیوں تحقیق فرماتے ہیں تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ تیرا سرما تو مفت کا ہے میری آنکھ تو مفت کی نہیں اسی طرح اگر کوئی مفت میں دعوت گناہ دے تو اسے کہہ دو کہ تیرا مزا تو مفت کا ہے میرا ایمان تو مفت کا نہیں۔

مجالس بروز منگل، ۲۴ رفروری ۱۹۹۸ء

مولانا روح الامین کے مکان پر

مولانا روح الامین صاحب جو کہ بنوری ٹاؤن کے فارغ التحصیل ہیں اور ایک بہت بڑے علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں اور حضرت والا کے خلیفہ مجاز ہیں انکی دعوت پر ناشتے کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم مع احباب وہاں تشریف لے گئے۔

مقتدیٰ کیلئے احتیاط کا مشورہ

حضرت والا دامت برکاتہم نے مولانا نورالامین کے گھر تکیہ پر تصاویر دیکھ

کر فرمایا کہ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ مقتدیٰ کو بعض ایسی جائز چیزوں سے بھی اجتناب اور احتراز کرنا چاہیے جس سے عوام فتنے میں مبتلا ہو جائیں اور فرمایا کہ صحابہؓ کے زمانے میں لوگ سلیم الطبع تھے ان سے فتنے کا اندیشہ نہیں تھا جسطرح مسئلہ لکھا ہے کہ ۳۶×۳۶ فٹ والی مسجد میں ایک صف کے بعد مصلی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے لیکن میں منع کرتا ہوں تا کہ لوگ فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔

فقہی مسائل میں شیخ سے اختلاف کا حکم

مجلس میں جھینگے کے جواز اور عدم جواز کی بحث چل نکلی اور بنگلہ دیش کے علماء آپس میں حضرت والا دامت برکاتہم کے سامنے بحث ومباحثہ کرنے لگے جو کہ مناسب نہیں، پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت پھولپوریؒ سے کسی نے کہا کہ حضرت تھانویؒ نے جھینگے کو جائز لکھا ہے تو آپ کیوں نہیں کہتے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس مسئلے میں حضرت عبدالحئی فرنگی محلی کی اتباع کریں گے پیٹ کے مسائل میں پیر کی اتباع نہیں کریں گے بلکہ متفق علیہ سمندری جانور کھائیں گے۔ پھر حضرت اقدس الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ پیر کی اتباع کھانے پینے کی چیزوں میں نہیں ہوتی بلکہ روحانی مسائل میں ہوتی ہے شاہراہ اولیاء کا مسلک نہ ترک کرو ورنہ ڈاکو لوٹ لیں گے اور ہر جائز بات پر عمل کرنا واجب بھی نہیں پھر حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ نے فرمایا کہ حضرت تھانوی نے اچکن بھی پہنا ہے لیکن میں نہیں پہنتا، اس لیے کہ حکیم الامت سلطان العلماء تھے بادشاہ کی نقل چپڑاسیوں کو نہیں کرنی چاہیے پھر حضرت پھولپوریؒ نے فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ اعلیٰ لباس پہنتے تھے اور حضرت نانوتویؒ سادہ لباس پہنتے تھے کسی نے حضرت گنگوہی پر اعتراض کیا تو حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ حضرت گنگوہی پر شاندار لباس میں بھی عبدیت اور فقر غالب رہتا ہے اور اگر ہم پہن لیں تو کبر آجائے پھر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اوجھڑی کھانا

اگر چہ جائز ہے ہے مگر مجھے تبعاً تنفر ہے اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ اور حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ بھی نہیں کھاتے تھے۔ پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جھینگے کے حرام، حلال میں اختلاف ہے لیکن اس کی تجارت بالاتفاق جائز ہے۔

طب کا چٹکلہ

حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ قوت باہ کیلئے راہو مچھلی کا سر بہت مفید ہے اور اس کا مغز مادہ منویہ کی طرح ہوتا ہے اس مچھلی کی طاقت اس کے سر میں ہوتی ہے اس لیے یہ پانی میں بہاؤ کے مخالف چلتی ہے۔

نفس کی تعریف

نفس کیا چیز ہے؟ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ نفس روح اور جسم کے درمیان ہوتا ہے اگر روحانیت کا غلبہ ہو جائے تو نفس نفیس اور منور ہو جاتا ہے اگر گناہ کرتا ہے تو کثیف ہو جاتا ہے۔ اور حضرت تھانویؒ نے نفس کی تعریف یوں فرمائی ہے خواہشات طبعیہ غیر شرعیہ کو نفس کہتے ہیں۔

شیخ سے استفادہ میں لاپرواہی

ارشاد فرمایا کہ جو بیٹا باپ کی زندگی میں نہیں کماتا بلکہ باپ کی کمائی پر تکیہ کرتا ہے تو اسے باپ کے مرنے کے بعد پچھتانا پڑتا ہے اسطرح جو مرید شیخ پر تکیہ کرتے رہتے ہیں جب شیخ فوت ہو جاتا ہے تو پھر انہیں ہوش آتا ہے لیکن پھر کچھ نہیں ہوسکتا۔

اڑ گئی چڑیا رہ گیا پر ہاتھ میں

اسلئے شیخ کی زندگی میں تزکیہ کروالو۔

اچانک نظر سے بھی احتیاط

اچانک نظر اور غیر شعوری نظر بازی سے بھی بچو یہ بھی نقصان دہ ہے۔ جس

طرح کوئی گلاب جامن میں جلاب گھوٹا ڈال دے تو گناہ تو نہ ہوگا لیکن ہگنا تو پڑے گا۔ پھر فرمایا کہ سفر میں ذکر میں مشغول رہو اور آنکھیں بند رکھو جس کو مولیٰ کا سہارا حاصل نہیں وہ لیلیٰ کا سہارا لیتا ہے۔

مجلس بعد نماز مغرب

ندامت کے آنسو

ارشاد فرمایا کہ جب آندھی چل رہی ہو تو کچھ نہ کچھ کپڑا گندا ہو ہی جاتا ہے لہٰذا اسے جلد ہی دھونا چاہیے دھلا ہوا پہن لے اسطرح اپنی آبرو بچا سکتا ہے۔ اسطرح اس زمانے میں بے پردگی بہت ہے، تصاویر بہت زیادہ ہیں او نچے درجے کا ولی ہی اپنی آنکھیں بند کر کے رکھے گا۔

ایک مضمون سکھلاتا ہوں جس سے روح مجلی اور مصفی رہے گی کہ ندامت کے ساتھ استغفار کرتے رہو، اس سے معافی ہوتی رہے گی اور اس کی ضمانت یہ ہے کہ اگر معاف کرنا نہ ہوتا تو ﴿استغفروا﴾ کا حکم نہ دیتے اللہ تعالیٰ نے خود ہی سکھلا دیا کہ ربّا کہہ کر معافی مانگ لو۔ اور ﴿انہ کان غفارا﴾ کہہ کر دلیل بالائے دلیل دے دی یہ جملہ خبریہ فی معرض تعلیل ہے۔

مومن کی منحوس گھڑی

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ مومن کی وہ گھڑی بڑی منحوس ہے جس میں وہ اللہ کو ناراض کرتا ہے۔

مجالس بروز بدھ، ۲۵ رفروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر در خانقاہ

دل کا مزاج اور ہماری ذمہ داری

ارشاد فرمایا کہ دل کا مزاج لٹکنا ہے یہ کہیں نہ کہیں لٹکے گا۔ اس کی دلیل بخاری شریف کی حدیث ﴿وقلبه معلق بالمساجد﴾ کہ وہ شخص عرش کے سائے تلے ہوگا جس کا دل مساجد سے لٹکا ہوا ہوگا، جب گھر سے لٹکے گا تو گھر والے کے ساتھ کس قدر تعلق ہوگا۔ لہٰذا اللہ والوں کے ساتھ جڑ جاؤ شیخ کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ شیخ کو دیکھنا گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے یہ باتیں انھیں سمجھنا آسان ہے جو عشق مجازی کی چوٹ کھا چکے ہیں یا اس کا ذوق رکھتے ہوں پھر ان کا عشق، عشق الٰہی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

حضرت میر عشرت جمیل صاحب کا بندہ کے بارے میں حسن ظن

حضرت میر عشرت جمیل صاحب نے بندہ سے فرمایا کہ آپ کی مثال تو اس شعر کی ہے۔

لی حبیب انه یشوی الحشا

لو یشاء یمشی علی عینی مشا

ترجمہ:۔ میرا ایک دوست ہے جو میرے دل کو جلاتا ہے اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے تو چل سکتا ہے۔

مجلس در رمنا پارک بوقت چاشت

رمنا پارک ڈھاکہ کا بڑا مشہور اور مرکزی پارک ہے کئی ایکڑوں پر پھیلا ہوا ہے نہایت خوبصورت ہے بڑے بڑے نایاب قسم کے پودے اور درخت اس میں اگائے گئے ہیں فجر کے بعد تفریح کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد وہاں سیر و سیاحت کرتی ہے حضرت والا دامت برکاتہم بھی ڈھاکہ کے قیام کے دوران کبھی کبھی مع احباب تشریف لے جاتے تھے اور وہاں گھنے درختوں کے سائے میں سبزہ پر چٹائیاں بچھا دی

جاتی تھیں اور حضرت والا دامت برکاتہم کرسی پر تشریف فرما ہو جاتے تھے سالکین کی بہت بڑی تعداد جمع ہو جاتی تھی۔ بروز بدھ ۲۵ رفروری ۱۹۹۸ء جب پہلی مرتبہ پارک میں تشریف لے گئے تو اس مجلس میں حضرت والا دامت برکاتہم نے جو قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں وہ حاضر خدمت ہیں۔

شیخ سے نفع کی شرط

ارشاد فرمایا! کہ شیخ سے نفع کیلئے جہاں شیخ سے عشق ومحبت شرط ہے وہاں ایک شرط یہ بھی ہے کہ غیر شیخ کو مت چاہو اگر غیر شیخ عالم ہے یا مفتی ہے تو اس سے مسائل تو ضرور پوچھو لیکن اس کی مجلس میں مت جاؤ، یہ محبت اور غیرت کے خلاف ہے۔ شیخ زندہ ہو تو دوسروں کے پاس مت بیٹھو۔ ایک کٹ آؤٹ ہونا چاہیئے تاکہ پاور ہاؤس سے پوری بجلی ملے دوسروں کے پاس جانے کو دل چاہنا شیخ سے محبت کی کمی کی علامت ہے۔

حضرت والا دامت برکاتہم کا اپنے شیخ سے تعلق

ارشاد فرمایا کہ پھولپور (الہ آباد) میں میری تعلیم کے زمانے میں بڑے بڑے جلسے ہوتے تھے لیکن میں کسی جلسے میں نہیں جاتا تھا بلکہ اپنے شیخ کے پاس رہتا تھا۔ اور مجھے ایسے لگتا تھا جیسے میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں مجھے یہ بات نہ تو کسی نے سمجھائی تھی اور نہ ہی شیخ نے بتلائی تھی لیکن...... ۔

محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت

جب میں مڈل پڑھ رہا تھا تو گاؤں والے ایک شعر پڑھتے تھے۔

اللہ اللہ کیا مزا مرشد کے مے خانے میں ہے
دونوں عالم کا مزا بس ایک پیمانے میں ہے

کئی کئی ماہ ہو جاتے شیخ کے علاوہ کسی کی صورت دکھائی نہ دیتی حضرت

والا دامت برکاتہم نماز پڑھاتے اور میں تکبیر کہتا تھا اور تیسرا آدمی نہ ہوتا تھا اور ذرا طبعیت نہ گھبراتی تھی۔ شیخ کی اللہ اللہ سنتا تو حاصل دو جہاں پا جاتا تھا۔ جب منزل ایک ہے تو رہبر بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔

شیخ سے تعلق میں نیت

ارشاد فرمایا کہ شیخ اور پیر و مرشد سے اللہ حاصل کرنے کا ارادہ بھی کرو جیسا کہ قرآن مجید نے حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں فرمایا ﴿یریدون وجهه﴾ وہ لوگ اللہ کو مراد بناتے ہیں اگر دل میں اللہ کا ارادہ نہیں تو دل خالی ہے اور خالی گھر میں ہر ایک گھس جاتا ہے علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں جو صاحب نسبت نہیں وہ پاگل کتے کی طرح ہے جو اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے۔

ڈھیلوں پر مرنے والا

ارشاد فرمایا! کہ مولانا جلال الدین رومی ارشاد فرماتے ہیں۔

ہم چوں فرخ میل او سوئے سماء
منتظر بنہادہ دیدہ بر ہوا

پرندے کا بچہ پیدا ہوتے ہی اوپر دیکھتا ہے اور اس کے پر اُگتے ہیں کیونکہ اس نے اُڑنا ہوتا ہے جن جانوروں نے اڑنا نہیں ہوتا وہ نیچے دیکھتے ہیں اسطرح جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ولی بنانا ہوتا ہے اسکے دل میں جذبات ولایت پیدا کرتا ہے پھر وہ مٹی کے بتوں پر نہیں مرتا۔ مٹی کے ڈھیلوں پر عاشق ہونے والا خود بھی ڈھیلا ہو جاتا ہے، اعمال میں بھی ڈھیلہ ہو جاتا ہے ان سے نظر بچا کر پٹرول حاصل کرو ہم جنس سے بچنے سے جو تکلیف ہوگی اس غم سے اللہ ملتا ہے اللہ تعالیٰ بندوں کے مزاج سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ حسینوں کو دیکھ کر پاگل ہو جائیں گے اس لئے ﴿یغضوا من ابصار﴾ ہم کا حکم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس جل جلالہ

ارشاد فرمایا ! کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مرغوب ہے اور بندے راغب ہیں اورا س کی دلیل قرآن میں ﴿الی ربک فارغب﴾ کہ اپنے رب کی طرف رغبت کروا ور حضرت یوسف کا قول ہے ﴿رب السجن احب الی﴾ کہ مجھے آپ کے راستے کے جیل خانے زیادہ محبوب ہیں میں مرادآباد میں حضرت مولانا شاہ پرتاب گڑھی ؒ کے سامنے یہ مضمون پیش کیا کہ اس آیت پر جس کے راستے کے جیل خانے محبوب ہیں بلکہ احب ہیں انکے راستے کے گلستان کیسے ہونگے ، حضرت پرتاب گھڑی سن کر مست ہوگئے مجھے تو اللہ کی رحمت سے اللہ کا راستہ ایسے نظر آتا ہے جیسے آفتاب۔ بندے کیلئے اکیلا مولیٰ کافی ہے قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ﴿الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ﴾

دعا

پھر حضرت نے اس عنوان سے دعا فرمائی ! اے خالقِ رحمت مادران کائنات جس طرح ماں بھاگتے دوڑتے ہوئے بچے کے پیچھے دوڑ کر اپنی آغوش رحمت میں لے لیتی ہے اسی طرح اس رحمت کے صدقے ہمارے پیچھے بھی اپنی رحمت دوڑا کر ہمیں جذب فرمالے۔ آمین !

مجلس بعد نماز مغرب در خانقاہ

خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ﴿واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم﴾ (سورۃ کہف)

مرید کی محرومی

ارشاد فرمایا کہ بعض مرید شیخ کے ساتھ بھی رہتے ہیں ذکر بھی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو نہ پا سکے اسلئے کہ ﴿سمعنا﴾ ہے لیکن ﴿اطعنا﴾ نہیں ہے معلوم ہوا کہ

ان کا قلب غیر اللہ سے اور مخلوق سے بھرا ہوا ہے۔

عشاق الٰہی کی قیمت

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھر میں تھے فوراً ان لوگوں کی تلاش میں نکلے جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم ہوا تھا۔ یہ کیسے بڑے لوگ تھے جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو صبر یعنی بیٹھنے کا حکم ہوا۔ یہ اغیار نہیں بلکہ یار ہیں آپ ﷺ بھی عاشق ہیں اور عشاق میں بھی بیٹھنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ؎

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا

جس کے دل میں عاشوں کے ساتھ جینے اور مرنے کا ذوق وشوق نہ ہو وہ ذوق نبوت سے دور ہے آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ جاؤ صحابہ کرامؓ کو محبت الٰہی کی خوشبو سے معطر کرو تا کہ وہ پھر پورے عالم میں اس خوشبو کو پھیلائیں۔ ؎

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یا رب
تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگ در پہ مرنا
کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختؔر
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

اس آیت مبارکہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو تین قسم کے لوگ تھے ایک ذاکرین تھے جو نہایت خستہ حال تھے آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو تو کہا کہ ذکر کر رہے ہیں۔ پوچھا کس لئے؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو اے صحابہؓ مجھے تمھارے ساتھ بیٹھنے کا حکم ہوا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ تیرا شکر ہے کہ

میری امت میں ایسے قیمتی لوگ پیدا فرما دیے جن کے ساتھ پیغمبر کو بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

عشاق کی مراد ذات الٰہی

﴿یدعون ربھم اور یریدون الوجہ﴾ سے معلوم ہوا کہ نبوت کا فیض دو چیزوں پر موقوف ہے ایک ذکر الٰہی اور دوسری اللہ تعالیٰ کی ذات کو مقصود بنانا۔ اور یریدون فعل مضارع ہے جو حال اور استقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے کہ حالاً بھی اللہ تعالیٰ مراد ہو اور استقبالاً بھی اللہ تعالیٰ مراد ہو۔ اسی طرح نائبین رسول اور اہل اللہ کا فیض بھی مریدین متبعین کو انہی دو باتوں کی وجہ سے ملے گا، اگر کوئی سالک صورتوں پر مر رہا ہے تو پھر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کیسے مراد ہو سکتا ہے۔

عاشقوں کی ایک اور علامت

قرآن مجید نے عاشقوں کی ایک اور علامت بھی بیان فرمائی کہ ﴿یبتغون فضلاً من اللّٰہ و رضوانا﴾ کہ عشاق ہر وقت مرضیات الٰہیہ کو تلاش کرتے رہتے ہیں گناہ کی حسرت کرنے والا بھی نمک حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو گناہ سے منع فرمایا ہے کیا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ظلم سمجھتا ہے عزم تقویٰ کے ساتھ رہو۔ حضرت عمرؓ کا یہ قول کافی ہے ﴿ولا یروغ روغان الثعالب﴾ لومڑیوں والی چال استعمال نہ کرو بلکہ شیر بنو لہٰذا شیخ کا صحبت یافتہ ہونا کافی نہیں بلکہ فیض یافتہ ہونا ضروری ہے۔

حقیقی دولت مند

جس دل میں مولیٰ ہے وہ کس قدر دولت مند ہے مولیٰ جب دل میں آئے گا تو تخت و تاج بکتے نظر آئیں گے نسبت کا ایک وزن ہوتا ہے کیونکہ جس شاخ پہ میوہ آتا ہے وہ شاخ جھک جاتی ہے، نسبت شیخ کی ہو یا نسبت مع اللہ کی ہو۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جسے نسبت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کی پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مخلوق سے محبت کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اکرام کرنے لگتا ہے مخلوق کی خطائیں معاف

کرنے لگتا ہے اس کے دل میں عظمت الٰہیہ پیدا ہو جاتی ہے۔

خصوصی مجلس بعد نماز عشاء در حجرہ شریفہ

حیات سنت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ منصورؒ نے شادی نہیں کی تھی اس لئے ﴿ انا الحق ﴾ کا نعرہ لگایا، اگر شادی کر لیتے تو مزاج معتدل رہتا، اس لیے حیات سنت بڑی نعمت ہے۔

اللہ والوں کا عروج و نزول

حضرت پرتاب گڑھیؒ نے فرمایا کہ اس پر اولیاء کرام کا اجماع ہے کہ اہل اللہ کے عروج سے ان کا نزول بہتر ہے کیونکہ اس سے مخلوق کو نفع زیادہ ہوتا ہے اور لوگ صاحب نسبت ہو جاتے ہیں۔ لیکن نزول وہ مراد ہے جو عروج کے بعد ہو۔

آفتاب وغیرہ کا معنیٰ

حضرت نے دوران گفتگو ہنس کر چند الفاظ کے لغوی معنیٰ بیان فرمائے کہ آفتاب کے معنیٰ ہیں آفت آب یعنی جو پانی کو خشک کردے پھر فرمایا کہ پرچار کا معنیٰ چار پر پھر فرمایا کہ پراٹھا کا معنیٰ آٹھ پر جس روٹی کی آٹھ تہہ ہو۔

سبحان ربی العظیم کا معنیٰ

اس کا معنیٰ ہے کہ اے میرے عظیم الشان پالنے والے جس کی ہر ادائے تربیت مکمل اور مناسب تھی اور اس میں کوئی نقص اور کمی نہ تھی۔

حضرت والا کی طرف سے احقر کی حوصلہ افزائی اور تحسین

خصوصی مجلس کے بعد رات کا کھانا تناول کیا جاتا تھا کھانے کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم خانقاہ میں ہی چہل قدمی فرمالیتے اور احباب حضرت والا کی

اجازت سے خانقاہ کے سامنے فٹ بال سٹیڈیم میں چہل قدمی کرتے اس دن رات کو بندہ بنگلہ دیش میں حضرت والا دامت برکاتہم کے خلیفہ خاص حضرت مولانا فیض صاحب اور دیگر احباب کے ساتھ چہل قدمی پر نکلا تو مولانا نے بندہ سے فرمایا کہ کل رات جب آپ کا بیان خانقاہ میں ہو رہا تھا (یعنی بندہ کا) تو حضرت والا اپنے کمرے میں بڑے جوش میں تھے اور آپ کے بیان پر بہت خوش ہو رہے تھے اور ارشاد فرمایا کہ اس طرح مضامین کا آنا دلیل مناسبت، دلیل محبت اور دلیل تقویٰ ہے اور کچھ دیر یہ فرمایا کہ دلیل حافظہ ہے، بندہ نے حضرت والا دامت برکاتہم کے اس حسن ظن پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور حضرت والا کی تلقین کردہ یہ مسنون دعا پڑھی۔

﴿الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات﴾

مجالس بروز جمعرات، ۲۶؍فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر در دارالعلوم جاترا باڑی ڈھاکہ

حضرت والا دامت برکاتہم فجر کے بعد احباب اور متعلقین کے ہمراہ ڈھاکہ کے معروف دینی ادارے دارالعلوم جاترا باڑی کے ذمہ داران کی دعوت پر دارالعلوم تشریف لے گئے۔ دارلعلوم کی مسجد میں حضرت والا دامت برکاتہم نے بیان فرمایا۔ مسجد علماء اور طلبہ سے بھری ہوئی تھی خطبہ مسنونہ کے بعد سورۃ مزمل کی آیت تلاوت فرمائی! ﴿واذکر اسم ربک وتبتل علیہ تبتیلا﴾

واعظ و نصیحت میں نیت

ارشاد فرمایا کہ ناصح اور واعظ اپنے وعظ اور نصیحت میں رضائے الٰہی کے ساتھ اپنے استفادہ کی بھی نیت کرے علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ ﴿ فذکّر فان الذکریٰ تنفع المومنین ﴾ کہ نصیحت مومنین

کے لیے مفید ہے تو نصیحت کرنے والا بھی مومن ہے جسے نصیحت سے فائدہ نہیں ہو رہا وہ اپنے ایمان پر نظر کرے یا تو منافق ہے یا اس کا ایمان کمزور ہے ورنہ یہ آیت مبارکہ نصیحت سے یقیناً نفع ہونے کو بتلا رہی ہے۔ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی روحانی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے بارے میں کثرت سے وعظ و نصیحت کرے۔

عالم کو شیخ کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ عالم کو شیخ کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ استغناء کی شان رہتی ہے اور تعلق کے بعد فنائیت پیدا ہوتی ہے اور حقوق کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ استغناء کی دو قسمیں ہیں ایک پندار کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایک غلبہ توحید کی وجہ سے ہوتا ہے اس کی علامت یہ کہ حقوق العباد میں کمی نہیں ہوتی ۔ حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ فرماتے تھے کہ کار کی بریک پر اگر ڈرائیور کا پاؤں نہ ہو تو چوک کے درمیان میں ایکسیڈنٹ کریگا۔ چنانچہ جن لوگوں کا کوئی مربی نہ تھا ہو وہ حب جاہ اور حب باہ میں مبتلا ہو گئے۔

دوستوں کی ملاقات

ارشاد فرمایا کہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب سے معلوم ہوا کہ جنت میں دوستوں سے ملاقات ہوگی تو مجھے جنت کا اشتیاق بڑھ گیا۔ اور حضرت پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ دوستوں سے ملاقات جنت سے بھی بڑھ کر ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ملاقات کو جنت پر مقدم کیا ہے ﴿**فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی**﴾ اور اللہ نے اس لئے فرمایا کہ میرے بندوں میں آ، کیونکہ ان اللہ والوں کے صدقے تو اخلاص ملا اور تو جنت میں جانے کے قابل ہوا، اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ اہل اللہ مکین ہیں اور جنت مکان ہے اور مکین مکان سے افضل ہوتا ہے۔ حضرت

پھولپوریؒ فرماتے تھے کہ عالم عَلَم سے ہے جس کا معنیٰ ہے نشانی اور عارفین کیلئے ہر ذرہ کائنات نشانی ہوتی ہے۔

گناہ اور نیکی کا ثمرہ

ارشاد فرمایا کہ ہر گناہ دوسرے گناہ کو پیدا کرتا ہے اور ایک نیکی دوسری نیکی کا سبب بنتی ہے۔ پھر فرمایا کہ شیطان تاخیر توبہ کا وسوسہ ڈالتا ہے یہ بے غیرتی ہے اور فرمایا کہ گناہ کے ساتھ ذکر اللہ کا نفع تو ہوگا لیکن کافی نہیں ہوگا۔

وسوسہ کا علاج

ارشاد فرمایا کہ وسوسہ کا علاج یہ ہے کہ روزانہ ایک سیب کھاؤ اور یا حیی یا قیوم پڑھو، ہنسو بولو اور اس پر توجہ نہ دو اور وسوسے کے وقت ﴿ آمنت باللّٰہ ورسلہ ﴾ تین دفعہ پڑھ لو۔

زرغباً تزدد حباً کی حدیث کا محمل

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث مبارکہ پر اشکال ہوا ﴿زرغباً تزدد حباً ﴾ کہ کبھی کبھی ملاقات کرو محبت بڑھے گی یہ اشکال ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ تو ہر وقت ساتھ رہتے تھے تو اس کا جواب علامہ جلال الدین رومیؒ نے دیا کہ ؎

نیست زرغباً وظیفہ عاشقاں
سخت مستقی است جان صادقاں
نیست زرغباً وظیفہ ماہیاں
زآنکہ بے دریا ندارند انس جاں

زرغباً جو ہے یہ عاشقوں کا طور طریقہ نہیں وہ تو بمنزلہ مچھلی کے ہوتے ہیں جو بغیر دریا کے نہیں رہ سکتی۔

طریق ولایت پر اشکال

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ مجھے دس سال تک اشکال رہا کہ ارحم الراحمین نے ولایت کا راستہ اتنا مشکل کیوں بنایا، تو ایک دن مثنوی شریف سے یہ اشکال حل ہوا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ ؎

لیک شیریں و لذات مقر
ہست بر اندازہ رنج سفر

کہ منزل کی لذت اور منزل کا مزا سفر کی کلفت پر ہے۔

نسبت مع اللہ اور تکبّر

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے اجل خلیفہ مولانا حضرت مسیح اللہ خاں صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ نسبت مع اللہ اور کبر کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ قرآن مجید میں ﴿ان الملوک اذا دخلوا قریۃً﴾ کہ جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہو جاتے ہیں تو ﴿افسدوھا﴾ اس کو برباد کر دیتے ہیں ﴿وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ﴾ اور وہاں کے بڑے لوگوں کو ذلیل وخوار کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جب کسی دل میں آتے ہیں تو اس میں جتنے بھی اللہ کے دشمن کبر، ریا وغیرہ ہوتے ہیں ان کو گرفتار فرما لیتے ہیں۔

صدیق کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ علامہ آلوسی نے صدیق کی تین تعریفیں فرمائی ہیں اور ایک تعریف اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی....

پہلی تعریف:۔ جس کے قول اور حال میں فرق نہ ہو۔

دوسری تعریف:۔ جس کا باطن ظاہری حالات سے متاثر نہ ہو۔

تیسری تعریف:۔ جو دونوں جہاں اپنے محبوب کی خوشی پر فدا کر دے۔

یہ تین تعریفیں تو علامہ آلوسیؒ نے فرمائی ہیں، اور چوتھی تعریف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی کہ جو ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی نامرضیات میں بھی مشغول نہ ہو اگر کبھی غلطی ہو جائے تو انھیں رو رو کر منا لے۔

طلباء کو نصیحت

آخر میں طلباء کو چند بڑی قیمتی نصیحتیں فرمائیں۔ فرمایا کہ اگر ان پر عمل کرو گے تو ذی استعداد عالم بھی بنو گے اور مقبولان بارگاہ میں سے بھی ہو گے۔

پہلی نصیحت:۔ مطالعہ کرو جو سمجھ میں نہ آئے ذہن میں رکھو۔

دوسری نصیحت:۔ درس میں باقاعدہ حاضری دیں اور استاد کی تقریر کو غور سے سنیں۔

تیسری نصیحت:۔ سبق کا تکرار کریں۔

چوتھی نصیحت:۔ گناہ نہ کریں کیونکہ علم نور ہے۔

پانچویں نصیحت:۔ اساتذہ اور بڑوں کا ادب کریں اور ان کی غیر موجودگی میں بھی ان کی برائی نہ کریں۔

ادب پر حضرت نانوتویؒ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کو اپنا ایک رسالہ نظر ثانی کیلئے بھیجا۔ اس میں ایک جگہ کچھ تسامح تھا اس پر دائرہ لگا کر لکھ دیا کہ بات سمجھنے سے میں قاصر ہوں اس طرح غلطی بھی بتا دی اور ادب بھی باقی رہا تو حاجی صاحبؒ بہت خوش ہوئے۔

ادب پر حضرت شیخ کا واقعہ

حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ہم جب حضرت پھولپوریؒ کے مدرسے میں پڑھتے تھے تو ہمیں ایک عمر رسیدہ استاد فارسی پڑھاتے تھے جو حضرت پھولپوریؒ کے مریدین میں سے تھے، ان کی تفہیم اچھی نہیں تھی یعنی وہ بات نہیں سمجھا

پاتے تھے۔ لیکن ہم طلباء نے کبھی ان کی شکایت نہیں کی اور یہ اسی کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مثنوی شریف کی شرح لکھوادی۔ جب ایک مرتبہ میں ہندوستان گیا تو استاد کی زیارت کیلئے حاضر ہوا ان کی خدمت میں مثنوی شریف کی شرح پیش کی تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا کہ تم نے کہیں اور سے بھی فارسی پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت صرف آپ سے پڑھی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے۔

مجلس بوقت چاشت در خانقاہ

ماں باپ، استاد اور شیخ کی خدمت

ارشاد فرمایا کہ ماں باپ، استاد اور شیخ کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی دنیا میں بھی اس کا فیض ملتا ہے اگرچہ طبعی محبت بھی نعمت ہے لیکن جو محبت اطاعت کے ساتھ ہوتی ہے اس کا نفع کامل ہوتا ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ مرید کا معنیٰ ہے مفقود الارادہ ، اس میں ہمزہ سلب کا ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔

فنائے قلب کا معنیٰ

فنائے قلب کا معنیٰ ہے طہارت القلب، طہارت النفس اور طہارت البدن یہی تزکیہ ہے اور ﴿ **طهارت القلب من العقائد و من الاشغال بغیر اللّٰه** ﴾ کہ دل کو باطل عقیدوں سے اور غیر اللہ سے بچانا اور طہارت النفس، نفس کو حرام خواہشوں سے موڑنا اور یہ بہت مشکل ہے، اسی کو حضرت پرتاب گڑھیؒ نے فرمایا ؎

کمال عشق تو مر مر کے جینا ہے نہ کہ مرنا ہے
ابھی اس راز سے واقف نہیں ہے پروانہ

اہل اللہ سے محبت کی مقدار

ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی ایک علم عظیم عطا ہوا ہے بخاری شریف میں نبی

کریم ﷺ کی دعاء ہے ﴿اللّٰھم انی اسئلک حبک و حب من یحبک﴾ اے اللہ میں آپ کی محبت مانگتا ہوں اور آپ کے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں ۔تو اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی محبت مانگی ہے تو اللہ کو عاشقوں کی محبت مانگنا سنت پیغمبری ہے اب یہ محبت کتنی مانگنی چاہئے؟ ابھی ابھی راز ظاہر ہوا ہے اور الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے بندہ کو کشف اسرار کی کتاب بنایا ہے تو یہ مقدار اس حدیث میں ہے ﴿المرء علی دین خلیلہٖ فلینظر احدکم من یخالل﴾ کہ آدمی اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے بس وہ دیکھے کہ کس کو خلیل بنا رہا ہے تو انسان اللہ تعالیٰ سے اہل اللہ کی اتنی محبت مانگے کہ وہ اسکے خلیل بن جائیں تو جب اپنے شیخ کی محبت اسقدر ہو کہ وہ دل میں خلیل بن جائے تو شیخ کی ادائیں خود بخود مرید میں منتقل ہو جائینگی اگر شیخ سے تعلق بطور سبیل خلت ہو تو کیوں نہ اس کے سبیل پر آجائے اگر نہیں آئے تو یہ تعلق خلت نہیں ہے یہ رفاقت حسنہ نہیں ہے جسے قرآن نے کہا ﴿حسن اولئک رفیقا﴾ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے محبت خلت مانگو۔

شیخ کی اتباع

ارشاد فرمایا کہ شیخ کی اتباع اسکے اقوال میں کرو ہر عمل میں ضروری نہیں ممکن ہے کہ غلبہ حال میں ہوا ہو۔جس طرح میرے شیخ حضرت پھولپوریؒ ہمیشہ لنگی پہنتے تھے پائجامہ نہ پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے بیماری ہے اس لئے لنگی پہنتا ہوں تم اسکی اتباع نہ کرو پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر بات میں شیخ کا نام لیتا ہے وہ سنت صحابہؓ پر عمل کرتا ہے کیونکہ صحابہ کہا کرتے تھے قال رسول اللہ ﷺ اور اس شخص سے فیض بھی زیادہ ہوگا۔

مجلس بعد نماز عصر در حجرہ مبارکہ

بندہ کے خواب کی تعبیر

حضرت والا نے احقر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مولانا جلیل نے باوجود مولوی ہونے کے مجاہدہ مالی اور جانی کیا ہے مجھے ان کی ہمت پر حیرت ہے بندہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا دامت برکاتہم کی دعا کی برکت سے گیارہ سال کے بعد اولاد کی نعمت سے نوازہ ہے اور لڑکا عطاء فرمایا ہے بچے کی ولادت کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ شکرانے کے طور پر بیت اللہ کی زیارت کرو بندہ اس خواب کے بعد حرمین شریفین کے سفر کیلئے کوشش کرتا رہا لیکن اسباب نہ بن پائے لیکن جب آپ کے سفر برما اور بنگلہ دیش کا سنا تو بہت زور کا داعیہ پیدا ہوا اور اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

حضرت والا نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا کیا آپ فرض حج کر چکے ہیں؟ بندہ نے عرض کیا جی ہاں تو حضرت والا نے فرمایا کہ نفلی حج میں بیت اللہ شریف کی برکت حاصل ہوتی ہے لیکن اہل اللہ کے پاس اللہ ملتا ہے اور اللہ بیت اللہ سے افضل ہے یہ سن کر بندہ کو بہت تسلی ہوئی اور اسطرح خواب کی تعبیر پوری ہوئی پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ نسبتِ اولیاء صدیقین عطا فرمائے۔

مجلس بعد نماز مغرب درخانقاہ ڈھالکہ نگر

نعت شریف کا ادب

خانقاہ میں نعت شریف پڑھی جارہی تھی، اور حضرت والا اپنی رہائش گاہ سے خانقاہ میں تشریف لائے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے تو حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ جب نعت شریف ہو رہی ہو تو میری آمد پر کھڑے مت ہوا کرو بلکہ ویسے

بھی کھڑے نہ ہوا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کی تاریخ

ارشاد فرمایا کہ جب سات سمندروں کا پانی اور پورے عالم کے درختوں کے قلم اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو نہ لکھ سکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمتوں کی تاریخ سید الانبیاء ﷺ اور شہداء کے خون سے لکھوائی اور جو سر کٹا نہ سکے انھوں نے اپنے خون آرزو سے ثبوت پیش کیا جو وہ اپنی حسرتوں کو پامال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی عظمتوں کی تاریخ ان کے خون آرزو سے لکھوا دیتا ہے۔ یہ بھی قیامت کے دن شہداء کی صف میں کھڑے ہونگے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جن کی گردن تلوار سے کٹی ان کی شہادت ظاہری ہے اور جن کی تمناؤں کا خون حکم ربانی کے سامنے ہوا ان کی شہادت باطنی اور معنوی ہے جس طرح شہداء قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے خون کے ساتھ لتھڑے ہوئے کھڑے ہوں گے، اسی طرح یہ بھی تمناؤں کے خون کے ساتھ تر بتر کھڑے ہوں گے ان کے دلوں میں ہر وقت حلاوت ایمانی اور تجلیات ربانی مسلسلہ، متواترہ، وافرہ، بازغہ ملے گی۔

دین کے درس کا ادب

حضرت والا دامت برکاتہم کے بیان کے دوران عشاء کی آذان ہونے لگی تو حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے فرمایا کہ جب دین کا درس ہو رہا ہو تو آذان کا جواب نہ دینا چاہیئے۔

صحبت یافتہ عالم اور غیر صحبت یافتہ عالم کی مثال

ارشاد فرمایا کہ حضرت پھولپوریؒ فرماتے تھے کہ غیر صحبت یافتہ عالم کی مثال کچے کباب کی سی ہے جس سے قے اور متلی ہوگی، بزرگوں کی باتیں تو نقل کرے گا لیکن اس میں خوشبو نہ ہوگی اور صحبت یافتہ تلے ہوئے کباب کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو

ہر سو پھیلے گی پھر ارشاد فرمایا کی اگر علماء درددل حاصل کرلیں تو تین علماء بنگال کیلئے کافی ہیں کسی اللہ والے کے پاس ۴۰ دن لگاؤ اور ہمت تقویٰ حاصل کرو۔

جہاد سے فرار

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ اگر اپنی معلومات کو معمولات نہ بنایا تو تم جہاد سے فرار سمجھے جاؤ گے۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ جہاد اکبر سے فرار اختیار کرنے والا یہ شخص مجرم ہے۔

اللہ کیلئے محبت کا انعام

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں سات اشخاص کا قیامت کے دن عرش کے سائے تلے ہونے کا ذکر ہے اس میں ایک وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے دوسرے سے محبت کرتا ہے۔ لہٰذا محبت کرو چھوٹی چھوٹی باتوں سے دل چھوٹا نہ کرو، میں کہتا ہوں جہاں سایہ ہوگا وہاں حساب نہ ہوگا جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہ ہوگا۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے بلا کر دوزخ میں ڈال دیں گے یہ نہیں ہوسکتا۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۲۷ر فروری ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی علمی شان

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے سامنے بڑے بڑے علماء شاگرد بن گئے، حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ﴿ وذوالنون اذ ذهب مغاضباً ﴾ کہ جب وہ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) چلے غصے ہوتے ہوئے تو حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ﴿ مغاضباً لربه ﴾ یہ لام تعلیل کا ہے یعنی اپنے رب کیلئے غصے ہوئے۔ ایک نام

نہاد مفسر نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ یونس علیہ السلام اپنے رب پر ناراض ہوئے۔ اس سے تو اللہ تعالیٰ کیطرف جہل کی نسبت لازم آتی ہے کہ ایسے شخص کو نبی کیوں بنایا کہ اپنے رب پر غصے ہو رہا ہے انسان کی فطرت ہے کہ برائی کو جلد قبول کرتا ہے، ایسے لوگوں کا دل کالا ہے اوران کے دل اور آنکھ میں بھی ظلمت ہے اگر کسی اللہ والے کی غلامی کی ہوتی تو ایسی کفر کی بات نہ نکلتی ایسے شخص سے محبت بر کفر پر خاتمے کا اندیشہ ہے ۔حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے کیسی بے غبار تفسیر فرمائی جس سے عصمت نبیؑ محفوظ رہی اسلئے کہ کہا جاتا ہے کہ ایک من علم کیلئے دس من عقل چاہیے اور عقل میں بغیر ذکر کے اندھیرے ہوتے ہیں اوراس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ ﴿**یذکرون اللّٰہ قیاما وقعوداً وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات ولارض**﴾ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کو فکر پر مقدم کیا ہے کیونکہ فکر میں جلا بغیر ذکر کے پیدا نہیں ہوتی۔

اتباع اہل حق گوشہ عافیت

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی جگہ دس گلاسوں میں پانی رکھا ہوا ہو جن میں نو گلاسوں کا پانی بالاتفاق ٹھیک ہے لیکن دسویں گلاس پر اختلاف ہو۔ ۹۰ فیصد اطباء اسے مضر صحت قرار دیں اور ۱۰ فیصد درست قرار دیں تو عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ ۹ گلاسوں سے استفادہ کرو جب اہل حق کی جمہوریت ایسے شخص کی گمراہی پر متفق ہے جو انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ پر اعتراض کرتا ہے تو پھر ایسے شخص سے استفادہ کرنے کے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ بے ادب صرف اپنے کو گمراہ نہیں کرتا بلکہ آفاق کو آگ لگا دیتا ہے پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اس سلسلے میں حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کی کتاب اختلاف امت اور صراط مستقیم پڑھو۔ فرمایا کہ یہ مدلل بھی ہے۔

حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے مجھ سے فرمایا کہ ایسے شخص کو مولانا نہ کہو ایسے شخص کو مولانا کہنا جائز نہیں، کیونکہ قرآن مجید نے ناقدین صحابہؓ کو ﴿لا یعلمون اور انهم هم السفهاء﴾ یعنی جاہل اور بے وقوف فرمایا اور اس میں ﴿هم﴾ ضمیر دوبارہ لاکر جملہ اسمیہ بنادیا تاکہ وہ ان کی مستقل بیوقوفی پر دلالت کرے۔

مروجہ سیاست اور حضرت حکیم الامتؒ کی تنقید

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے کبھی بھوک ہڑتال نہیں کی، جلوس نہیں نکالے نعرہ بازی نہیں کی صرف دو راستے ہیں ایک صبر اور دوسرا جہاد مقبولان بارگاہ کا راستہ مت چھوڑ و اور شاہراہ اولیا اللہ سے مت ہٹو۔ ہمیں ایسی حکومت نہیں چاہیے جس سے انبیاء علیہم السلام کی عزت کو بیچنا پڑے، رضائے الٰہی مقصود ہے کشور کشائی مقصود نہیں۔ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو دارالعلوم دیوبند کی انتظامیہ نے خط لکھا کہ دیوبند قصبہ میں ایک با اثر شخص بڑا فتنہ گر ہے اور وہ ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ اسے دارالعلوم کی شوریٰ کا ممبر بنایا جائے تو حضرت گنگوہیؒ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہرگز ایسے شخص کو ممبر نہ بننے دوں گا دارالعلوم دیوبند بند کر دوں گا رضائے الٰہی مقصود ہے مدرسہ مقصود نہیں۔

اہل مدارس کو نصیحت

ارشاد فرمایا کہ اہل مدارس کو عزت نفس اور عظمت دین کے ساتھ کام کرنا چاہیے اس چیز کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے علماء عوام الناس کی نظر میں بے وقعت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پیٹ پر پتھر باندھنے میں ہے تو پتھر باندھ لو مدرسہ چھوٹا رکھو لیکن حرام آمدنی حاصل نہ کرو جب سے اہل علم اور اہل اللہ میں فاصلے ہونے لگے اہل علم ذلیل ہو گئے تقویٰ فرض عین ہے جب کہ مدرسہ چلانا فرض کفایہ ہے لہٰذا اہل علم کو ضروری ہے کہ اہل تقویٰ کی محبت اختیار کریں۔

بینک کی نوکری

ارشادفرمایا کہ بینک کی نوکری حرام ہے بینک کی ترقی پر کسی کو مبارک باد نہ دو ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے گا یہ ترقی تو جمعدار کی ترقی ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کی شان

ارشادفرمایا کہ میں اس شیخ کا غلام ہوں کہ ایک رئیس نے ان کی دعوت کی جب حضرت دسترخوان پر بیٹھ چکے تو اس نے حضرت امام بخاریؒ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت نے اپنی لاٹھی جس کا نام عبدالجبار رکھا ہوا تھا سرسوں کے تیل میں ڈوبی رہتی تھی اٹھائی اور ایک لگائی وہ رئیس گر پڑا اسے نوکر اٹھا کر اندر لے گئے اور دروازہ بند کردیا اور حضرت بھی خانقاہ چلے آئے بعد میں جب وہ رئیس مرنے لگا تو حضرت پھولپوریؒ کو بلا کر معافی مانگی۔

مجلس بوقت چاشت درخانقاہ

زاہدانہ مزاج اور عاشقانہ مزاج کا فرق

ارشادفرمایا کہ چوکنے رہو اور دل میں حرام لذت نہ گھسنے دو جسطرح جہاد میں ہوشیار اور چوکنا رہتے ہیں ایسی فرمانبرداری ہوگی تو اللہ تعالیٰ ملتے ہیں۔ جگر کے استاد اصغر گونڈویؒ کا شعر ہے۔

جانِ مشتاق مری موجِ حوادث کے نثار
جس نے ہر لحظہ دیا درسِ محبت مجھ کو

زاہدانہ مزاج کا تقویٰ معمولی ہوتا ہے اور عاشقانہ مزاج کا تقویٰ زیادہ ہوتا ہے۔ بشرطیکہ عاشقانہ مزاج فاسقانہ نہ ہو اور کبھی نہ سمجھو کہ نفس کے تقاضوں کے خلاف پوری طاقت استعمال کرلی بلکہ اپنے کو ہمیشہ قصوروار سمجھو، اسی طاقت کے استعمال کی کمی

پر اولیا اللہ روتے رہتے ہیں اور اعتراف جرم سے مخلوق میں بھی عزت ملے گی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی عزت ملے گی اور عتراف پر رحمت کی بھی امید ہے، خواجہ مجذوبؒ فرماتے ہیں۔

تجھ پہ روشن ہے میرا حال زبوں
پارسا گو لاکھ ظاہر میں بنوں

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة ... دعا کی تفسیر

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں حسنہ آٹھ چیزوں کا نام ہے۔

ا۔ نیک بیوی، ۲۔ اولاد ابرار، اولاد ابرار اسے کہا جاتا ہے جو اللہ کو بھی راضی رکھے اور مخلوق کو بھی راضی رکھے، ۳۔ رزق حلال، ۴۔ صحت، ۵۔ صحبتِ صالحین، ۶۔ ثنائے خلق (مخلوق تعریف کرے)، ۷۔ رضائے الٰہی اور اخلاص کامل، ۸۔ علم دین

اور اخرت میں ﴿حسنة﴾ بے حساب مغفرت کو کہا جاتا ہے اور ﴿وقنا عذاب النار﴾ کی تفسیر ہے ﴿احفظنا من غلبة الشهوات التی تؤدی الی النار﴾ یعنی بچا ہمیں ایسے شہوت کے غلبہ سے جو ہمیں دوزخ میں پہنچادے۔

درود شریف کا ٹکٹ

ارشاد فرمایا کہ یہ سرکاری دعا ہے لہٰذا سرکار میں مقبول ہوگی لیکن درود شریف کا ٹکٹ ضروری ہے۔ حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ دعا میں درود شریف پڑھا کرو ورنہ اوپر نہ جائیگی اور علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ درود شریف یقینی مقبول ہے لہٰذا دعا کے آگے اور پیچھے لگالو وہ مالک کریم ہے جو درود شریف قبول کرلے گا تو دعا بھی قبول کرے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس دعا کی تلقین

ارشاد فرمایا کہ ایک صحابی بیمار ہوگئے آپ ﷺ اس کی عیادت کیلئے تشریف

لے گئے تو وہ بیماری کی وجہ سے اس طرح ہو چکا تھا جس طرح بے بال و پر کے کبوتر ہوتا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تم کوئی دعا مانگتے ہو؟ تو اس نے عرض کیا کہ جی ہاں میں یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ اللہ جو عذاب دینا ہے دنیا میں ہی دے دے، آپ ﷺ نے اسے منع فرمایا اور یہ دعا تلقین فرمائی، ربنا اتنا فی الدنیا ....الخ

علماء کی فضیلت

ارشاد فرمایا کہ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی سند سے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ علما کی جماعت کو جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ میدان محشر میں اپنے دوستوں کو بھی لے کر آؤ کیونکہ جنت میں داخلے کے بعد کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ ایک عالم کتنے لوگوں کو لے جا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جتنے آسمان کے ستارے۔

خطاب بوقت نماز جمعہ در جامع مسجد ڈھالکہ نگر

حضرت والا دامت برکاتہم کے خطاب سے پہلے حضرت کے حکم پر بندہ نے آدھ گھنٹہ بیان کیا اس کے بعد حضرت والا نے خطاب فرمایا، خطبہ میں ﴿یاایھا الذین امنو اتقو اللّٰہ وکونو مع الصادقین﴾ کی آیت تلاوت فرمائی۔

اہل اللہ کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کے بارے میں حدیث ہے جس کے آخر میں یہ جملہ ہے ﴿لایشقی بھم جلیسھم﴾ کہ ان کے پاس بیٹھنے والا شقی اور بد بخت نہیں ہو سکتا، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اس کی شرح میں فراتے ہیں کہ ﴿ان جلیسھم یندرج معھم﴾ کہ ان کے پاس بیٹھنے والے اللہ

تعالیٰ کی نظر میں انہیں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ فرماتے تھے کہ اللہ والوں کے ساتھ جڑے رہو جب دنیا میں تھرڈ کلاس کا ڈبہ فرسٹ کلاس کے ڈبے سے منسلک ہو جائے تو وہ رہتا تو تھرڈ کلاس ہی ہے لیکن منزل پر پہنچ جاتا ہے لیکن اللہ والوں کے ساتھ جڑنے والے تھرڈ کلاس انسان فرسٹ کلاس بنا دیے جاتے ہیں اور انہیں اعزاز ولایت دے دیا جاتا ہے، پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے یہ شعر پڑھا۔

ان کا دامن اگرچہ دور سہی
ہاتھ تم بھی ذرا دراز کرو

اور حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ۔

گڑ گڑا کر جو مانگتا ہے جام
ساقی دیتا ہے اسے مے گلفام

اسلئے اتنے روؤ کہ آنسو تمہیں اللہ تک لے جائیں، جیسے کسی نوجوان شاعر نے کہا ہے۔

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے

شیخ سے محبت

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شیخ کی محبت میں تملق (چاپلوسی) بھی جائز ہے۔ اور حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملتا ہے اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے سے، اسلئے شیخ سے ناز ونخرہ حرام ہے۔ اپنی معلومات کو مجہولات کی تھیلی میں ڈال کر شیخ کے پاس آؤ کیونکہ پستی ہی میں پانی آتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ہر کجا پستی آب آں جا رود

ناامیدی کفر ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ناامیدی کو کفر قرار دیا کہ اگر میری رحمت سے ناامید ہوگئے تو دوزخ میں ڈال دوں گا تو گویا اپنی محبت اور رحمت کو امیدوار بنا رہے ہیں۔ اگر ناامید ہی رکھنا ہوتا تو امید کو فرض قرار نہ دیتے اور ناامیدی کو کفر قرار نہ دیتے۔

اہل اللہ کے ساتھ رہنے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اس مسجد میں یہ راز اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ تقویٰ والوں کے ساتھ رہنے سے ہمت اور حوصلہ بڑھتا ہے کیونکہ جب کئی غم اٹھا رہے ہوں تو سب پر غم اٹھانا آسان ہوجاتا ہے۔

نفس سے کام لینا

ارشاد فرمایا کہ نفس سے خوب کام لو، ایک بزرگ کے پاس حلوہ آیا تو نفس نے کہا کہ جلدی کھلا تو اس بزرگ نے کہا کہ پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھ لے نفس نے کہا ٹھیک ہے۔ جب پڑھ لی تو نفس نے کہا کہ اب کھلاؤ تو اس بزرگ نے کہا کہ دو رکعت اور پڑھ لے نفس نے کہا کہ یہ وعدہ خلافی ہے تو اس بزرگ نے کہا کہ خیر میں وعدہ خلافی جائز ہے کہ کسی کو ایک روپیہ دینے کا وعدہ ہو اور اسے دو روپے دے دیے جائیں یہ وعدہ خلافی نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے اسطرح بیس رکعت پڑھنے کے بعد حلوہ کھلایا۔ ان بزرگوں نے اپنے نفس کو حریف بنا کر معاملہ کیا اور ہم اسے حلیف بنا کر گود میں بٹھائے بیٹھے ہیں۔

یاذالجلال والاکرام کا معنیٰ

یاذالجلال والاکرام کا معنیٰ ہے یا صاحب الاستغنا المطلق

ویاصاحب الفیض العام.

مجلس بعد مغرب در خانقاہ

اللہ کی اشد محبت

ارشادفرمایا کہ کان پور میں مجھ سے مفتی منظور صاحب جو کہ میرے دوست ہیں مجھ سے سوال کیا کہ اگر تاجر تجارت میں دل نہ لگائے تو تجارت کیسے چلے گی اگر کسان کھیتی باڑی میں دل نہ لگائے تو کھیتی کیسے ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اوران کی محبت کو کیسے جمع کیا جا سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ غلط ہے کہ دنیا کو لات مارو بلکہ سب سے محبت کرو لیکن اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرو۔ مال سے محبت ہونا انسان کی فطرت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے ﴿ انہ لحب الخیر لشدید ﴾ کہ انسان مال کی شدید محبت رکھتا ہے اور اللہ کی محبت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے ﴿والذین اٰمنو اشد حباً لِلّٰہ ﴾ کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے اشد محبت کرتے ہیں اسی کو جگر مرادی آبادی مرحوم نے بیان کیا۔

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

والذین اٰمنوا ......جملہ خبریہ لانے کی حکمت

ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت کو جملہ خبریہ سے فرمایا ہے حکم نہیں فرمایا، اسلئے کہ جب اسے پہچان لیں گے تو خود محبت ہو جائے گی کیونکہ کوئی حسین یہ نہیں کہتا کہ مجھ سے محبت کرو بلکہ محبت خود ہو جاتی ہے جن کا ایمان درست ہوگا ان کو خود بخود اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے گی اگر محبت الٰہی کمزور ہے تو یہ ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے۔ یہ ناقص مؤمن ہے کامل مؤمن نہیں ہے۔

مجلس بعد نماز عشاء در خانقاہ

پیر کا کامل ہونا

ارشاد فرمایا کہ تقویٰ لازم ہوگا تو متعدی ہو سکے گا اگر کوئی شخص خود تقویٰ میں بالغ نہیں اس سے متقی پیدا نہ ہونگے جس طرح ایک نا بالغ شادی کرے تو اولاد پیدا نہیں ہوسکتی بلکہ شادی اس کیلئے نقصان دہ ہے اسطرح اگر پیر تقویٰ میں بالغ اور کامل نہیں تو اس کیلئے پیری مریدی سخت نقصان دہ ہے۔

ایک جعلی پیر کا قصہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ایک جعلی پیر کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ ایک جعلی پیر نے اپنی مریدنی سے کہا کہ میں فاتحہ پڑھ کر ہر چیز تیرے شوہر کو پہنچا دوں گا تو اس نے شوہر کی پسندیدہ چیزیں چارپائی پر پیر صاحب کے سامنے رکھ دیں اور خود نیچے شرم گاہ کھول کر بیٹھ گئی، پیر جی کی جو اچانک نظر پڑی تو پوچھا کہ یہ کیا؟ تو اس نے کہا کہ میرے شوہر کو یہ بھی بہت پسند تھی اسلئے یہ بھی اس کو پہنچا دو۔

دوسرے جعلی پیر کا واقعہ

حضرت حکیم الامتؒ نے ایک دوسرا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک پیر کی دو مریدنیوں نے دعوت کی، پیر نے جوان مریدنی کی دعوت قبول کر لی اور بڑھیا کی نہ کی تو وہ ناراض ہو گئی اور غصے سے جوان مریدنی سے کہا کہ جا تو مرا لے۔ تو حضرت والا نے فرمایا کہ جعلی پیروں کی عزت بھی نہیں رہتی۔

سچا پیر بڑی نعمت ہے

ارشاد فرمایا کہ سچا پیر مل جانا بڑی نعمت ہے ساری زندگی شکر کرنا چاہیے بعض پیر صالح ہیں لیکن مصلح نہیں ہیں ولی ہیں لیکن ولی گر نہیں، لہٰذا پیر صالح بھی ہونا چاہئے

اور مصلح بھی۔

مجالس بروز ہفتہ، ۲۸ رفروری ۱۹۹۸ء

صلحاء کی قبور پر حاضری

حضرت والا دامت برکاتہم فجر کے بعد ایشیاء کے سب سے بڑے محدث شیخ الحدیث مولانا ہدایت اللہ صاحبؒ اور شیخ الحدیث مولانا صلاح الدین صاحبؒ اور مترجم معارف مثنوی در زبان بنگلہ محدث کبیر مولانا عبدالمجید صاحبؒ خلفاء کرام حضرت والا دامت برکاتہم اور حضرت مولانا حافظ جی حضورؒ خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی قبور پر تشریف لے گئے اور ایصال ثواب فرمایا۔

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب حضور ڈھاگویؒ کی بیعت کا قصہ

واپسی پر موٹر میں ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالمجید صاحب نے ۴۵ سال سے زائد عرصہ حدیث شریف پڑھائی اور بنگلہ دیش کے محدثین میں سب سے پہلے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے بیعت ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ آپ کے ایک بیان میں آپ نے فرمایا کہ ہر زمانے کا شمس تبریز ہوتا الگ ہوتا ہے یہ اُسی زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں، بس میرے دل میں جملہ اتر گیا اور مجھے ایسے لگا کہ اس زمانے کے شمس تبریز آپ ہیں۔

حضرت شیخ کا بندہ کے بارے میں حسن ظن

حضرت والا نے بندہ سے فرمایا کہ تم بڑی قربانی کر کے آئے ہو اور ماشاء اللہ میری باتیں نقل کر رہے ہو یہ شدید تعلق کی علامت ہے پھر ارشاد فرمایا کہ اعظم گڑھ کے ہال میں پانچ خلفاء تھے حضرت خواجہ مجذوبؒ، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ، حضرت مولانا وصی اللہ خان صاحب، حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ اور حضرت مولانا

شاہ ابرار الحق صاحبؒ۔ حضرت خواجہ مجذوبؒ صاحب کا بیان ہورہا تھا اور یہ حضرات سن رہے تھے حالانکہ خواجہ صاحب عالم بھی نہ تھے تو شاہ ابرار الحقؒ نے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خواجہ صاحب حضرت تھانویؒ کی بات لفظ بلفظ نقل کرتے تھے اور شیخ کے بہت عاشق تھے۔

روح ایمانی کی پیدائش

ارشاد فرمایا کہ انسانی جسم انسان سے پیدا ہوتا ہے اور روح ایمانی روحانی لوگوں سے پیدا ہوتی ہے۔

مجلس بعد نماز مغرب در خانقاہ

اہل اللہ سے بدگمانی

ارشاد فرمایا کی بعض لوگ علم قلیل کی وجہ یا محبت سے محرومی کی وجہ سے جلد دین خادموں کے ساتھ بدگمان ہوجاتے ہیں حضرت حکیم الامت فرماتے تھے۔ بد گمانی کے دو اسباب ہیں، ا۔ قلت علم ۲۔ قلت محبت

اگر محبت ہے تو کم علمی نقصان دہ نہیں ہے اور حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ مجھے اہل محبت پر اعتماد ہوتا ہے اہل عقیدت پر اعتماد نہیں ہوتا۔ کیونکہ عقیدت خاپہ خر (گدھے کے خصیے) کی طرح ہے کبھی خوب ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی غائب ہوجاتے ہیں اہل محبت ساری زندگی وفا کرتے ہیں جبکہ اہل عقیدت بدگمان ہوجاتے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے مقابلے پر اہل محبت کو ذکر فرمایا کیونکہ وہ ہمیشہ باوفا رہتے ہیں۔

کسی کو حقیر سمجھنا

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو ایک قوم قرار دیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنے ہونے والے ولی کے دل میں ایک قوم کا تصور ڈالتے ہیں

پھر وہ کسی قوم کو حقیر نہیں سمجھتا۔

بنگال کے ایک عالم نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو ایک خط لکھا اور اس میں تحریر کیا کہ مجھے ایک مرض ہے کہ میں ہنستا ہوں تو مجلس میں ایک شخص نے کہا کہ یہ شخص بنگالی معلوم ہوتا ہے تو حضرت تھانویؒ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اسے حقیر سمجھا، اپنے کلمے کی تجدید کرو اور دو رکعت توبہ پڑھو۔ پھر حضرت تھانویؒ نے واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے کہا کہ تم کالے بہت ہو، پھر فوراً متنبہ ہوا اور فرمایا کہ اے بلال میں لیٹتا ہوں تم میرے اوپر چڑھو، کس طرح ایک قریشی نے اپنے عزت خاک میں ملائی۔

لہٰذا بڑا اللہ والا وہ ہے جو مسلمان تو مسلمان کسی جانور اور کافر کو بھی حقیر نہ سمجھے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جب میں کھانا کھا چکتا ہوں تو گھر والوں کو یہ نہیں کہتا کہ برتن اٹھالو بلکہ کہتا ہوں کہ برتن اٹھوا لیجئے، حالانکہ اسی نے اٹھانے ہیں تاکہ تحقیر نہ ہو۔ اور فرماتے ہیں کہ اشرف علی اپنے کو ہر مسلمان سے کمتر سمجھتا ہے فی الحال اور کافر اور جانور سے کمتر سمجھتا ہے فی المآل۔ لہٰذا کبر سے بچنے کیلئے روزانہ اسی جملے کو کہہ لیا کرو اور حضرت سید سلیمان ندویؒ کا یہ شعر پڑھ لیا کرو۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یاد رکھو! غلام + غلام تو ٹوٹل غلام ہی ہوگا اور غلام + اللہ تو اس غلام کی قیمت کہاں پہنچے گی۔ ظرف سے قیمت نہیں لگتی بلکہ مظروف سے لگتی ہے۔

جاہل کو بھی جاہل مت کہو کیونکہ اس میں حقارت ہے بلکہ غیر عالم کہو میں نے یہ سبق اپنے مرشد پھولپوریؒ سے لیا ہے وہ ہندوستان میں کفار کے ساتھ جو معاملہ ہوتا تو یوں فرماتے کہ غیر مسلمان سے یوں معاملہ کرتے ہیں۔

منہ پر تعریف کرنے کا مسئلہ

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو منہ پر تعریف کرے اس کے منہ میں مٹی ڈالو تو حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے تھے یہ ان پیشہ وروں کیلئے ہے جو تعریف کر کے پیسہ کماتے ہیں ورنہ اگر استاد شاگرد کی تعریف کرے، شیخ مرید کی تعریف کرے تو کیا شاگرد استاد اور شیخ کے منہ میں مٹی ڈالے گا اور ﴿فی الدنیا حسنہ﴾ میں ثنائے خلق بھی شامل ہے۔

اللہ کے عاشقوں کا نام

ارشاد فرمایا کہ کہ میں نے اللہ کے عاشقوں کا نام رکھا ہے، عاشق کیف و مستی، ناواقف انتظام ہستی۔

مجالس بروز اتوار، یکم مارچ ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر

حضرت والا دامت برکاتہم کا اعزاز

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی وفات کے بعد تھانہ بھون کی خانقاہ سے کسی خلیفہ کا وعظ نہیں چھپا لیکن الحمدللہ بندہ کے وہاں سے آٹھ وعظ چھپ چکے ہیں۔ (کل 32 واعظ منظر عام پر آچکے ہیں، اب الحمدللہ مطبوعہ مواعظ کی تعداد 65 ہو چکی ہے) پھر فرمایا مدلل ہونے کی وجہ سے اہل علم میں بھی بہت مقبول ہیں میرا ذوق ہے کہ حوالے سے بات کی جائے آپ لوگوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ مدلل گفتگو کیا کریں اور اگر مطالعہ نہیں کر سکتے تو میری کتابوں کا مطالعہ ہی کر لیا کرو اگر حافظہ کمزور ہو تو لکھ کر دیکھ کہ بیان کر دیا کرو۔

شیخ کا کسی کو خلافت دینا

ارشاد فرمایا کہ حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں میں کبھی خلافت حوصلہ افزائی کیلئے دیتا ہوں جیسے میزان اور منشب پڑھنے والوں کو مولوی کہہ دیتے ہیں۔ پھر فرمایا تقویٰ اور استقامت ہر خلیفہ کیلئے ضروری ہے۔ تاکہ بالغ ہو جائے اور یہ استقامت شیخ کے پاس وقت لگانے سے حاصل ہوگی، ۴۰ دن خانقاہ پر بنیت اصلاح لگاؤ اور اللہ کو دل میں مراد رکھ کر شیخ کے مرید بنو اور اپنے اندر طلب پیدا کرو طلب وہ چیز ہے جو خون کو دودھ میں تبدل کر دیتی ہے جیسے بچہ جب روتا ہے اور ماں کا پستان پکڑتا ہے تو ماں کا خون دودھ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ صرف آہ وزاری سے اللہ کی یاری نہیں ملے گی بلکہ عمل بھی کرنا پڑے گا۔

پھر خلفاء کو تنبیہ فرماتے ہوئے کہا کہ اگر کسی خلیفہ نے چلہ نہ لگایا تو جب دوبارہ فہرست تیار کی جائے گی تو سلب خلافت کا امکان ہے وجوب نہیں۔ میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ کے ہاں پہلی ملاقات پر ہی ۴۰ دن لگائے۔

صفت رحمٰن اور رحیم میں فرق

علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صفت رحمانیت ممزوج بألم بھی ہوتی ہے یعنی رحمت کے ساتھ تکلیف بھی ہوتی ہے اور رحیمیت میں صرف عافیت ہوتی ہے۔

رب اغفر وارحم کا معنیٰ

فرمایا کہ رب کیوں نازل فرمایا اسلئے کہ پالنے والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے بڑی محبت ہوتی ہے اغفر کا معنیٰ ہے عیب بھی چھپا دے اور معافی بھی دے دے اور ارحم میں چار نعمتیں عطا فرماتے ہیں، ۱۔ توفیق اطاعت، ۲۔ فراخی معیشت، ۳۔ بے حساب مغفرت، ۴۔ دخول جنت

بدنظری کا وبال

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نظر کی حفاظت پہ حلاوت ایمانی کا وعدہ ہے تو بدنظری پر حلاوت سلب کر لی جائے گی لہٰذا بدنظری کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرے گا تو بے کلی و بے چینی پائے گا پھر فرمایا کہ بدنظری سے تین منٹ کا حرام مزہ ملتا ہے اور ۲۳ گھنٹے اور ۵۷ منٹ عذاب ملتا ہے جبکہ نظر بچانے پر تین منٹ کی حسرت ملتی ہے اور باقی وقت عیش و عشرت ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا وبال

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو مخلوق میں اس کی محبوبیت ختم کر دی جاتی ہے اسلئے رضامندی پر ﴿سیجعل لهم الرحمن ودا﴾ کا وعدہ ہے اور جب ناراض ہوتے ہیں تو اس کا عکس کر دیا جاتا ہے اس شخص کا بولنا، سننا قلب و قالب سب بے کیف ہو جاتا ہے قوت ذائقہ بھی بے کیف ہو جاتی ہے پورا عالم بے کیف ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی قیمت بتلائی ﴿رضوان من اللّٰه اکبر﴾ اس میں رضوان کی تنوین برائے تقلیل ہے کہ اللہ کی تھوڑی سی خوشی بھی بہت عظیم ہے تو پھر اس اللہ کی تھوڑی سی ناراضگی بھی عظیم ہے۔

گنہگار کے آنسو کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ گنہگار کے آنسو کی اللہ کے ہاں اسلئے عظمت ہے کہ جب بادشاہ کسی دوسرے ملک سے کوئی موتی منگواتا ہے تو اس کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں عالم جبروت میں آنسو نہیں ہیں اسلئے دنیا سے منگوائے جاتے ہیں۔ یہ بات مجھ سے میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوریؒ نے بیان فرمائی اور بزرگوں سے سنی ہوئی بات کتابوں سے افضل ہے

کہ جیسے صحابہ کرام ؓ فرماتے ہیں قال خلیلی ﷺ، صرف کتب کا حوالہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ قطب کا حوالہ بھی دیا کرو۔

حاجی نثار صاحب مدظلہ العالی کے بارے میں ارشاد

حاجی نثار احمد صدیقی صاحب دامت برکاتہم حضرت والا دامت برکاتہم کے خلفاء میں سے ہیں جن کا فیض الحمدللہ خوب پھیل رہا ہے، انہوں نے بیعت کے فوراً بعد حضرت والا کے ساتھ برما و بنگلہ دیش کا سفر کیا اور انہیں بے پناہ نفع ہوا۔ ان کے بارے میں ارشاد فرمایا یہ ہے کاروباری، یہ ہے رازداری، یہ ہے فضل باری۔

حضرت والا کی وجدانی کیفیت

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت کی کیفیت دیتا ہے تو بادشاہوں کے تخت و تاج بکتے ہوئے، چاند و سورج مانند ہوتے ہوئے، حسینوں کا نمک جھڑتا ہوا نظر آتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اختر پہ زمین و آسمان کے خزانے برسا دے تو پورے عالم میں خانقاہیں، مساجد و مدارس بنوادے، علماء کے قرضے ادا کردے ان کے مکانات بنوادے، فیکٹریوں میں ان کے شیرز رکھوادے تاکہ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں۔

مجلس در رمنا پارک بروقت چاشت

ناشتے کے بعد حضرت والا اور بہت سے احباب رمنا پارک تشریف لے گئے وہاں بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی۔ کچھ تفریح کی بعد حضرت والا کی مجلس منعقد ہوئی۔

دوزخ اور اعمال دوزخ سے پناہ مانگنا

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص دوزخ سے تو پناہ مانگتا ہے لیکن اعمال دوزخ سے پناہ نہیں مانگتا تو عبس ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ایک ایسی دعا امت کو تلقین فرمائی جس میں جنت اور اعمال جنت دونوں کو مانگا گیا ہے اور دوزخ اور اعمال دوزخ

دونوں سے پناہ مانگی گئی ہے، وہ دعا یہ ہے ﴿اللّٰھم انی اسئلک الجنۃ وما قرب الیھا واعوذبک من النار وما قرب الیھا﴾ ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ میں آپ سے سوال کرتا ہوں جنت کا اوران عمال کا جو جنت سے قریب کردیں اور میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے اوران اعمال سے جو دوزخ سے قریب کردیں۔

اس دعا میں پورا دین مانگا گیا ہے اسلئے کہ پہلے حصے میں سب معروفات آگئے اوردوسرے میں سب منکرات آگئے۔

معروف اور منکر کا معنیٰ

ارشادفرمایا کہ معروف جانی پہچانی چیز کو کہتے ہیں تو دین میں معروف فطرت انسانی کیلئے مانوس چیز ہوتی ہے اور منکر اجنبی چیز کو کہتے ہیں، منکرات سے فطرت انسانی غیر مانوس ہوتی ہے، ہاں اگر کسی کا مزاج الٹ جائے تو یہ اسکے مزاج کا فساد ہے۔

نیک اعمال کی توفیق

ارشادفرمایا کہ نیک اعمال کی توفیق بھی اہل توفیق کی صحبت سے ملتی ہے جب اہل اللہ کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے جبکہ وہ خودوہاں موجود نہ ہوں تو اگر وہ خودوہاں موجود ہوں تو کس قدر رحمت نازل ہوگی انسان کی قسمت اہل اللہ کے پاس بدل جاتی ہے۔

دھوپ میں سائے کا مزہ

رمنا پارک میں مجلس ایک درخت کے سائے میں لگائی گئی تھی۔ کچھ دیر بعد مجلس کے بعض حصوں پر دھوپ آنے لگی۔ تو حضرت والا دامت برکاتہم نے احباب کو دیکھا کہ دھوپ میں بھی مست بیٹھے ہیں اور بگوش دل حضرت والا دامت برکاتہم کے ارشادات سن رہے ہیں تو حضرت والا دامت برکاتہم نے انہیں دیکھ کر فرمایا خالق سایہ کی وجہ سے دھوپ میں بھی سائے کا مزہ ہے اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جب بھی ان کا اسم

لیں تو مسمیٰ وہیں موجود ہے۔

پھر ایک ساتھی کو تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مرکزِ نظر شیخ کو بناؤ ادھر ادھر نہ دیکھو۔

عاشقوں کی جماعت

ارشاد فرمایا کہ ایک طبقہ ایسا ہونا چاہیے جس کا کام نشر محبت الٰہیہ ہو وہ نہ تو کسی مدرسے کے مہتمم ہوں اور نہ کسی مسجد کے امام ہوں اور نہ کوئی اور انتظامی ذمہ داری ہو۔ پھر مولانا جلال الدین رومیؒ کا یہ شعر پڑھا۔

از کرم از عشق معزولم مکن
بذکر جز بزکر خویش مشغولم مکن

ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ! اپنے کرم سے اپنے عشق ومحبت سے معزول نہ کرنا سوائے اپنی یاد کے کسی چیز میں مشغول نہ کرنا۔

اس میں حقوق العباد داخل ہیں کیونکہ ان کو پورا کرنا بھی انہیں کی یاد کا حصہ ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت میں قبول فرماتے ہیں اسے مٹی کے کھلونوں میں مشغول نہیں ہونے دیتے۔

حسن حلال کا اثر

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ نے ایک مولوی صاحب کا قصہ سنایا کہ ان مولوی صاحب کی ایک بہت زیادہ حسین لڑکی سے شادی ہوگئی وہ مولوی صاحب اس کے حسن میں ایسے گرفتار ہوئے کہ جب بھی گھر آتے تو اس سے اپنی ضرورت پوری کرتے، کثرت جماع اور کثرت غسل کی وجہ سے اس کی ہڈیوں میں ٹھنڈ بیٹھ گئی جس سے اس کو تپ دق ہوگئی اور کچھ عرصہ بعد انتقال ہوگیا پھر فرمایا جب حسن حلال اتنا قاتل ہے تو حسن حرام کتنا قاتل ہوگا۔

مجلس بعد نماز مغرب در خانقاہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحقؒ نے فرمایا کہ جب جسمانی بیماری ہوتی ہے تو چھوٹے ڈاکٹر سے بھی علاج کرواتے ہیں اسطرح روح کا مسئلہ ہے اگر اس کے علاج کیلئے بڑا ڈاکٹر نہ ملے تو چھوٹے ڈاکٹر سے ہی علاج کروالو مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ اگر بڑا عالم نہ ملے تو کم درجے کا ہی چراغ جلالو اس سے بھی روشنی بڑھ جائے گی پھر فرمایا کہ عزت کیلئے اللہ والے کا دامن نہ پکڑو بلکہ رب العزت کیلئے پکڑو باقی تو بلا نیت مل جائے گا۔

انگریزی میں معمولات

حضرت والا دامت برکاتہم نے جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے ایک عالم کو انگریزی میں شام کے معمولات بیان کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ انہوں نے انگریزی میں معمولات بیان کیے اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ سبق حضرت خواجہ مجذوبؒ سے لیا ہے کہ جب وہ انسپکٹر آف سکولز بنے تو اپنی موٹر پر علماء کو بٹھلا کر شہر کا چکر لگایا تو کسی نے کہا کہ آپ یہ چکر کیوں لگا رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مسٹروں کو دکھلا رہا ہوں کہ مولویوں کے پاس بھی موٹر ہے۔

قبولیت دعا کا ایک عمل

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی، اس حدیث کے پیش نظر میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوریؒ نے ایک عمل ارشاد فرمایا کہ کسی دریا یا نہر میں کمر کے برابر چلے جاؤ اور پانی بھی پی لو تو لباس بھی پاک اور غذاء بھی پاک، پھر دعا کرو انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحبؒ نے یہ عمل کر کے دکھلایا اور میں نے بھی یہ عمل کر کے دعا کی تھی، پھر فرمایا کہ اہل بنگلہ دیش کیلئے یہ راستہ بہت آسان ہے۔

قبولیت دعا کی علامت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوریؒ نے فرمایا کہ جب دعا میں آنسو بہہ جائیں تو سمجھ لیں کہ قبولیت کی رسید آ گئی۔

پیر کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ پیر وہ ہے جو دل کی پیڑا نکال دے اللہ تعالیٰ کا ذکر تلوار ہے لیکن یہ تلوار کام جب دکھائے گی جبکہ کسی شیخ کے ہاتھ میں ہوگی، شیخ نفس کے ٹائر سے ہوا نکالتا رہتا ہے اگر شیخ ڈانٹ لگا دے تو اسے نعمت سمجھو اگر شیخ نہ بھی ڈانٹے تو مایوس نہ ہو۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے حاجی امداد اللہ صاحبؒ ڈانٹنا اور خفا ہونا جانتے ہی نہ تھے لیکن ان کا فیض اور نسبت اس قدر قوی تھی کہ کوئی صحبت والا ناکام نہ ہوتا تھا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کا مقام

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت پھولپوریؒ ایسے زمین پر چلتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا پہاڑ ان پر رکھا ہوا ہو دائیں بائیں نہ دیکھتے تھے قرآن مجید پڑھتے جاتے اور جہاں کہیں گوبر یا بدبو ہوتی وہاں تلاوت بند فرما دیتے۔ حضرت پھولپوریؒ نے اپنے مرشد حکیم الامت تھانویؒ کو لکھا کہ حضرت جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں، تو حضرت تھانویؒ نے خط پڑھ کر فرمایا کہ یہ اس زمانے کے اولیاء صدیقین میں سے ہیں۔

صراط مستقیم کی معرفت

ارشاد فرمایا کہ سورۃ فاتحہ میں ﴿اهدنا الصراط المستقيم کے بعد صراط الذين انعمت عليهم﴾ ہے یہ بدل الکل من الکل ہے یہاں ایک اشکال

ہوتا ہے کہ مبدل مقصود ہوتا ہے مبدل منہ مقصود نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں مبدل منہ غیر مقصود قرار دینا خلاف ادب ہے۔تو حضرت پھولپوریؒ نے اس اشکال کا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے نحو کا قاعدہ توڑ دیا کہ مبدل منہ میں صفت مستقیم زائد رکھی اسطرح دونوں مقصود ہوگئے اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ والوں کی برکت سے صفت استقامت،معرفت اور علم حاصل ہوگا۔

حصول محبت الٰہی بقدر طلب

ارشاد فرمایا کہ بقدر طلب جام و مینا ملتے ہیں جس نے تڑپ کر اللہ کو مانگا اس کو ضرور اللہ ملا ہے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے طالب کبھی ناکام نہیں ہوئے اللہ والے نہ صرف پیاسوں کو سیراب کرتے ہیں بلکہ بے پیاسوں کو پیاس بھی لگا دیتے ہیں ۔

پیاسے کو پانی ملے بے پیاسے کو پیاس
اختر ان کے در سے کوئی نہیں بے آس

مجالس بروز پیر،۲/مارچ ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر درخانقاہ

اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ حال پڑنے اور ہر وقت ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ نہیں ملتا بلکہ تقویٰ سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے ہر وقت ذکر کرنے والے خشکیت میں رہتے ہیں پھر بعد میں پاگل ہوجاتے ہیں اور پاگل ساز ہیں میں آجکل ایک سو یا تین سو مرتبہ ﴿لاالٰہ الااللّٰہ﴾ ایک سو یا تین سو مرتبہ ﴿اللہ،اللہ﴾ اور ایک تسبیح ﴿رب اغفر وارحم وانت ارحم الراحمین﴾ اور ایک تسبیح درود شریف کی بتلاتا ہوں ساتھ یہ شعر بھی پڑھ لیا کرو۔

آہ را جز آسماں ہمدم نہ بود
راز را غیر خدا محرم نہ بود

ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے لیکن احتیاط بھی ضروری ہے اور اصل یہ ہے کہ زہر سے بچو اور بڑا زہر بدنظری ہے یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ دل کا قبلہ بدل جاتا ہے۔

مسلمان کی بت پرستی

ارشاد فرمایا کہ مسلمان بت پرستی تو نہیں کرتا لیکن اپنی بری خواہشات پر چلنا بھی کم نہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿افرأیت من اتخذ الٰھہ ھوٰیہ﴾ کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنایا ہوا ہے تو ﴿لا الٰہ﴾ میں یہ بھی داخل ہے اور گناہ سے لذت عارضی ملتی ہے اور عزت دائمی جاتی ہے۔ اگر اپنا دل توڑ دو اور اللہ تعالیٰ کا حکم سلامت رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے گا اگر اس کا حکم توڑ دوگے تو وہ تمہیں توڑ دے گا پاش پاش کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے کیوجہ سے ایسی کیف و مستی ملے گی کہ ساری دنیا کے مجانین اور لیالی سلاطین وحکومتوں کی لذت ماند پڑ جائے گی اسلئے کہ خالق لذت مع لذت دوجہاں آئے گا۔

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں
سارے عالم نظر سے گزرے ہیں

اور تقویٰ موت تک فرض ہے قرآن مجید کا ارشاد ہے ﴿ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ﴾ آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں جب تک آپ کو موت نہ آجائے۔

نفس کو حلال مزہ دینا

ارشاد فرمایا کہ نفس کو حلال مزہ دو ورنہ یہ زنجیریں توڑ دے گا اچھے اور رومانٹک الفاظ سے بہلاؤ اچھا کھلاؤ پلاؤ دوستوں میں چائے پیو اور پلاؤ سلوک آسانی

سے طے ہو جائے گا انا کو فنا کر دو جو شیخ کہے اس کی اتباع کر دو پھر حضرت والا نے یہ شعر پڑھا۔

میر مرے دل شکستہ میں
جام و مینا کی ہے فراوانی

تقاضائے شدید پر صبر کا انعام

ارشاد فرمایا کہ تقاضا شدید ہوگا تو صبر بھی شدید ہوگا جب صبر شدید ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ بھی شدید نصیب ہوگی اور معیت کلی مشکک ہے ہر ایک کے ساتھ الگ ہوتی ہے۔ جو معیت پیغمبروں کے ساتھ ہوتی ہے وہ صدیقین کے ساتھ نہیں ہوتی میرے شیخ پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ تعلق مع اللہ کلی مشکک ہے سجدہ میں اور رکوع میں اور نماز میں اور حج میں اور ہر عبادت میں الگ ہے۔ اور نظر بچانے پر الگ ہے اور نظر بچانے پر ایسی تجلیات اترتی ہیں کہ انسان خود محسوس کرتا ہے حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نفس کو جس قدر تقویٰ میں غم پہنچتا ہے اسی قدر اس کی روح میں نور آتا ہے۔

شیخ اور مرید کی مثال

ارشاد فرمایا کہ اپنے شیخ کو یوسف روحانی سمجھو، اور خود کو یعقوب روحانی سمجھو اور آہ وزاری کر و اور شیخ کے سامنے اپنا وجود ختم کر دو، حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا، ابو بکر صدیقؓ کا نام نہیں لیا اسلئے کہ ابو بکر صدیقؓ کو تب بناتے جب ان کا وجود ہوتا بعدی تب ہوتا ہے جب وجود الگ ہو، اور شیخ جوں جوں بوڑھا ہوتا ہے اس کی شراب اور تیز ہو جاتی ہے پھر حضرت والا رونے لگ گئے فرمایا کہ مجھے اپنے شیخ یاد آگئے تھے اس لئے رونا آگیا۔

مجلس بعد نماز مغرب

حضرت والا دامت برکاتہم باوجود ناسازی طبیعت اور ضعف کے حجرہ شریفہ سے خانقاہ میں بیان کیلئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تو بہت کمزوری ہے لیکن پھر بھی جان چھڑکتا ہوں اس لئے کہ جان راہ مولیٰ میں دینے کیلئے ہے بچانے کیلئے نہیں اگر بچانے کیلئے ہوتی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں نہ بھیجتے۔

لواطت پر عقل کے الٹنے کا عذاب

ارشاد فرمایا حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں ابلیس لعین خود لڑکا بن کو مفعول بنا اور اور فعل خبیث کو پوری قوم میں جاری کر دیا اور چھ (۶) لاکھ کی بستی تباہ کر دی اور جبرائیل علیہ السلام نے پچاس میل پھیلی سدوم کی بستیاں زمیں سے اکھاڑ کر الٹا دیں اور بحر مردار آج بھی نشان عبرت ہے اس امت میں آپ ﷺ کی برکت سے اس فعل پر زمین تو نہ الٹی جائے گی لیکن عقل الٹ دی جائے گی اور آخر میں پاگل ہو جائیں گے۔ العیاذ باللہ

مجالس بروز منگل، ۳ر مارچ ۱۹۹۸ء

شیخ کی عظمت

ارشاد فرمایا اگر کسی مجلس میں بڑے بڑے مشائخ موجود ہوں تو عاشق کی توجہ اپنے شیخ کی طرف رہے گی جیسے نانیاں، دادیاں موجود ہوں تو بچہ اپنی ماں کی طرف ہی لپکے گا اس طرح تمام مشائخ سے عقیدت تو ہو لیکن فیض اپنے شیخ ہی سے ملے گا اس کو وحدت مطلب کہتے ہیں۔

ساری دنیا اللہ کی چوکھٹ

ارشاد فرمایا ساری دنیا اللہ کی چوکھٹ ہے بس سر سلامت رہے اور رحمت حق

متوجہ رہے تو کام بنتا رہتا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا اگر ایک مجلس میں سارے بڑے بڑے اولیاء کرام موجود ہوں اور حاجی صاحب موجود ہوں تو میں حاجی صاحب کو دیکھوں گا اور کسی کو نہیں دیکھوں گا کیونکہ مجھے نفع اور فیض حاجی صاحب سے ہی ملے گا۔

اہل اللہ سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ جب حضرت شاہ پھولپوریؒ نے مجھے مثنوی شریف کا یہ شعر پڑھایا۔

قال بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

فرمایا کہ ایمان کو دل میں لانے کی کوشش کرو اور وہ اس طرح ہوگا کہ کسی مرد کامل کے سامنے اور اس کے قدموں میں ملیدہ بن جاؤ اس میں اگر چہ نفس کو تکلیف ہوگی لیکن نفس کو مٹانا ہی پڑے گا۔ اگر نفس کو نہ مٹایا تو حق وفاداری ادا نہ کی۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ جب تھانہ بھون آئے تو حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں ایک شعر پیش کیا۔

نہیں کوئی اور خواہش در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجئے مٹا دیجئے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

قرب الٰہی کی لذت

اللہ تعالیٰ کی ذات غیر فانی ہے جس کے دل میں وہ آئیں گے تو اس کے قرب کی لذت بھی غیر فانی ہوگی جس دن تقویٰ اختیار کرلو گے اور لیلیٰ کو چھوڑ دو گے تو تقویٰ کی برکت سے دل میں مولیٰ آئے گا اور ضرور آئے گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ لیلیٰ بھی چھوٹے اور مولا بھی نہ ملے اس لئے کہ وہ ارحم الراحمین ہے بس یہی راستہ ہے لیلیٰ (حرام لیلیٰ) کو چھوڑ دو اور مولیٰ کو حاصل کرلو۔ اللہ تعالیٰ لغت والفاظ سے نہیں بلکہ ان

کرم سے ملتے ہیں اور اگر ایک شخص تمام تعلقات کے باوجود اللہ کو یاد رکھتا ہے تو جب سب اس کو چھوڑ دیں تو پھر اللہ اس کو یاد رکھے گا۔

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

فرمایا کہ یہ چار اعمال اگر چہ پورا دین تو نہیں ہیں لیکن ان پر عمل کرنے کے برکت سے پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے میرا (۷۰) ستر سالہ تجربہ ہے کہ ان چار کاموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنی دوستی اور ولایت نصیب فرمادے گا۔

ا۔ ایک مٹھی داڑھی رکھنا

تمام انبیاء علیہم السلام نے داڑھی رکھی قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب غیرت دینی میں حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑی انہوں نے عرض کیا ﴿یاابن ام لا تاخذ بلیحتی ولا براسی ﴾ اے میرے بھائی میری داڑھی اور سر کے بال مت پکڑو۔ اور داڑھی پکڑ میں جب آتی ہے جب کہ ایک مٹھی ہو۔ تو داڑھی کا ایک مٹھی ہونا قرآن مدلول سے ثابت ہے۔ اور فرمایا کہ ہماری یہ چیز (گال) بندہ ہے اللہ تعالیٰ نے گالوں کی فیلڈ باغ سنت سجانے کیلئے دی ہے اگر ایک بال بھی ہو تو انشاء اللہ وہ بھی جنت لے جائے گا اگر داڑھی رکھنے پر تم پر کوئی ہنسے تو یہ شعر پڑھ لیا کرو۔

میرے حال پر تبصرہ کرنے والو
تمہیں بھی اگر عشق یہ دن دکھائے

اور یہ شعر بھی پڑھ لیا کرو۔

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

۲۔ٹخنہ ننگا رکھنا

ہر وہ لباس جو اوپر سے آئے جیسے پائجامہ، لنگی، شلوار، عربی جبہ، ان سے ٹخنہ چھپانا حرام ہے حدیث مبارکہ میں وارد ہے کہ جو شخص ٹخنہ چھپائے گا وہ رحمت سے محروم ہوگا دوذخ میں جلے گا اللہ تعالیٰ اس سے بات نہیں فرمائیں گے نہ نظر شفقت سے دیکھیں گے اور نہ توفیق اصلاح ہوگی آپ ﷺ کے ارشاد کے بعد صحابہؓ نے ٹخنے ننگے کر لیے سوائے منافقین کے۔

۳۔نظر کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ عام مسلمانوں کو صرف عید پر حلوہ ملتا ہے اور عاشقوں کو ہر روز حلوہ ایمانی ملتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو نظر بازی میرے خوف سے چھوڑ دے تو میں اسے حلاوت ایمانی عطا فرماتا ہوں عاشقوں کیلئے نظر بچا کر غم اٹھانا عید کی مانند ہے اس پر میرا ایک شعر ہے۔

میرے ایام غم بھی عید رہے
ان سے کچھ فاصلے مفید رہے

بدنظری کرنے والوں کو تین برے لقب ملتے ہیں۔

ا۔اللہ رسول کا نافرمان

کیونکہ ارشاد ربانی ہے:۔اے پیغمبر! ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی بعض نگاہوں کو نیچے رکھیں، یعنی غیر محرم اور حسین لڑکوں سے نظر نیچی رکھیں۔

۲۔آنکھوں کا زانی

کیونکہ بخاری شریف میں ہے کہ ﴿زنا العین النظر﴾ آنکھوں کا زنا نظر بازی ہے۔

۳۔ملعون

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کیونکہ مشکوۃ شریف کی حدیث ہے ﴿لعن اللّٰه الناظر والمنظور اليه﴾ اللہ تعالیٰ کی لعنت اس شخص پر جو جو غیر محرم کو دیکھتا ہے اور اس عورت پر جو دکھاتی پھرتی ہے۔

۴۔دل کی حفاظت

دل مرکز تجلیات الٰہیہ ہے اسی پر انوار ربانی کا ورود ہوتا ہے اگر اس میں گندے گندے خیالات کو انسان پکا تا رہے تو انوار ربانی کیسے آئیں گے۔قرآن مجید کا ارشاد ہے! ﴿يعلم خائنة الاعين وما تخفى الصدور (الآية)﴾ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں آنکھوں کی اور دلوں کی خیانتوں کو، دل کی خیانت گندے خیالات کا پکانا ہے خیال آنا تو معاف ہے لیکن خیال کا لانا گناہ ہے اگر ہمت کے ساتھ یہ چار کام کرے گا تو انشاء اللہ پورا دین آسان ہو جائے گا اور ولی اللہ بن جائیگا۔

مشکلات سے نکلنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ مشکلات سے نکلنا ہو تو گناہ چھوڑ دو کیونکہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ ﴿من يتق اللّٰه يجعل له مخرجا﴾ جو تقویٰ ختیار کرے گا اللہ اس کیلئے راستہ پیدا فرمادے گا۔حضرت موسیٰؑ سے ایک کافر نے پوچھا کہ ایک سوال کا جواب دے دو تو مسلمان ہو جاؤں گا سوال یہ ہے کہ ایک شخص تیر چلا رہا ہے اور کوئی نہیں بچا سکتا تو بچنے کی کیا صورت ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ سے پوچھ کر بتاؤں گا چنانچہ وحی نازل ہوئی کہ چلانے والے کی بغل میں آجائے تو یہ سن کر وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ خالی وظیفے کرنے سے پریشانی دور نہیں ہوگی گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔

پیغمبروں اور سائنس دانوں میں فرق

پیغمبر علیہ السلام ہمیں اس ذات سے جوڑتے ہیں اور اس پر نظر کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں جہاں سے مصائب آتے ہیں اور سائنس دان مصائب پر نظر رکھتے ہیں لیکن اس سے مصیبت رفع نہیں ہوتی۔

شیخ کے پاس بیٹھنے کا ادب

جو شیخ کے پاس بیٹھے تو شیخ پر نظر رکھے بار بار گھڑی دیکھنا خلاف ادب ہے حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ کے پاس کوئی گھڑی دیکھتا یا مزہ نہ آرہا ہوتا تو فرماتے تھے۔

داستان عشق ہم کس کو سنائیں آخر
جس کو دیکھو دیوار نظر آتا ہے

میں نے کبھی شیخ کے سامنے آنکھ بھی نہیں جھپکی، جنگل کا ماحول ہوتا تھا اور ایسا سناٹا ہوتا تھا کہ مغرب کے بعد کوئی آواز نہ آتی تھی اور کبھی کبھی رات ۲ بجے تک بھی جاگا کرتے تھے حضرت شیخ کے ساتھ عجیب مزہ آتا تھا۔

وہ اپنی ذات سے خود انجمن ہے
اگر صحرا بھی ہے پھر بھی چمن ہے

مجالس بروز بدھ، ۴؍مارچ ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نماز فجر درخانقاہ

محبت شیخ

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ﴿من احب عبداللّٰه لا یحبه الا اللّٰـه (بخاری شریف)﴾ اس حدیث میں شیخ کی محبت کی دلیل ہے اسلئے کہ شیخ

کے ساتھ محبت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہے اور اس کا ایک انعام حلاوت ایمانی ملے گا جو ایمان پر خاتمے کی ضمانت ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ملے گی اور نیک اعمال کی محبت بھی ملے گی اس لئے نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی محبت بھی مانگی ہے جیسے کہ بخاری شریف میں ہے ﴿ **اللّٰھم انی اسئلک حبک و حب من یحبک** ﴾ اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں اور آپ سے محبت کرنے والوں کی محبت مانگتا ہوں۔ اور یہ حدیث شریف بھی شیخ کی محبت کی دلیل ہے۔ ﴿ **المرء علی دین خلیله** ﴾ کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ لہٰذا شیخ کی محبت علی سبیل خلت نہ ہوگی تو نفع بخش نہ ہوگی۔ اگر تم کسی اللہ والے کے خلیل ہو جاؤ گے تو اس اللہ والے کا پورا دین، اس کے علوم و معارف، اس کا درد دل، اس کا طرز رفتار اور طرز گفتار اور جینے کے سارے قرینے تم میں منتقل ہو جائیں گے پھر اس کے پاس بیٹھنا شیخ کے پاس بیٹھنا معلوم ہوگا مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ کی محبت اپنے دل کے اندر رکھ، لو اپنی روح کے اندر لے آؤ اور دل نہ دو کسی کو مگر جس کا دل اچھا ہو اور جب دل اچھا ہو جائے گا تو اللہ کی محبت آجائے گی اور اچھی چیز کے پاس گندی چیز بھی اچھی ہو جائے گی۔

شیخ کا ایک ادب

ارشاد فرمایا کہ جب شیخ مسکرائے تو مریدوں کو مسکرانا واجب ہے میں اس کی دلیل دیتا ہوں اگر چہ عاشق کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی دلیل وہ مانگتا ہے جس کے دماغ میں کیڑے ہوں اور کیڑے وہاں پیدا ہوتے ہیں جہاں محبت کم ہو۔

دلیل

حکیم الامت کا فرمان ہے کہ جب تمہارے بڑے مسکرائیں تو تم پر مسکرانا ضروری ہے اور جب رونے لگیں تو رونے لگو یا رونے جیسی شکل بنا لو اور جب ان پر

کوئی حال طاری ہو تو ہنسو نہیں۔

دعوت الی اللہ کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ حضرت شاہ پھولپوریؒ کو خط لکھا کہ میں رات کو ۱۲ بجے تک بیان کرتا ہوں جس کی وجہ سے تہجد میں نہیں اٹھ سکتا اور اس کا بہت قلق رہتا ہے تو حضرت پھولپوریؒ نے جواباً فرمایا کہ کچھ پروانہ کرو دعوت الی اللہ بڑی فضیلت والی چیز ہے اس سے انشاء اللہ پرواز ملے گی۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ایک آدمی کا ایک بیٹا تو اس کا پاؤں دبا رہا ہو اور دوسرا بیٹا گمشدہ بھائیوں کو تلاش کر کے اپنے ابا کے پاس لایا ہو تو مرتبہ دوسرے کا زیادہ ہوگا کیونکہ اس سے ابا کو سکون ملے گا اس طرح جو بندہ اللہ تعالیٰ کے بھٹکے اور بچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ سے جوڑ رہا ہے اس کا مقام اللہ کے ہاں انفرادی عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے اللہ کو ایسے پیارے ہوتے ہیں کہ اگر ضعف اور بیماری کے باوجود تہجد میں اٹھنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج دیتے ہیں تاکہ یہ نہ اٹھیں کیونکہ ان کا سونا تہجد سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی بیماری کو اپنی بیماری قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص سے سوال کریں گے کہ میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت کیوں نہیں کی تو وہ شخص کہے گا کہ اللہ آپ بیمار ہونے سے پاک ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تو عیادت کرتا تو مجھے وہیں پاتا۔

عارف کی عبادت

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس جانے سے اللہ کی معرفت حاصل ہوگی پھر تمہاری دو رکعت بطور عارف کے غیر عارف کی لاکھ رکعت سے افضل ہوگی۔ جس مقام سے عارف اللہ کہتا ہے اس مقام سے غیر عارف

نہیں کہہ سکتا جسطرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کہیں اور ہمارے نبی ﷺ اللہ کہیں وہ دوسروں سے بڑھ جائے گا کیونکہ آپ ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کہ زیارت کی ہے۔

معراج جسمانی

آپ ﷺ کو معراج جسمانی عطا ہوئی تھی اور دلیل قرآن مجید کی آیت ہے ﴿سبحان الذی اسری بعبدہ﴾ اور عبد اس وقت بنتا ہے جب جسم ہو کیونکہ خالی روح تو عبدیت نہیں کر سکتی عبدیت کیلئے جسم ضروری ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ کہاں سے گئے تھے جبکہ آسمان میں سوراخ نہیں تو اس بات پر اتفاق ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے آئے تھے جس راستے سے آدم علیہ السلام آئے تھے اس راستے آپ ﷺ گئے تھے۔

ڈاکٹر ڈارون کا نظریہ

ڈاکٹر ڈارون نے نظریہ پیش کیا کہ انسان بندر کی اولاد ہیں کسی نے حضرت حکیم الامتؒ سے کہا کہ آپ اس نظریے کی رد لکھیں تو آپ نے فرمایا کہ ہر شخص کو اپنا خاندان پیش کرنے کا اختیار ہے ہم نبی زادے ہیں وہ اپنے کو بندر زادے کہتے ہوں تو ضرور کہیں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

توبہ کی کرامت

توبہ کی برکت سے اب صاحب خطا صاحب عطا ہو جاتا ہے اس کی دوری حضوری بن جاتی ہے وہ مردود پھر محبوب بن جاتا ہے اس کو حقیر سمجھنا بہت خطرناک ہے کسی کے ماضی کو مت دیکھو اب اس کی توہین اللہ کی توہین ہے لیکن یاد رکھو کہ انسان کی قیمت میں اضافہ تب ہوتا ہے جب کسی کی صحبت میں رہے جیسے تلی کا تیل اگر گلوں کی صحبت اٹھائے گا تو اب تلی کا تیل نہیں بلکہ گل روغن کہلائے گا۔

حقوق شیخ

ارشاد فرمایا کہ شیخ کے سامنے بات نہ کرو بلکہ جو اس کے دل پر بارش ہو رہی ہو اسی میں نہالو، شیخ کی تواضع مرید کیلئے زہر قاتل ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ کو کسی نے بتایا کہ ایک شیخ اپنے مرید کی جوتی سیدھی کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو شیخ بنانا جائز نہیں ۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو گرم غذاء ملے تو وہ جلد بالغ ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کسی کو شیخ اللہ والا ملے تو جلد روحانی طور پر بالغ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ بعض اللہ والوں کو کوکر جیسی شان دیتے ہیں جس سے جلد ان کی روحانی بریانی پک جاتی ہے اس کا ظاہری سبب تو ان کے مجاہدات ہوتے ہیں لیکن اصل سبب تو عطار بانی ہوتا ہے تائب صاحب نے کیا خوب شعر کہا ہے ۔

ہماری آہ بے سبب تو نہیں
ہمارے زخم سیاق و سباق رکھتے ہیں

پھر فرمایا کہ جو شخص اپنے شیخ کو معمولی سمجھے گا وہ معمولی رہے گا اور جو شخص اپنے شیخ کو عظیم سمجھے گا وہ عظیم بنے گا، ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں فرمایا ﴿من اعترض علی شیخہ ونظر الیہ تحقیرا فلا یفلح ابداً ﴾ جو اپنے شیخ پر اعتراض کرے اور نظر حقارت سے دیکھے تو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگا جو شیخ کی بد خوئی کرے اس کے قریب بھی نہ رہو فوراً اٹھ جاؤ۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ شیخ کی مجلس کو حضور ﷺ کی مجلس خیال کرے کیونکہ وہ نائب رسول ہے۔

حضرت والا کا مولانا جلال الدین رومیؒ سے تعلق

حضرت والا نے فرمایا کہ جب میں کونیا کا مزار قونیہ (ترکی) گیا جہاں حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کا مزار ہے تو مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بچپن ہی سے مثنوی رومیؒ سے فیض پا رہا ہوں میری تربیت

انہوں نے کی ہے دوسرے بزرگوں سے فیض بطفیل حضرت رومیؒ حاصل ہوا پھر ارشاد فرمایا کہ جس طرح بیٹے کی رگوں میں باپ کا خون دوڑتا ہے اسی طرح مرید کی رگوں میں شیخ کا خون دوڑتا ہے۔

شیخ کے ساتھ سفر

اگر کوئی محبت کے ساتھ شیخ کے ساتھ سفر کر رہا ہو تو انشاء اللہ قیامت والے دن بھی ساتھ ہوگا اور شیخ کے دین میں حصہ دار بھی ہوگا۔

خصوصی مجلس بعد نماز مغرب قیام گاہ میں

پیر حقانی کی نشانی

ارشاد فرمایا کہ غیر عالم مرید یہ دیکھے سے اس شیخ کہ مختلف خطوں کے علماء بیعت ہو رہے ہیں اور قلبی مناسبت بھی اس سے محسوس ہو تو فوراً اس سے بیعت کر لے جس طرح غیر ڈاکٹر کیلئے کسی ڈاکٹر پر اعتماد کیلئے کافی ہے کہ دوسرے ڈاکٹر بھی اس سے علاج کروا رہے ہوں۔

شیخ و مرید

شیخ کو یہ حق حاصل ہے کہ مرید کو ٹھونک بجا کر دیکھتا رہے تا کہ اس کی پختگی کا اندازہ ہوتا رہے اور اگر مرید لائق ہے تو شیخ کی خاموشی سے بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حضرت حکیم الامت کی احتیاط

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے فرمایا کہ جامعہ مظاہر العلوم میں طالب علمی کے زمانہ میں جب چھٹی ہوتی تو ہم تھانہ بھون چلے جاتے اور سر منڈاتے تھے لیکن حضرت تھانوی پھر بھی سامنے نہیں بیٹھنے دیتے تھے اور مجھے اور نواب قیصر صاحبؒ کو خانقاہ میں ٹھہرنے کی اجازت بھی نہ تھی بلکہ الگ مکان میں ایک

بڑے میاں کی نگرانی میں رہا کرتے تھے حضرت ہردوئی کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ نے فرمایا کہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ طالب علمی ہی سے صاحب نسبت تھے۔

ایّاک نعبد کے بعد ایّاک نستعین نازل کرنے کا راز

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ پھولپوریؒ ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی غیر محدود عظمت کا حق ہم طاقت عبدیت محدود کے ساتھ ادا نہیں سکتے اس لئے ایا ک نعبد و کے بعد ایاک نستعین نازل کیا کہ ہم سے استعانت اور مدد طلب کرو کہ تمھاری عبادت کا ہر لمحہ ہماری مدد کا محتاج ہے۔

کبر کا علاج

جب بھی کسی نعمت پر بڑھائی آئے تو فوراً کہو کہ اللہ تیرا کرم ہے اس پر شکر کرے شکر اور کبر جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ کبر سبب بُعد ہے اور شکر سبب قرب ہے لوگوں کی تعریفوں سے اپنی قیمت مت لگاؤ غلام کی قیمت غلام نہیں لگایا کرتے بلکہ مالک لگایا کرتا ہے اور احباب سے ملنا جلنا بھی نہ چھوڑو کیونکہ اس سے کبر آجاتا ہے حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ مجھے نہایت خوشی ہوتی ہے کہ میرے احباب آپس میں ملتے رہتے ہیں حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک غم ایسا رہتا ہے کہ جس کی وجہ سے کبر و عجب قریب بھی نہیں آتا کہ اشرف علی قیامت کے دن تیرا کیا حال ہوتا؟

بڑوں کا ایک دوسروں کا ادب

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ابرار الحق شاہ صاحبؒ ہردوئی شریف (انڈیا) سے کراچی تشریف لائے تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ باوجود معذوری اور بڑی عمر ہونے کے زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ حضرت ہردوئی نے فرمایا کہ آپ نے کیوں تکلیف کی میں خود حاضر ہو جاتا حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ **القادم یزار** کہ آنے

والے کی زیارت کی جاتی ہے۔

نشست بعد نماز عشاء در خانقاہ

حضرت والا دامت برکاتہم جب بیان کیلئے کرسی پر جلوہ افروز ہوئے تو مولانا ہمایوں کبیر خان چاؤ گال سے یہ اشعار پڑھنے کیلئے فرمایا جو کہ حضرت والا ہی کے ہیں تقریباً ۲ مرتبہ سے زیادہ پڑھا حضرت اور مجمع پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی اشعار یہ ہیں۔

کوئی حاجت ہو رکھتا ہوں تیری چوکھٹ پہ سر اپنا

الٰہی اپنی رحمت سے تو کردے باخبر اپنا
نہ انجم ہیں ہمارے اور نہ یہ شمس و قمر اپنا

سوا تیرے نہیں ہے کوئی سنگ در اپنا
کوئی حاجت ہو رکھتا ہوں تیری چوکھٹ پہ سر اپنا

خداوندا محبت ایسی دے دے اپنی رحمت سے
کرے اختر فدا تجھ پر یہ دل اپنا جگر اپنا

میں کب تک نفس دشمن کی غلامی سے رہوں رسوا
تو کرلے ایسے ناکارہ کو پھر بارد گر اپنا

چھڑا کر غیر سے دل تو اپنا خاص کر ہم کو
تو فضل خاص کو ہم سب پہ یا رب عام کر اپنا

بہ فیض مرشد کامل تو کردے ہنس زاغوں کو
کہ وقف خانقاہ شیخ ہے قلب و جگر اپنا

تغافل سے ہے جو کی توبہ تو ان کی راہ میں اختر
ہمہ تن مشغلہ ہے ذکر کا شام وسحر اپنا

اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت

اللہ تعالیٰ رب العٰلمین ہیں وہ اپنی رحمت وشفقت سے جسمانی اور روحانی پرورش فرماتے ہیں رب العٰلمین میں دونوں پرورشیں داخل ہیں اس کے بعد الرحمٰن الرحیم نازل فرمایا اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندے کو سوکھی روٹی بھی کھلاتے ہیں خصوصاً جوانی میں تنگدستی ہوتی ہے اور بڑھاپے میں فراوانی ہوتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ پھر تقویٰ میں زیادہ مجاہدہ نہیں رہتا حضور ﷺ کو بھی جوانی میں تنگی میں رکھا گیا جس کو اللہ تعالیٰ بڑا مرتبہ دینا چاہتے ہیں اس پر مشکلات جسمانی اور روحانی ڈالتے رہتے ہیں جب بندہ غم اٹھاتا ہے تو ایک دن اللہ کو پا جاتا ہے جس کو بلندی چاہتے ہیں اسے مصائب میں مبتلاء کرتے ہیں آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ﴾ ہم نے آپ سے وہ بوجھ اٹھالیا جس نے آپ کی کمر توڑی ہوئی تھی ایک جہاد سے آتے تھے ابھی ہتھیار اتارتے نہیں تھے کہ اگلے کا حکم ہو جاتا تھا اس کے ساتھ اپنے بھی ستاتے تھے یہ مصائب اس لیے دیئے تھے کہ ﴿ ورفعنا لک ذکرک ﴾ کہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ جس کی تفسیر حدیث قدسی میں یہ آتی ہے ﴿ اذا ذکرتُ ذکرتَ معی ﴾ جب میرا ذکر ہوگا تو تیرا بھی ذکر ہوگا۔

اب مرا نام بھی آئے گا تیرے نام کے ساتھ

اگر غم نہ آئے تو خوشی میں بیلنس نہیں رہتا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے راستے میں مصیبت آئے تو گھبراؤ نہیں لگے رہو۔

مجالس بروز جمعرات، ۵؍مارچ ۱۹۹۸ء

مجلس بعد نمازِ فجر درلبِ دریا

آج فجر کے بعد حضرت والا نے دریا پر جانے کا حکم فرمایا، حضرت والا کو تین

مقامات بہت پسند ہیں، سکوت صحرا، دامن کوہ اور لب دریا، چنانچہ ۲۵، ۳۰ آدمیوں کا قافلہ چند موٹروں میں بیٹھ کر دریا کی جانب روانہ ہوا ویسے تو ڈھاکہ میں کئی دریا بہتے ہیں لیکن جس دریا پر جانے کا پرگرام بنا تھا وہ دس پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر تھا تقریباً ایک گھنٹہ میں دریا پر پہنچے بنگلہ دیش میں لوگ زیادہ تر سفر دریاؤں کے ذریعے کرتے ہیں دریاؤں کے کناروں پر جابجا کشتیوں کے اڈے تھے اسی طرح کے ایک اڈے پر پہنچے چند احباب کشتی کا انتظام کرنے لگے حضرت والا اور دیگر ساتھی دریا کے قریب انتظار کرنے لگے حضرت والا لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے اچانک ایک اہم مضمون بیان کرنا شروع فرمادیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی روحانی بارش کسی وقت اور جگہ کی پابند نہیں کھڑے کھڑے آدھ پونے گھنٹے میں وہ مضمون بیان فرمایا، وہ گفتگو نہ تو ٹیپ ہوسکی اور نہ بندہ کے علاوہ کوئی ضبط کرسکا بندہ عجلت میں جو چند سطور ضبط کرسکا وہ آئندہ پیش کی جارہی ہیں پھر کشتی پر سوار ہوگئے۔ حضرت والا نے بندہ کو صبح کے معمولات پورا کروانے کا حکم فرمایا میں نے وہ معمولات پورے کروائے اس کے بعد حضرت والا نے گفتگو فرمائی ہم لوگ تقریباً ایک گھنٹہ کشتی میں سوار رہے حضرت والا نے آج کچھ ایسی خاص توجہ ڈالی تھی کہ ہر ایک آپ کی طرف ہمہ تن گوش تھا اور خارجی ماحول سے بے ہوش تھا۔ جب گھنٹے بعد کشتی سے اترے تو اس میں اختلاف ہوگیا کہ کشتی چلی بھی تھی یا نہیں، ظہر سے پہلے واپس خانقاہ ڈھالکہ نگر پہنچے۔

مضمون خاص برلبِ دریا

دعا کا ادب

ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ جب مخلوق کیلئے دعاء فرماتے تو بداء بنفسہ تو پہلے اپنے سے ابتداء فرماتے تھے بندہ جب بھی دعاء کرے تو پہلے اپنے لیے دعا کرے پھر دوسروں کیلئے کرے پہلے اپنی اصلاح کی دعاء کرے پھر دوسرں کی اصلاح کی دعا کرے

صرف دوسروں کیلئے دعاء کرنے میں مرض چھپا ہوا ہے، وہ ہے عجب (اپنے کو اچھا سمجھنا)۔

اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے کا انعام اور غیر اللہ پر مرنے کا وبال

حضرت والا نے دریا کے کنارے پر کھڑے کھڑے اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے اور اللہ تعالیٰ کو خوش رکھنے پر اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو جو خوشی عطا فرماتے ہیں اور غیر اللہ پر مرنے والوں کو اس غیر اللہ سے جو ظلمت اندھیرا اور وبال ملتا ہے۔ اس کا فرق بیان فرمایا اور دریا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دریا کو دیکھو اور خالق دریا کو سوچو، رہو فرش پر دل ہو عرش پر یہ غذا بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں۔

ا۔ پہلا فرق

ارشاد فرمایا کہ جب بندہ حرام خوشیوں کو قربان کر کے ہر وقت اللہ کو خوش رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو غیر محدود خوشی عطا فرماتے ہیں چونکہ اس غیر محدود خوشی کا محل مومن کا قلب ہے تو اس کو ایسی وسعت عطا فرماتے ہیں جس میں ہفت زمین و آسمان سما سکیں کیونکہ ہر شخص گھر اپنی مقدار پر بناتا ہے پھر وہ بندہ غموں اور کانٹوں میں بھی مسکراتا رہتا ہے۔

مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

آں یکے در کنج مسجد مست و شاد
آں یکے در باغ ترش و نامراد

ایک شخص مسجد کے کونے میں خوشی سے مست ہے اور دوسرا پھولوں میں رو رہا ہے رونے والا پھول کیوجہ سے نہیں رو رہا بلکہ اس کے دل میں غم ہے اور جو کانٹوں میں مسکرا رہا ہے اس کے دل میں خوشی ہے۔ جبکہ غیر اللہ پر مرنے والے کا دل تنگ کر دیا جاتا ہے اسی کو ﴿معیشۃ ضنکا﴾ کہا ہے ان کے منہ میں کباب اور دل پر عذاب ہوتا ہے اور اللہ کو خوش کرنے والوں کو منہ میں سوکھی روٹی ہے اور دل میں بریانی ہے۔

۲۔ دوسرا فرق

اللہ تعالیٰ جس قلب کو خوشی عطا فرماتے تو وہ خوشی پاک ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں جس سے اس شخص کی پاکیزگی میں اضافہ ہوجاتا ہے اور غیر اللہ نجس ہے تو اس سے حاصل ہونے والی خوشی بھی نجس ہے جس سے اس شخص کے قلب و جان نجاست سے بھر جاتے ہیں اس نجاست کو سمندر بھی نہیں دھو سکتے یہ صرف توبہ کے آنسو سے دھلتے ہیں۔

۳۔ تیسرا فرق

تیسرا فرق یہ ہے کہ اس غیر محدود کی برکت سے دل کا عالم اس قدر وسیع ہوجاتا ہے کہ زمین و آسمان کی وسعت تنگ معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس قلب میں خالق عالم ہے۔

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں
نہ جانے کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں

۴۔ چوتھا فرق

اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ خوشی بے مثل ہوتی ہے دلیل یہ ہے ﴿ولم یکن اللہ کفوا احداً﴾ کہ اسکا کوئی مثل نہیں لہٰذا اس کی عطا کا بھی کوئی مثل نہیں ایک ولی کی خوشی بھی دوسرے ولی کی خوشی سے الگ ہوتی ہے کیونکہ اسکی شان منفرد ہے اسکی عطاء بھی منفرد ہے یہ گناہ تو قسمت کافراں ہیں قسمت اولیاء نہیں یہ نصیب دشمناں ہیں نصیب دوستاں نہیں۔

۵۔ پانچواں فرق

اللہ کی عطاء کردہ خوشی سے قلب کو اطمینان اور چین نصیب ہوتا ہے نہ صرف خود چین سے ہوتے ہیں بلکہ انکے پاس دوسرے بھی چین پا جاتے ہیں۔

عاشق مولیٰ اور دریا کا کنارہ

اسی دوران ارشاد فرمایا اکثر اولیاء اللہ نے دریاؤں کے کناروں پر خانقاہیں بنائی ہیں کیونکہ اسکی لہر سے دل میں لہر اٹھتی ہے اور خواب میں پانی دیکھنا معرفت حاصل ہونے کی دلیل ہے جنت میں سب سے پہلے جنتیوں کو مچھلی کا جگر کھلایا جائیگا کیونکہ مچھلیاں بہت معرفت رکھتی ہیں اسلئے کہ اللہ کا عرش پہلے پانی پر تھا تو اللہ تعالیٰ مقرب مخلوق کو مقربین کی پہلی غذا بنائیں گے لیکن آجکل بزرگوں کا مشورہ ہے کہ خانقاہیں جنگلوں اور دریاؤں پر مت بناؤ کیونکہ لوگ سست اور خطرات بھی ہیں لہٰذا شہر کے دل میں بناؤ۔

۶۔ چھٹا فرق

اللہ تعالیٰ کی خوشی کو حاصل کرنا بہت آسان ہے کیونکہ وہ کام نہ کرنے پر صلہ دیتے ہیں یعنی نافرمانی والے کام مت کرو جبکہ غیر اللہ کو خوش کرنا بہت مشکل ہے غیر اللہ کو کتنا بھی خوش کرلیں پھر بھی بے وفائی کریگا۔

۷۔ ساتواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشی دائمی اور غیر فانی ہے جبکہ غیر اللہ سے ملنے والی خوشیاں فانی ہیں۔

۸۔ آٹھواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ خوشی سے مرتے دم تک اللہ یاد رہتا ہے اور حرام خوشی پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ باوجود اسباب کے اس خوشی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

۹۔ نواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ خوشی دنیا میں بھی خوش رکھتی ہے اور قیامت کے دن

بھی اور جنت میں بھی یہ خوشی باقی رہیگی اور گناہ کر کے حاصل ہونے والی لذت اور خوشی دنیا میں بھی ذلیل وخوار کرے گی آخرت میں بھی ذلیل ورسوا کرے گی۔

۱۰۔دسواں فرق

اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ خوشی متعدی ہوتی ہے اسکے پاس بیٹھنے والوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے بغیر آپریشن اور انجیکشن کے اور ڈپریشن ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل جنت ہے جبکہ لیلیٰ سے حرام مزے کرنے والا خود مزے کرتا ہے دوسروں کو نہیں دے سکتا بلکہ رقیبوں کے مرنے کی دعائیں کرتا ہے اور اکیلا چھپ چھپ کے حرام خوشی درآمد کرتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

یوں تو ہوتی ہے رقابت لازماً عشاق میں
عشق مولیٰ ہے مگر اس تہمت بد سے بری

ملفوظات در کشتی

اس کے بعد کشتی میں سوار ہوئے فجر کے بعد کے معمولات سے فارغ ہو کر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا۔

صدیق اکبر کا عشق

سیدنا صدیق اکبرؓ عاشق تھے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے تین چیزیں سب سے زیادہ پسند ہیں ﴿النظر الیک﴾ آپ کو دیکھتے رہنا ﴿والجلوس بین یدیک﴾ آپ کے حضور میں بیٹھنا ﴿وانفاق مالی علیک﴾ اور اپنا مال آپ ﷺ پر خرچ کرنا۔ تو جس کو اپنے پیر حقانی کے ساتھ تعلق پیدا ہو جائے اور یہ تین چیزیں اسے اپنے شیخ کی نسبت سے پسندیدہ اور محبوب ہو جائیں تو انشاء اللہ ولایت صدیقیت نصیب ہوگی۔

شیخ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ﴿تھادوا تحابوا﴾ ایک دوسرے کو ہدیہ دو آپس میں محبت پیدا ہوگی تو نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہدیہ کا لازمی اثر محبت شیخ ہے لہٰذا مرید کو شیخ کی محبت حاصل کرنے کیلئے اس سنت پر عمل کرنا چاہیے اور ہدیہ شیخ کی ضرورت سمجھ کر پیش نہ کرے بلکہ اپنی ضرورت سمجھ کر پیش کرے اور اس میں نیت بھی شیخ کو خوش کرنا ہو ثواب کی نیت سے نہ ہو ورنہ صدقہ بن جائے گا اور غیرت مند اولاد باپ کو صدقہ نہیں دے سکتی اور یہ بھی خیال نہ کرے کہ ہدیہ میں پیش کی جانے والی چیز قیمتی ہو اگر معمولی چیز پیش کروں گا تو شاید وہ قبول نہ کریں ایسی بدگمانی نہ کرے۔

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ ایک نیک شخص اپنے شیخ کے پاس لکڑیاں لے گیا اور ان کی خدمت میں پیش کر کے بڑی عاجزی اور نیاز مندی سے عرض کیا کہ میں غریب آدمی ہوں اور یہ لکڑیاں لے کر آیا ہوں تو ان اللہ والوں نے اس کی اتنی قدر فرمائی کہ اپنے خدام سے کہا کہ اس لکڑی کو نہ جلانا بلکہ میرے مرنے کے بعد میرے غسل کا پانی ان لکڑیوں سے گرم کرنا شاید اس کے اخلاص کیوجہ سے نجات پا جاؤں۔

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ اپنے شیخ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں دیسی گھی لے جایا کرتے تھے اور وہ دیسی گھی خود تیار کرتے تھے ایک مرتبہ جب دیسی گھی پیش کیا تو حضرت تھانوی سونگھ کر مست ہو گئے اور اتنی قدردانی فرمائی کہ اپنے خادم نیاز کو بلایا اور کہا کہ اس کو سنبھال کر رکھنا کسی کو نہ دینا صرف میں کھچڑی میں ڈال کر کھایا کروں گا۔

حضرت والا نے فرمایا کہ میں طالب علمی میں اپنے شیخ حضرت پھولپوریؒ کی خدمت میں اکثر نیم کی مسواک پیش کرتا تھا ایک دفعہ ایک آنہ کی الائچی پیش کی جن

کی تعداد پانچ تھی اور ایک دفعہ مٹی کا ڈھیلا پیش کیا تا کہ استنجاء میں استعمال کر سکیں اور ارشاد فرمایا کہ کہ ہدیہ کا ادب یہ ہے کہ اس کو پہلی ملاقات میں پیش کا جائے تا کہ قیام کے دوران فیوض و برکات میں اضافہ ہو۔

نشست بعد عشاء

عاشقوں کا مقام

ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جہاں بھی رہو اللہ کے عاشقوں میں رہو جس شہر میں جاؤ وہاں کسی اللہ والے کو تلاش کرو اور اس کے پاس رہو اتنی بڑی نعمت ہے کہ جب اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ کو ستایا تو اللہ تعالیٰ نے ناقدروں سے چھین کر عاشقوں کو دے دیا اور مدینہ شریف ہجرت کا حکم ہوا۔ اللہ تعالیٰ تو قادر تھا کہ آپ ﷺ کے دشمنوں کو ختم کر دیتا لیکن دکھلانا تھا کہ عاشقوں کا کیا مقام ہے پھر مکہ فتح ہونے کے بعد بھی عاشقوں کے پاس مدینہ رہنے کا حکم دیا اور پھر مدینہ شریف ہی سے پورے عالم میں اسلام پھیلا۔

بیوی سے محبت

بیوی سے محبت میں مجنوں کا کردار ادا کیا کرو اور شرعی احکام میں ﴿قوامون علی النساء﴾ رہو اور اللہ کی محبت کو غالب رکھو۔

حج کیلئے بھیک مانگنا

ارشاد فرمایا کہ بھیک مانگ کر حج کرنا جائز نہیں اگر خواب میں دیکھ بھی لے اور غیبی اشارہ بھی ہو جائے تو مالداروں کے سامنے ذکر کرنا جائز نہیں کتنے اولیاء اللہ بغیر حج کے مر گئے قیامت کے دن کتنے حاجی پاجی نکلیں گے اور کتنے غیر حاجی ولی اللہ نکلیں گے لوگ حج کر کے روضہ پر حاضری دے کر اور وہاں رو رو کر واپس اپنے ملکوں

میں آتے ہیں تو احکام الٰہی کو توڑتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو ذبح کرتے ہیں۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۶/مارچ ۱۹۹۸ء

نشست بعد فجر

مولیٰ کو پانے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان چاہتا کہ اللہ کو پا جائے اور اس کو پانا بہت بڑا انعام ہے کیونکہ وہ خالق چین ہے جو اس کو پائے گا وہی چین سے رہے گا لیکن مولیٰ جب ملے گا جب لیلیٰ سے پاک ہو جاؤ گے صرف اپنی حلال کی بیوی کو انڈہ کھلاؤ مرنڈا پلاؤ لیکن ڈنڈا نہ دکھلاؤ برداشت کرو بہت لوگ عورتوں کی کڑوی کسیلی برداشت کر کے ولی اللہ بن گئے جن میں ابوالحسن خرقانی اور حضرت مولانا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولیٰ کو پانے کے اس راستے کی دلیل کلمہ طیبہ ہے جس میں پہلے لا الہ ہے الہ کا معنیٰ محبوبین اور ہر بری خواہش بھی الہ ہے قرآن مجید نے ﴿افرائیت من اتخذ الٰهہٗ هواه﴾ کی آیت میں حرام خواہشات کو ﴿الہ﴾ قرار دیا ہے تو معلوم ہوا کہ ﴿الہ﴾ کی دو قسمیں ہیں ایک بت اور دوسری بری خواہش جس سے اللہ ناراض ہو اور ﴿ھوا﴾ کا معنیٰ گرنے کے ہیں اور بری خواہش ذلت و خواری اور اللہ سے دوری کے گڑھے میں گرا دیتی ہے اسلئے اسے ﴿ھوا﴾ کہتے ہیں یہ معنیٰ امام اصفہانیؒ نے بیان کیا ہے۔ تو ﴿لا الہ﴾ کے بعد ﴿الا اللّٰہ﴾ ہے تو اللہ تعالیٰ نے نقطہ آغاز میں ہی اپنے آپ کو عطا کر دیا ہے نہ تہجد نہ نفلی نماز روزہ بس ﴿لا الہ﴾ کی تکمیل کر لو تو ﴿الا اللّٰہ﴾ حاصل ہو جائے گا پھر آگے کلمہ کا دوسرا جز ﴿محمد رسول اللّٰہ

﴾ ہے یعنی جو کام کرو سنت کے مطابق کرو۔

لا الٰہ ہے مقدم کلمہ توحید میں
غیر حق جب جائے دل میں حق آجائے ہے

پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے سرد آہ بھر کر فرمایا کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر فدا ہونا ہے تو اختر کے پاس رہو اگر اللہ پر فدا نہیں ہونا اور کام چور ہو تو اختر کو چھوڑ دو۔ ﴿ لا الٰہ الا اللّٰہ ﴾ میں ابتداء سے لیکر انتہا تک تعلیم ہے اور یاد رکھو جس دن دل مولیٰ آئے گا تو دیکھ کر ہی پتا لگ جائے گا کہ اس کے دل میں مولیٰ ہے جس طرح وزیر اعظم ہاؤس کو دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے اندر وزیر اعظم ہے۔

نفس کی موت

نفس ہر وقت بری خواہش کرتا ہے یہ اس کی فطرت ہے اور دلیل قرآن مجید کی آیت ہے ﴿انّ النفس لامّارة بالسوء﴾ گر مرتا ہے تو تجلیات الٰہیہ سے مرتا ہے کیونکہ مالک حقیقی کے سامنے کسی کی مجال ہے۔

جب مہر نمایاں ہوا تو چھپ گئے تارے

یہ ہے ﴿الا ما رحم ربی﴾ اگر نفس کا تقاضا ہو اور اس پر عمل نہ کرے تو یہی تقویٰ ہے جس قدر تقاضا سخت ہوگا اس قدر غم زیادہ ہوگا اور اسی قدر نور زیادہ ہوگا زیادہ غم اٹھانے پر تجلیات متواترہ مسلسلہ وافرہ بازغہ حاصل ہوں گی لہٰذا ہمت سے کام کرو۔

ان کا دامن اگرچہ دور سہی
ہاتھ اپنا بھی تم دراز کرو

نشست در رمنا پارک ڈھاکہ

اس کے بعد حضرت والا اور احباب ڈھاکہ شہر کی سب سے بڑی تفریحی جگہ رمنا پارک تشریف لے گئے احباب کا بہت بڑا قافلہ ساتھ تھا تھوڑی چہل قدمی کے

بعد ایک خوبصورت گراسی پلاٹ میں حضرت والا کی نشست بنائی گئی احباب چٹائیوں اور گھاس پر بیٹھ گئے۔

قیامت یوم الحساب

حضرت والا نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن دو طرح کا حساب دینا پڑے گا ایک حق خالق اور دوسرا حق مخلوق خالق کے حقوق فرائض و واجبات وغیرہ ہیں دوسرا مخلوق کا حق ہے اگر چیونٹی پر بے فکری سے پاؤں رکھ دیا یا بلی کو کھانا نہ دیا تو اس پر بھی مواخذہ کا اندیشہ ہے ظلم کا بدلہ لینا جائز ہے لیکن برابر ہو لہذا صبر کی تلقین فرمائی ﴿ ولئن صبرتم لهو خير لكم ﴾ پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے ان الفاظ میں دعا فرمائی اے اللہ آپ کے حقوق میں جتنی کوتاہیاں ہوئی ہوں اپنی رحمت سے معاف فرما اور آپ کی مخلوق کے حقوق میں جو کوتاہیاں ہوئی ہوں تو ان سے ہمارا راضی نامہ کرادے (آمین)۔

پھر ارشاد فرمایا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں نقل فرمایا ہے ﴿ ان اللّٰه تعالٰى اذا قبل توبة عبده ورضى عنه ارضى عنه خصومه ﴾ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور اس سے خوش ہو جاتے ہیں تو اس سے حقوق کا مطالبہ کرنے والوں سے راضی نامہ کرادیں گے۔ تین دفعہ قل ھو اللہ پڑھ کر روزانہ امت کو بخش دیا کرو اگر کفار کو ستایا ہے تو ان کیلئے یوں دعا کر دیا کرو کہ ان کو دنیا ہی میں دے دے لیکن یاد رکھو یہ اس وقت ہے جب دنیا میں حق ادا کرنے پر قادر نہ ہو سکا یا معافی تلافی کی مہلت نہ ملی اور موت آگئی اگر قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرتا ہے تو یہ ظالم اور مجرم ہے پھر حضرت والا نے یہ دعائیہ شعر پڑھا۔

دست بکشا جانب زنبیل ما
اے خدائے دو جہاں و کہکشاں

قمری تاریخ کی ایک حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایک چاند دیا جبکہ دوسروں سیاروں جیسے مریخ اور زہرہ وغیرہ کو زیادہ چاند دیے کیونکہ زمین پر انسان رہتے ہیں اور شریعت کا نفاذ مطلوب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام میں شمسی تاریخیں ختم کر کے قمری تاریخیں رائج فرما دیں اور راز یہ ہے کہ چاند کیوجہ سے ہر زمانے میں نور ملتا ہے لہٰذا ہر زمانے میں حج، روزے وغیرہ آتے رہتے ہیں پھر ہنس کر فرمایا کہ مسلمان محترم ہے اسلئے اس کا سال بھی محرم سے شروع ہوتا ہے اور کافر جانور ہے تو اس کا سال بھی (جانوری) جنوری سے شروع ہوتا ہے۔

سورج کا قرب اور چاند

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سیارہ عطارد کو چاند نہیں دیا کیونکہ وہ سورج کے قریب ہے اور وہ ہر وقت روشن رہتا ہے معلوم ہوا کہ جو سورج کے قریب ہونگے ان کو چاند کی ضرورت نہیں تو جو اللہ والے قرب کا سورج لیے ہوئے ہیں انہیں چاندوں کی ضرورت نہیں۔

رمنا پارک سے خانقاہ واپسی

تقریباً دو گھنٹے کے بعد رمنا پارک سے خانقاہ واپسی ہوئی خانقاہ پہنچ کر ارشاد فرمایا۔

جوانی کی بیعت

کہ کوئی جوانی میں مجھ سے مرید ہو تو میں بہت خوش ہوتا ہوں کیونکہ میں بھی ۱۷ سال کی عمر میں مرید ہوا تھا پھر بخاری شریف کی حدیث میں جن سات شخصوں کے بارے میں قیامت کے دن عرش کا سایہ ملنے کی بشارت ہے ان میں ایک وہ نوجوان

بھی ہے جو اپنی نوجوانی اور جوانی کی مستیاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں فنا کر دیتا ہے۔

قرض لینا دینا

ارشاد فرمایا کہ قرض لینا جائز ہے اور ثابت ہے بھیک نہ مانگے لیکن تھوڑا تھوڑا لوگوں سے لے تاکہ بوجھ نہ بنے اور حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ قرض اس قدر زیادہ نہ دو کہ دل پر اثر ہو جائے۔

خطبہ جمعۃ المبارک

معیت الصالحین

خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم نے ﴿وکونوا مع الصادقین﴾ کی آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ گناہ کرنے والا بھی اپنے آپ کو برا سمجھتا ہے لیکن اپنی نالائقی کا علم علاج کیلئے کافی نہیں جیسے کسی کو ڈاکٹر نے گردے میں پتھری بتلائی ہو تو صرف علم ہونے سے علاج نہیں ہوگا جب تک دوا اور پرہیز نہ کرے اس طرح بہت سارے سالکین کو روحانی بیماری کا علم ہے لیکن صحت حاصل نہیں علم پر عمل کرنے کیلئے قوت ارادیہ اور ہمت کی ضرورت ہے اور وہ اہل ہمت سے ملتی ہے جو کہ ہر وقت ﴿یریدون وجہہ﴾ رہتے ہیں یعنی اللہ کی ذات کو مراد بنائے رہتے ہیں۔ کی آیت حضرات صحابہ کرامؓ پر اتری تھی اور ﴿یریدون﴾ فعل مضارع لا کر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی اس زمانہ حال اور مستقبل کی وفاداری کی ضمانت دی کہ اب بھی اور مستقبل میں بھی میرے مرید ہیں اور میں ان کی مراد ہوں ﴿یریدون وجہہ﴾ جملہ خبریہ نازل فرما کر بتلایا کہ جس کو میری معرفت حاصل ہو جائیگی وہ میرا ہی مرید ہوگا جس شخص کا کوئی بھی ارادہ نہ ہو وہ گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ ارادہ خیر سے خیر ملے گی ﴿نفس امارۃ بالسوء﴾ کیلئے ارادہ بالخیر ضروری ہے اگر دل کسی ارادے سے

خالی ہوگا تو خود بخود ارادہ بالشر آجائے گا کیونکہ نفس کی فطرت ﴿ارادہ بالسوا ء﴾ ہے یعنی ﴿کثیر العمل بالسوء﴾ بہت زیادہ برائی کا حکم دینے والا اور ﴿السوء﴾ کا الف لام جنس کیلئے ہے کہ گناہ کی کوئی قسم ایسی نہیں جو اس میں داخل نہ ہوتو مولیٰ نے مولیٰ ملنے کا طریقہ خود بتلا دیا کہ میرے پانے والوں کے ساتھ رہو، جیسے کباب کا عاشق کباب والے کے ساتھ رہے گا تو کباب پائے گا اگر کسی کے پاس کباب ہی نہ ہوں تو کیا پائے گا۔ اور جب مولیٰ والے بنو گے تو اندھیرے خود بخود چھٹ جائیں گے چمگادڑ سورج کا سامنا نہیں کرسکتا، اندھیرا اور نور جمع نہیں ہوسکتا جہاں اللہ تعالیٰ ہے وہاں گناہوں کے تقاضے مضمحل ہوجاتے ہیں۔

اگر قرآن نازل ہوجاتا اور ہر ایک کے گھر پہنچ جاتا تو کوئی بھی صحابی نہ بن سکتا صحابیت کیلئے نبی کریم ﷺ کی صحبت ضروری ہے قرآن راستہ دکھلاتا ہے اور نبی ﷺ اس راستہ پر چلاتا ہے اگر صرف علم پڑھ کر ولی اللہ بن سکتے تو ﴿کونوا مع الصادقین﴾ نازل نہ ہوتا۔

عشاق علماء اور خشک علماء میں فرق

ارشاد فرمایا کہ عشاق علماء میں تحاسد نہیں ہوتا اور خشک علماء میں تحاسد اور تباغض ہوتا ہے۔

یوں تو ہوتی ہے رقابت لازماً عشاق میں
عشق مولیٰ ہے مگر اس تہمت بد سے بری

بری خواہشات کا خون اور انعام باری تعالیٰ

ارشاد فرمایا کہ دنیا میں کچھ دن بری خواہشات کنٹرول کرلو پھر اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمھاری خواہشات پوری کریگا اور لازوال زندگی کی خوشیاں عطا فرمائے گا وہاں تمنا پاک ہوگی اور ہر سانس پر الحمدللہ نکلے گا کسی سانس میں انا للہ نہیں نکلے گا کیونکہ

وہاں رنج وغم نہیں اناللہ کا دفتر بند ہو جائیگا وہاں لڑائی بھی ہنسی مذاق اور مزے کیلئے ہوگی کیونکہ کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی دنیا میں لڑائی چیزوں کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے جنت میں ہماری چاہت کے مطابق انتظام کیا جائے گا۔

انسانی طبیعت کی خاصیت

ارشاد فرمایا کہ امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں صفات واخلاق کا عکس حاصل کرنے کا مادہ اور خاصیت رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں یہ صلاحیت نہیں رکھی کسی سور کو ہرن کے ساتھ رکھو تو اسکی عادت تبدیل نہیں ہوگی کسی مکھی کو پروانے کے ساتھ رکھو تو اس کی خصلت تبدیل نہیں ہوگی کیونکہ انہیں ولی اللہ نہیں بنانا تھا اور انسان کو ولی اللہ بنانا تھا کسی ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی اللہ بن جاتا ہے پھر ارشاد فرمایا کہ جو سالک اللہ اللہ کرتے ہیں ان میں شیخ کا فیض جذب کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔

نشست بعد عشاء در خانقاہ

ولی اللہ اور نفس

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے ولی وہ ہیں جو نفس کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکتے بلکہ شیر بنتے ہیں نفس کس کو کہتے ہیں؟ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا انسان کی مرغوبات طبعیہ غیر شرعیہ نفس کہلاتی ہیں۔ جو لوگ عبادت تو کرتے ہیں گناہ سے نہیں بچتے وہ کولہو کے بیل ہیں اللہ کی دوستی اور نسبت مع اللہ حاصل نہیں کر سکتے انہوں نے ساری کمائی یوں ہی لٹائی، اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

خلاف شرع شیخ تھوکتا بھی نہیں
اندھیرے اجالے مگر چوکتا بھی نہیں

دور سے حسینوں کو دیکھ کر ڈرنا تقویٰ کی علامت ہے جہاں دوست ہو وہاں تالا لگایا جاتا

ہے اللہ کے ولی اپنی آنکھوں پر تالے لگائے رکھتے ہیں اگر کوئی آنکھ کی حفاظت نہیں کررہا تو اس نے دولت پانے کی جگہ دولات کھا رہا ہے۔ میں ان سے خطاب کررہا ہوں جو ولی اللہ بننے کی فکر میں ہیں یہ ولایت کا کورس پڑھایا جارہا ہے۔

گناہ کی علامت

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے گناہ کی دو علامتیں بیان فرمائی۔

۱۔ ﴿ماحاک فی صدرک﴾

جس سے دل میں کھٹک اور پریشانی پیدا ہو جائے یہ دلیل ہے کہ یہ منکر ہے ورنہ معروف سے کھٹک پیدا نہیں ہوتی۔

۲۔ ﴿وکرھت ان یطلع علیہ الناس﴾

اور مخلوق کے جاننے سے پریشانی رہے اختر عرض کرتا ہے جب نفس کوئی کام کا تقاضا کرے تو کہو کہ میں دوستوں سے مشورہ کرلوں اور دعا کروالوں انشاء اللہ اس سے نفس اپنا تقاضا بھول جائے گا۔

اللہ والے کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ ایک اللہ والے کی قیمت کوئی ادا نہیں کرسکتا کیونکہ اس کے دل پر تجلیات الٰہیہ رہتی ہیں حضرت مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں۔

تازگیء برگلستان جمیل
ہست بر باران پنہاں دلیل

اللہ والوں کا ہرا بھرا اور تروتازہ ہونا دلیل ہے کہ ان کے باطن میں عطاء ربانی کی بارش ہورہی ہے ایک شخص نے توبہ کرلیا اور اس کو مولیٰ مل گیا تو مست ہو گیا تو جوش محبت میں کہا۔

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمداللہ عجب ارزاں خریدم

کہ چند پتھر دیکر میں نے جانِ جاں کو حاصل کرلیا الحمدللہ کس قدر وہ سستے ہیں۔

مجالس بروز ہفتہ، ۷ر مارچ ۱۹۹۸ء

المرکز الاسلامی ڈھاکہ کا دورہ

المرکز الاسلامی ڈھاکہ بنگلہ دیش کی ایک ایسی رفاہی تنظیم ہے جسے اہل علم چلاتے ہیں اس کے مرکزی کردار مولانا شہید الاسلام صاحب ہیں جو حضرت والا کے خلیفہ اور جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل ہیں ان کے رفاہی مراکز بنگلہ دیش کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں اور بیسیوں ایمبولینس مختلف شہروں میں خدمت خلق میں مصروف ہیں رفاہی کام کے علاوہ مکاتیب اور مدارس اور مساجد کا بھی وسیع کام ہے۔ ڈھاکہ میں اس تنظیم کے تحت دو بڑے ہسپتال چلتے ہیں بچوں اور بچیوں کے معیاری تعلیمی ادارے ہیں خاصطور پر نابینا بچوں کیلئے مخصوص طرز پر تعلیم کا انتظام ہے۔

المرکز الاسلامی کے ارباب انتظام کے اصرار پر حضرت والا نے ڈھاکہ میں قیام کے آخری دن صبح ۱۰ بجے کا وقت عنایت فرمایا اور ایک بڑے قافلے کی شکل المرکز الاسلامی کے مرکز دفتر میں تشریف لے گئے حضرت والا ان کا کام دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوب دعائیں دیں وہاں مختصر نشست میں جو ارشادات عالیہ بیان فرمائے وہ پیش خدمت ہیں۔

مومن کا سورج

ارشاد فرمایا کہ مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورج صرف ہمارا نہیں ہے بلکہ اس میں کافر بھی شریک ہیں اور وہ بھی اسے دیکھتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے ہمارا خاص سورج قرب الٰہی کا سورج ہے اور وہ جان کی بازی لگا کر اس کی نافرمانی

سے بچنے پر عطا ہوتا ہے جو شخص آنکھ کی روشنی اللہ تعالیٰ پر قربان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشنی عطا فرما دیتا ہے اور جو چوری کرتا ہے اس کے دل پر فوراً عذاب آتا ہے پھر جوش سے فرمایا آپ ﴿اللہ﴾ آپ ہیں آپ سب کچھ ہیں غیر غیر ہے اور غیر کچھ بھی نہیں مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ یہ دن تو کافر کیلئے بھی نکلتا ہے ہمارا دن وہ ہے جب اللہ کو یاد کریں اسطرح ہماری روزی بھی اللہ کی یاد ہے تو مومن کا روز اور روزی دونوں اللہ کی یاد ہیں۔

اللہ کی قدرت

ارشاد فرمایا کہ اگر مخلوق پرانی گاڑی کو ریکنڈیشن کرنے پر قادر ہے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں سے برباد دلوں کو ریکنڈیشن کرنے اور انہیں قلب ولی بنانے پر بطریق اولیٰ قادر ہیں اور یوں دعا کیا کرو۔ اے اللہ! ہمارے دل کے پرزے خراب ہو چکے ہیں انھیں ریکنڈیشن فرما کر ولی اللہ کا دل بنا دے (آمین)۔

مجلس در خانقاہ بعد نماز عشاء

آج یہ بنگلہ دیش میں حضرت والا کی آخری مجلس تھی چنانچہ خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت والا نے یہ شعر پڑھا۔

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے جس دن کیلئے

ولایت کا مدار

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ولایت گناہ چھوڑنے پر رکھی ہے گناہ چھوٹنے پر نہیں۔ اگر ایک انسان اندھا ہو جائے تو اسے نظر بچانے پر ایمانی حلاوت نہیں ملے گی کیونکہ یہ اختیاری نہیں ہے۔

نظر کی حفاظت پر ایمانی حلاوت کا وعدہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت پر حلاوت ایمانی کا نقد وعدہ کیوں فرمایا ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ دل جسم کا بادشاہ ہے اگر بادشاہ مزدوری کرے تو اس کی اجرت زیادہ ہوگی تو نظر کی حفاظت پر دل دکھ اٹھاتا ہے ٹوٹتا ہے اور حدیث شریف میں ہے۔ ﴿ انا عند المنکسرة قلوبهم ﴾ کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں اسلئے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے پانے والے وہ لوگ ہیں جو اوامر کا امتثال اور مناہی سے اجتناب کرنیوالے ہوں ﴿ ولا یروغ روغان الثعالب ﴾ یعنی اللہ کے راستے میں لومڑیانہ چال چلنے والے نہ ہوں۔

تیرے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسمل
شہادت نہیں میری محتاج خنجر

شہید کافر کی تلوار سے خون آلود ہے اور عاشق اللہ کے حکم کی تلوار سے خون آلود ہے۔

حسن کے سامنے بہادری نہ دکھلانا

ارشاد فرمایا کہ حسن کے معاملے میں کبھی بھی بہادر نہ بنو اور اپنے آپ پر کبھی بھی اعتماد نہ کرو نظر بچاؤ اور غم اٹھاؤ میں خود اپنے وعظ میں حسین لڑکوں کو دائیں بائیں بٹھلاتا ہوں، حسین کو حاشیہ اور غیر حسین کو متن بناتا ہوں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ﴿ خلق الانسان ضعیفا ﴾ کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اس پر میرے اشعار سنو!

تحمل حسن کا مجھ کو نہیں ہے
بہت مجبور ہوں میں اپنے دل سے

بچاتا ہوں نظر کو اپنی میں ان سے
کہ دھوکہ میں نہ کھا جاؤں آب وگل سے

اور لڑکوں کے حسن کا فتنہ زیادہ اشد ہے حضرت سفیان ثوریؒ نہار ہے تھے کہ حمام میں ایک امرد آ گیا تو چیخنے لگے کہ اس کو جلدی نکالو میں اس پر دس شیطان دیکھتا ہوں اور عورتوں پر دو شیطان دیکھتا ہوں لہٰذا نظر بچا بچا کر دل توڑنے کی مشق کرو پھر تمھارا دل گھر بن جائے گا خالق دل کا۔

الوداعی شعر

بیان کے آخر میں مجمع سے رخصت لیتے ہوئے آپ نے یہ الوداعی شعر پڑھا۔

ادھر وہ ہیں کہ جانے کو کھڑے ہیں
ادھر دل ہے کہ بیٹھا جارہا ہے

۸ رمارچ ۱۹۹۸ء، بروز اتوار

پاکستان واپسی

آج تقریباً ۱۲ بجے PIA کے ذریعے پاکستان واپسی ہے ہم مسافروں کے دلوں میں وطن واپسی کی وجہ سے ایک گنا خوشی ہے اور میزبان افسردہ ہیں حضرت والا نے بوقت استقبال بے قاعدگی کی وجہ سے الوداع کہنے کیلئے ائرپورٹ جانے پر پابندی لگادی اور بہت مخصوص احباب کو جانے کی اجازت ملی۔ خانقاہ حاجی دلاور ڈھالکہ نگر سے چند موٹروں پر حضرت والا دامت برکاتہم اور رفقاء کا قافلہ حضرت کے دیرینہ دوست حبیب احمد کے گھر روانہ ہوا ان سے ملاقات کر کے تقریباً ۱۱ بجے ائیرپورٹ پہنچے۔

ڈھاکہ انٹرنیشنل ائیرپورٹ پر

احباب سے رخصت ہو کر ائیرپورٹ کے اندر داخل ہو گئے ائیرپورٹ کے

اندر بھی بہت سے لوگ حضرت کے معتقدین میں سے تھے انہوں نے جلدی ہی پاسپورٹ اور ٹکٹوں کی کاروائی مکمل کروالی اور ہم لوگ حضرت والا کے ساتھ لاؤنج میں چلے گئے۔

حضرت والا دامت برکاتہم کی دینی صلابت

انسان دنیا کے مختلف ماحولوں سے متاثر ہو کر بعض دینی تقاضے چھوڑ بیٹھتا ہے لیکن اہل اللہ ہی کی خاصیت ہے کہ وہ ہر جگہ نفس و شیطان اور دنیا داری کے تقاضوں سے پہلے دین اور ایمان کے تقاضوں کو مقدم رکھتے ہیں اور مرضی مولیٰ کو ہر چیز پر فوقیت دیتے ہیں اسی کو حضرت خواجہ مجذوبؒ نے فرمایا ہے۔

زمانہ ہو خلاف پروا نہ چاہئے
پیش نظر تو مرضی جاناناں چاہئے
اس نظر سے جانچ کر کر تو فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے اور کیا کیا نہ چاہئے

ڈھاکہ ائیر پورٹ پر بھی کچھ اس قسم کی صورت حال پیش آگئی کہ پی آئی اے کی فلائیٹ برائے کراچی (پاکستان) اڑان کا وقت اور ڈھاکہ میں نماز ظہر کا ابتدائی وقت ایک تھا روانگی سے تقریباً ۱۵ منٹ پہلے جہاز پر سوار ہونے کا اعلان ہوا اور پندرہ منٹ ہی نماز ظہر کے شروع ہونے میں باقی تھے حضرت والا نے دریافت فرمایا کہ ظہر کی نماز میں کتنا وقت باقی ہے تو ہم نے عرض کیا کہ تقریباً ۱۵ منٹ ،تو حضرت نے فرمایا کہ نماز ظہر پڑھ کر جہاز میں سوار ہوں کیونکہ کراچی پہنچنے تک ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا۔ ادھر تقریباً تمام سواریاں سوائے حضرت والا اور رفقاء کے جہاز میں سوار ہو چکے تھے روانگی سے ۶ یا ۷ منٹ پہلے ائیر پورٹ کے افسران دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ آپ لوگ جہاز میں سوار ہو جائیں ورنہ جہاز کا دروازہ بند ہو جائیگا تو حضرت والا نے فرمایا کہ کوئی

بات نہیں اگر ہم نہ جا سکے تو کوئی فکر کی بات نہیں ساری زمین اللہ کے عاشقوں کا گھر ہے ہم ڈھاکہ میں اور رہ لیں گے دین کا اور کام ہو جائیگا افسران نے بڑی منت وزاری کی لیکن آپ نے فرمایا کہ ہم نماز ظہر پڑھے بغیر سوار نہیں ہوں گے آخر جہاز کا عملہ مجبور ہو گیا انہیں انتظار کرنا پڑا اور ادھر جونہی ظہر کا وقت داخل ہوا حضرت والا نے خود جماعت کرائی پورے اہتمام اور سنت کے مطابق نماز پڑھائی حالانکہ حضرت والا کی عام عادت یہ ہے کہ کسی ساتھی سے نماز پڑھواتے ہیں لیکن اس دن خلاف عادت خود نماز پڑھائی اور کسی ساتھی سے نہیں پڑھوائی کہ کہیں وہ ماحول کے دباؤ اور عجلت میں خلاف سنت نماز نہ پڑھادے نماز کے بعد پھر اطمینان سے جہاز پر سوار ہوئے جہاز کا عملہ اور سارے سوار تخت معرفت کے سلطان اور ان کے غلاموں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے اسی موقع کیلئے تائب صاحب نے یہ شعر کہا ہے ؎

غناء قلب کا عالم تو دیکھو
نظاروں نے ہمیں دیکھا ٹھہر کے

کراچی ائیر پورٹ پر

ڈھاکہ سے تقریباً ۴ گھنٹے کا سفر کرکے عصر کے وقت کراچی پہنچے، سارا سفر انڈیا پر سے ہوا سفر کے دوران راجستھان کے لق ودق صحرا پر سے بھی گزرنا ہوا جہاز جس کی پرواز تقریباً ۸۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ تھی ایک گھنٹہ تک اس صحرا پر پرواز کرتا رہا نیچے کا منظر کافی حد تک واضع نظر آرہا تھا درخت نام کی کوئی چیز نظر نہ پڑی ہر طرف ریت اور ہر طرف ٹیلے ہی ٹیلے نظر آرہے تھے کہیں کہیں چند کچے مکان نظر پڑتے تھے اور میں خالق صحرا کی قدرت پر حیران تھا کہ کہاں کہاں اپنی مخلوق کو بسایا ہوا ہے کراچی ائیر پورٹ پر رش کی وجہ سے ہمارے جہاز کو ٹرمینل پر جگہ نہ مل سکی اسلئے سیڑھی کے ذریعے سواریوں کو اتارا گیا جونہی جہاز کے دروازے کھلے کراچی ائیر پورٹ کے ایوی

اسٹیشن کے سب سے بڑے افسر جو حضرت والا کے مرید بھی ہیں اپنے عملہ کے ساتھ استقبال کیلئے موجود تھے حضرت والا کو لفٹ کے ذریعے اتارا گیا اور باقی رفقاء سیڑھیوں کے ذریعے اترے ایوی اسٹیشن کے حضرات اپنی گاڑی میں حضرت والا دامت برکاتہم کو ائیر پورٹ کی عمارت میں لے گئے جبکہ دیگر احباب بس کے ذریعے عمارت میں پہنچے۔

ائیر پورٹ کی عمارت کے اندر حضرت مولانا مظہر میاں صاحب مدظلہٗ ائیر پورٹ کے افسران کے ساتھ استقبال کیلئے موجود تھے جبکہ باہر عشاق کا ایک جم غفیر اپنے محبوب شیخ کے دیدار کیلئے مشتاق کھڑا تھا حضرت والا فوراً ہی ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر تشریف لے گئے اور احباب سے ملاقات کے بعد خانقاہ روانہ ہو گئے جبکہ ہم لوگ پاسپورٹ پر انٹری وغیرہ اور سامان وغیرہ کے حصول کے بعد تقریباً پونے گھنٹے کے بعد خانقاہ پہنچے۔

خانقاہ کراچی میں چند روز قیام

ڈھاکہ سے واپسی پر چند روز حضرت والا کے پاس رہ کر بہاولنگر واپس ہوا۔

بندہ نے ۱۹۸۰ء سے لیکر ۱۹۹۸ء تک خانقاہ پر گمنامی میں وقت گزارا۔ حضرت والا دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مظہر میاں صاحب کے علاوہ نہ کوئی جانتا تھا نہ کسی سے تعلق تھا حضرت والا کے ساتھ بندہ کا یہ پہلا غیر ملکی سفر تھا میرے قلب و جان نے سفر میں کیا محسوس کیا وہ میرا وجدان ہی جانتا ہے وہ الفاظ کے سانچے میں ڈھالنا ممکن نہیں بس اتنا مختصر عرض کروں گا کہ ۲۵ دنوں میں ہمہ وقت یہ کیفیت رہتی تھی جیسے عرش کے پاس رہتا ہوں اور بندہ کو یقین تھا کہ اس سفر میں مجھے نفع سب سے زیادہ ہوا ہے اور الحمدللہ اس بات کی حضرت والا دامت برکاتہم نے بھی تصدیق فرمائی جب بندہ نے بہاولنگر سے خط میں اس بات کا تذکرہ کیا تو حضرت والا دامت برکاتہم نے جواب

میں تحریر فرمایا کہ میرا ابھی یہی گمان ہے کہ سب سے زیادہ آپ کو نفع ہوا ہے۔

۱۳؍ مارچ ۱۹۹۸ء، بروز جمعۃ المبارک

حضرت والا دامت برکاتہم کی موجودگی میں بندہ کا بیان

خیر چند دن بعد جمعۃ المبارک تھا حضرت والا دامت برکاتہم جمعۃ المبارک کے خطاب کیلئے مسجد اشرف میں تشریف لائے کرسی پر جلوہ افروز ہوئے سالکین، سامعین اور عاشقین کا ہجوم تھا سب مشتاقانہ نگاہوں سے حضرت شیخ کے چہرہ انور کو دیکھ رہے تھے، شاعر نے اسی موقع کیلئے کہا ہے ؎

چہرہ شیخ ہے پر تو نور حق
طور سینین ہیں رخ کی تابانیاں

اچانک حضرت والا نے مجھے کھڑا ہونے کا حکم فرمایا پھر اپنی زبان مبارک سے میرا تعارف کروایا میری حوصلہ افزائی کیلئے ایسی باتیں فرمائیں جن کے بارے میں لسان شیخ سے ادا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وہ چیزیں نصیب فرمادیں گے (انشاء اللہ) اسلئے میں کہا کرتا ہوں کہ شیخ الحدیث کا منصب بہت بلند و برتر ہے ہم جیسوں کو اس کا اہل ہونا خواب دکھائی دیتا ہے لیکن چونکہ شیخ اس لقب سے مجھے یاد فرماتے ہیں امید ہے کہ اللہ مجھے اس کا اہل بھی فرمادیں گے (انشاء اللہ)۔ اٹھارہ (۱۸) سال میں یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت والا دامت برکاتہم کے حلقہ میں میری پہچان ہوئی اور اس کے بعد الحمدللہ ان محبتوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے واقعی اللہ والے ذرے پر نظر ڈال دیں تو اس کو آفتاب بنادیتے ہیں پھر حضرت والا نے بندہ کو رنگون کے سفر کی روداد بیان کرنے کو فرمایا یہ حضرت والا کی موجودگی میں بندہ کی پہلی لب کشائی تھی الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی دعا کی برکت سے سفر رنگون کا آنکھوں دیکھا حال خاص کیفیات کے ساتھ پیش کیا جس کی

حضرت والا دامت برکاتہم اور سامعین نے بہت توصیف فرمائی اور یہی چیز سفر نامہ لکھنے کا داعیہ بنی۔

بہاول نگر واپسی

مورخہ ۱۴ مارچ ہفتہ والے دن حضرت والا سے اجازت لیکر بندہ بہاول نگر واپس ہوا۔ اس سفر کی برکت سے بہاول نگر میں بھی نشر محبت الٰہی کے کام میں بہت اضافہ ہوا، اللہ تعالیٰ نظر بد سے محفوظ فرمائے (آمین)۔ الحمدللہ حضرت والا دامت برکاتہم بہاول نگر کی خانقاہ اشرفیہ اختریہ کو خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی ایجنسی اور فوٹو اسٹیٹ فرماتے ہیں اور اب دوست بہاول نگر کو الفت نگر کہتے ہیں اسی کو تائب صاحب نے فرمایا ؂

جو ایک ایک کر کے ہم محبت سیکھ لیں ان کی
تو رفتہ رفتہ الفت کے نگر آباد ہوجائیں

﴿ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم﴾ (آمین)

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِين (القرآن)

ترجمہ:- اور سچوں کے ساتھ رہو۔

شعبان، رمضان ۱۴۲۱ھ، بمطابق ۲۰۰۰ء

مرتبہ

ناشر

مکتبہ حکیم الامت رح، جنوبی گیٹ جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر

☎ 063-2272121

نفس دشمن ھے دشمن کو ناشاد کر

اپنے مالک سے اٹھ کر کے فریاد کر
دل کو سجدہ میں رو رو کے فریاد کر

روح کو نورِ تقویٰ سے تو شاد کر
نفس دشمن ہے دشمن کو ناشاد کر

دل کو نورِ خدا سے تو آباد کر
اور گناہوں کی خواہش کو برباد کر

حمد سے اس زباں کو تو حماد کر
سر کو چوکھٹ پہ اُن کی تو سجاد کر

قلب و جاں کو تو اس در پہ عباد کر
اور سکون دل و جاں کو خلاد کر

اپنی خوشیوں کو اختر تو برباد کر
اپنے رب کی خوشی سے دل آباد کر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معیت صادقین کی ضرورت واہمیت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد!

﴿فاعوذباللّٰہ من الشیطن الرجیم﴾

﴿بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم﴾

﴿یاایہاالذین امنوااتقوااللّٰہ وکونوا مع الصادقین وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المرء علیٰ دین خلیلہٗ فلینظر احدکم من یخالل او کما قال علیہ الصلوۃ والسلام صدق اللّٰہ وصدق رسولہ النبی الکریم﴾

سب سے پہلے خیر جو آسمان سے بندوں کی طرف نازل ہوئی وہ وحی الٰہی ہے سب سے پہلی قیمتی چیز جو بندوں نے دربارالٰہی میں پیش کی وہ ایمان ہے اس مٹی کے ظرف کی قیمت ایمان کی وجہ سے ہے اور ظرف کی قیمت ہمیشہ مظروف کی وجہ سے ہوتی ہے اگر ظرف انسانی میں مظروف ایمان ہے تو یہ اشرف المخلوقات ہے اور اگر مظروف ایمان نہیں تو یہ" ﴿اولٰئک کالانعام بل ھم اضل﴾ ترجمہ:۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔" کا مصداق ہے اور ایمان ہی کی وجہ سے نوع انسانی خطاب ربانی کا موجب ہے اور قرآن مجید کی آیت ﴿یاایہاالذین امنوااتقوااللّٰہ وکونوامع الصادقین﴾ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی حفاظت تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ کی ولایت اور دوستی اسی کو مل سکتی ہے جس کا ایمان محفوظ ہو اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی اور ولایت کو تقویٰ پر موقوف کیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ﴿ان اولیاءہ الاالمتقون﴾ تو انسانوں میں افضل ایمان والے ہیں اور ایمان والوں میں افضل تقویٰ والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حصول

معیت صادقین پر رکھا ہے یعنی اس نعمت عظمیٰ کا حصول راہ تقویٰ میں سچے لوگوں کی صحبت پر ہے اسی لئے ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت ایسے بزرگ کی صحبت ہے جس سے تقویٰ اور ولایت حاصل ہو جائے۔

اہل تقویٰ کی کس قدر صحبت مطلوب ہے؟ تو علامہ آلوسیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس قدر اہل تقویٰ کے صحبت میں رہے کہ ان جیسا ہو جائے۔

اور غوث الثقلین امام الاولیاء قدوۃ السالکین حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ نے علماء کی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تحصیل علم کے بعد چھ مہینے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہو اور پھر منبر پر بیٹھو تو پھر تمھارا منبر منبر ہوگا اور تمھاری تقریر تقریر ہوگی۔

اور مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ پڑو، انشاء اللہ تقوے کی دولت حاصل ہو جائیگی اور ایک مرتبہ ارشاد فرمایا! مرغی کے نیچے اکیس دنوں میں مردہ انڈوں میں جان پڑ جاتی ہے تو چالیس دنوں میں اللہ والوں کی صحبت سے مردہ روح میں زندگی پڑ جاتی ہے۔

مسلمانوں کے سب سے پہلے طبقے حضرات صحابہ کرامؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت ہی سے دین سیکھا اس لئے تمام شرفوں پر شرف صحابیت سب سے فائق ہے اور صحابی کہلانا ہی بہت بڑے اعزاز کا باعث ہے اس لئے صحبت کے ذریعے سیکھے ہوئے دین کے جو جواہرات مرتب ہوتے ہیں وہ غیر صحبت یافتہ میں نہیں پائے جاتے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک نظر میں صحبت یافتہ عالم اور غیر صحبت یافتہ عالم میں فرق کر سکتا ہوں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کسی دوسرے کی صحبت سے متاثر ہونے کی صلاحیت صرف انسان میں ودیعت فرمائی ہے کسی اور مخلوق میں نہیں ہے اور یہ صلاحیت اس لئے دی ہے کہ انسان نیکیوں کی صحبت سے نیک ہو جائے۔

بندہ حضرت شیخ کی خدمت میں

حضرت والا دامت برکاتہم سے بندہ ناچیز کا تعلق ارادت ومحبت ۱۹۸۰ء سے ہے، بندہ کا وہ زمانہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں طالبعلمی کا تھا۔ حضرت والا کی وعظ وارشاد کی مجلس جمعہ المبارک کو صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک ہوتی تھی۔ ان مجالس میں پابندی سے حاضری ہوتی رہی۔ پھر فراغت کے بعد جب بہاولنگر واپسی ہوتی تو سال میں دو تین مرتبہ کراچی خانقاہ میں حاضری ہوتی۔ حضرت والا کبھی لاہور تشریف لاتے تو وہاں بھی زیارت کیلئے حاضر ہوتا لیکن پہلے طالبعلمانہ مصروفیت اور پھر فراغت کے بعد والد گرامی حضرت مولانا نیاز محمد ختنی ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیرانہ سالی کی وجہ سے جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر کے انتظام والصرام کی مشغولیت کی وجہ سے مسلسل حضرت شیخ دامت برکاتہم کی خدمت میں رہنے کا موقع نہ مل سکا اس کی ہمیشہ فکر رہی کہ اصلاح وتزکیہ کا نصاب چالیس روز درخدمت شیخ پورا کیا جائے یہاں تک کہ ۹ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۵ء کو حضرت والا نے حرم مکہ شریف میں اجازت وخلافت لکھ کر یہ بارگراں اس ناتواں پر ڈال دیا۔ اس ذمہ داری کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں چالیس روز قیام کا احساس اور شدت اختیار کر گیا لیکن عوارض آڑے آتے رہے، اگرچہ ۱۹۹۸ء میں پچیس روز معیت شیخ میں برما وبنگلہ دیش کے سفر کے دوران نصیب ہوئے لیکن چالیس روزہ نصاب کی بات دل میں کھٹکتی رہی اور اس کمی کو قلب وجان محسوس کرتے رہے پھر ۲۰۰۰ء کے وسط میں حضرت پر فالج کا حملہ ہوا پھر تو یہ احساس، تشویش اور قلق میں تبدیل ہو گیا اور جوں ہی طبیعت میں بہتری آنا شروع ہوئی تو بندہ اپنے ضروری کاموں کو سمیٹنا شروع کر دیا اور ۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ حضرت شیخ کی خدمت میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی حاضر خدمت ہو گیا اور یکم شعبان

سے دس رمضان المبارک تک چالیس دن حضرت والا دامت برکاتہم کی خدمت میں رہنے کا موقع نصیب ہوا۔ واللہ الحمد والشکر۔

رفقائے چلہ اور حضرت کا انداز

حضرت والا دامت برکاتہم نے بندہ کی بہت تحسین فرمائی اور کراچی کے خلفاء جن کا ابھی چلہ نہیں لگا تھا انہیں ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ مولانا جلیل احمد اپنی تعلیمی وتدریسی اور انتظامی وانصرامی مصروفیات موقوف کر کے چالیس دن رہنے کیلئے آئے ہیں تو آپ لوگ کیوں وقت نہیں لگا سکتے۔ جب کہ میں تمہیں یہ بھی رعایت دیتا ہوں کہ دن کو اپنے کاروبار یا دفتر بھی جا سکتے ہو لیکن گھر جانے کی اجازت نہیں اور رات کو خانقاہ سے باہر رہنے کی بھی اجازت نہیں۔

تو حضرت والا کے اس ارشاد پر بہت سے خلفاء تیار ہو گئے جن میں حضرت حاجی نثار احمد صدیقی صاحب مدظلہ، حضرت مفتی نور الزماں صاحب مدظلہ، حضرت حاجی ناصر گلزار صاحبؒ، حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب مدظلہ، حضرت حاجی رضی الدین مدظلہ قابل ذکر ہیں۔ اور حضرت والا نے فرمایا کہ مولانا جلیل ان سب کے امیر ہیں۔

معمولات خانقاہ

حضرت والا کی روزانہ تین مجلسیں ہوتی تھی۔ اور حضرت والا باوجود بیماری کے اپنے کمرے سے خانقاہ تشریف لاتے تھے اور گھنٹہ گھنٹہ کرسی پر تشریف فرما رہتے تھے۔

پہلی مجلس بعد فجر

فجر کے بعد مجلس ذکر ہوتی تھی یہ ذکر بالجہر ہوتا تھا، جس میں بیچ بیچ میں کہیں عشق الٰہی کے اشعار پڑھے جاتے تھے اس مجلس میں ایک تسبیح کلمہ طیبہ اور ایک تسبیح اسم

ذات لفظ ﴿اللّٰہ﴾ کی۔ اور آخری تین قل شریف تین تین مرتبہ پڑھے جاتے تھے اگر کوئی مضمون حضرت والا کو وارد ہوتا تو ذکر کے بعد اسی کو ارشاد فرماتے۔

دوسری مجلس بوقت چاشت

حضرت والا دامت برکاتہم کی دوسری مجلس تقریباً گیارہ بجے ہوتی تھی، ابتداء میں بندہ کے ذمہ حضرت والا کی کتاب ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج'' حاضرین مجلس کو پڑھ کر سنانا ہوتا تھا حضرت والا کبھی تشریف لاتے اور کبھی علالت طبع کی وجہ سے تشریف نہ لا سکتے لیکن بعد میں الحمدللہ مستقل تشریف لاتے رہے۔ اور بندہ نے یہ کتاب سبقاً سبقاً چالیس روز میں پڑھ کر سنائی، سامعین نے بے پناہ فائدہ محسوس کیا اگر کہیں ضرورت پڑتی تو حضرت والا کسی بات کی شرح بھی فرمادیتے۔

تیسری مجلس بعد نماز عشاء

حضرت والا کی تیسری مجلس عشاء کی نماز کے بعد منعقد ہوتی، اس میں اکثر حضرت والا کا کلام پڑھا جاتا اور حضرت والا فرماتے یہ اشعار نہیں ہیں بلکہ منظوم وعظ ہیں اور یہ اشعار نہیں ہیں بلکہ میرا دردِ دل ہے جو اشعار میں ڈھل گیا، اور پھر حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے یہ شعر پڑھتے ؎

شاعری مد نظر ہم کو نہیں ہے
واردات دل لکھا کرتے ہیں

اک بلبل ہے ہماری راز داں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم

ان کے آنے کا لگا رہتا ہے دھیان
بیٹھے بٹھلائے اٹھا کرتے ہیں ہم

اس مجلس میں عجیب وغریب انوارات ہوتے تھے، حضرت والا اور حاضرین پر عجیب

کیفیات طاری ہوتی تھیں۔ حضرت والا کہیں کہیں کسی شعر کی شرح میں بے حد قیمتی باتیں ارشاد فرماتے جن میں سے کچھ آئندہ صفحات میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چالیس روز در حضورِ شیخ

مجالس بروز اتوار، ۲۹؍اکتوبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز فجر

فجر کے بعد مجلس ذکر ہوئی اور اس کے بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم خانقاہ جدید سندھ بلوچ سوسائٹی (کراچی) تشریف لے گئے اور ویل چیئر پر زیرِ تعمیر دارالعلوم کی سیر فرمائی اور پھر خانقاہ میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں مجلس ہوئی اور حضرت اقدس دامت برکاتہم کا عارفانہ کلام پڑھا گیا، اسی دوران محترم جناب کامل چائلی صاحب دامت برکاتہم خادم خاص حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی ہندوستان سے تشریف لائے حضرت اقدس انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اپنے کلام سے مجلس کو خوب گرمایا۔

ایک ڈی ایس پی صاحب مجلس میں حاضر ہوئے تو حضرت والا نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ خانقاہی پانچ کلی ٹوپی پہنا کریں یہ پانچ کلیاں اسلام کے پانچ ارکان کی علامت ہیں اور اس سے لوگوں کو خانقاہ سے تعلق کا علم ہوگا اور یہ تعلق ظاہر کرنا بھی عبادت ہے۔ واپسی پر حضرت کے کسی خلیفہ کا ایک بے ریش مرید بار بار آگے بڑھ کر آپ کو دیکھ کر مسکراتا تو اس پر آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ اول تو بے ریش کو اس طرح آگے بڑھنا نہیں چاہئے اور دوسرا جب شیخ ہنسے تو ہنسو اور جب روئے تو روؤ۔

مجلس بعد نماز مغرب

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی تمنا اور دعا

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی۔

﴿اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ﴾

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقدر فرما۔''

حضرت والا دامت برکاتہم نے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی دعا اور تمنا کی بڑی لطیف تشریح فرمائی ارشاد فرمایا کہ موت فی سبیل اللہ چونکہ ایک مشکل کام ہے اس لئے اسکو بطور رزق کے مانگا ہے تا کہ مرغوب اور محبوب ہو جائے اور دوسرے جملہ میں واجعل موتی فرمایا قبری نہیں فرمایا تا کہ موت مدینہ میں آئے نا کہ مرے کہیں اور اور قبر مدینہ میں بنے اس سے نئی بدعت شروع ہو جاتی کہ لوگ مرتے کہیں اور اور مدینہ میں دفن ہونے کی وصیت کرتے۔ موت فی سبیل اللہ کو بطور رزق مانگنے کی مناسبت سے ارشاد فرمایا کہ جیسا کہ حضور ﷺ نے امت کو یہ دعا تلقین فرمائی۔

﴿اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ﴾ ترجمہ:۔ ''اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھلا اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما، اور باطل کو باطل دکھلا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین''

اس دعا میں اتباع حق اور اجتناب عن الباطل کو رزق سے تعبیر فرمایا تا کہ یہ دونوں چیزیں محبوب ہو جائیں دوسرا انسان کو موت اس وقت تک نہیں آتی جب تک رزق کو مکمل نہ کر لے اور تیسرا رزق آدمی کو اور آدمی رزق کو تلاش کرتا ہے تو رحمۃ اللعالمین نے چاہا میرا کوئی امتی نہ مرے جب تک مکمل متبع حق اور مجتنب عن الباطل نہ ہو جائے پھر ارشاد فرمایا کہ حق بات کو حق دیکھنا اور باطل کو باطل دیکھنا ایک

نعمت ہے اور حق پر عمل کرنا اور باطل سے بچنا دوسری نعمت ہے۔

اللہ کی محبت کی شراب

ارشاد فرمایا کہ اللہ کی محبت کی شراب ازلی وابدی ہے اور جنت کی نعمتیں ابدی تو ہیں ازلی نہیں ہیں ازل کی تجلیات سے جنت بھی محروم ہے تا کہ کوئی اسکا ہمسر نہ ہو جائے چونکہ وہ ولم یکن لہ کفواً احد ہے اور دنیا کی شراب (مراد دنیا کی نعمتیں) نہ ازلی ہے نہ ابدی بلکہ بہت گھٹیا ہے۔

حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے ہاں اگر مچھر کے پر برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک قطرہ پانی بھی نہ ملتا۔

علم لدنی

ارشاد فرمایا کہ! ''لوح محفوظت پیشانی یار''

جن اہل اللہ کا تزکیہ ہو چکا ہے انکا علم بھی مزکیٰ ہوتا ہے اور نفس کی ظلمت سے پاک ہوتا ہے ورنہ جن علماء کا تزکیہ نہیں ہوا ہوتا انکے علم میں نفس کی ظلمت کی آمیزش ہوتی ہے۔

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند
صاف گر باشد ندانم چوں کند

(مولانا رومیؒ)

ترجمہ:۔ جب خاک آمیز قطرہ (مراد گناہ) تجھے مست کر رہا ہے تو جب صاف ہو جائے گا تو میں نہیں کہہ سکتا اسکا کیا اثر ہو گا۔

اہل اللہ کے پاس جانے کا مقصد

اہل اللہ کے پاس کمیات کیلئے نہ جائے کیونکہ کمیات میں فرق نہیں ہوتا وہ بھی اتنی ہی فرض نماز کی رکعتیں پڑھتے ہیں جتنی عام مسلمان پڑھتے ہیں لیکن کیفیات میں

فرق ہے اہل اللہ جب سجدہ کرتے ہیں تو اپنا جگر رکھدیتے ہیں اور اپنی روح کی صورت مثالیہ کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہیں لہذا اہل اللہ کے پاس کیفیات احسانیہ میں ترقی کیلئے جائے کیونکہ ان میں منتقل ہونے کی شان ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے تھے کہ احسان کا معنیٰ ہے حسین کرنا یہ کیفیات اسلام اور ایمان کو حسین کردیتی ہیں۔

فطرت سلیمہ اور گناہ

ارشاد فرمایا کہ متقی بننا فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے فطرت سلیمہ گناہ سے مطابقت نہیں رکھتی اس لئے جو شخص پہلی دفعہ گناہ کرتا ہے اس کا کیا حال ہوتا ہے۔

نہ ہم آئے نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

اس لئے گناہ نہ کرنا مشکل نہیں بلکہ کرنا مشکل ہے چونکہ نہ کرنا فطرت ہے اسی وجہ سے کافر بھی گناہ کو برا سمجھتا ہے۔

تو تمھاری فطرت سلیمہ اس بات کی متقاضی ہے کہ گناہ نہ کرو پس فطرت سلیمہ پر آجاؤ شرافت تقاضا کرتی ہے کہ اللہ کے دوست بن جاؤ نہ بننا دلیل ہے کہ شریف نہیں ہے۔

نفس کا خون

فرمایا کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہے کیونکہ وہ جانوروں کا خون پیتا ہے لہذا اکتنا طاقت ور ہے حالانکہ شیروں کی تعداد کم ہوتی ہے لیکن جنگل پر بادشاہت کرتے ہیں اسی طرح جو اپنے نفس کا خون پیتا ہے وہ روحانی طور پر بہت طاقتور ہوتا ہے بادشاہت کرتا ہے جس نے اس نفس کا خون نہیں پیا اس نے اس شخص کا روحانی خون پی لیا چاروں شانے چت گرادیئے جب اس نفس کا خون پیا جاتا ہے تو اللہ والوں کو دھڑام

سے گرتا ہوا نظر آتا ہے ایسا دیوانہ جو خون آرزو پیتا ہے وہ ایک بھی ہو سارے عالم کو بیدار کیے رہتا ہے۔

ہر نفس پیتا ہو خون آرزو
ایسا دیوانہ خدارا چاہئے

ایک شعر کی تشریح

سارا عالم روکش عشرت ہوا
میر حسرت کا نظارا چاہئے

اس کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ سارے عالم کی عیش وعشرت کو تین طلاقیں دے دیں اور ان سے منہ موڑ لیا اور عیش وعشرت کی زندگی ترک کر کے فقیری اختیار کر لی جیسے شاہ بلخ حضرت ابراھیم بن ادھمؒ نے کیا تھا۔

مجالس بروز پیر، ۳۰ راکتوبر ۲۰۰۰ء

التحیات کی شرح

حضرت اقدس تشریف لائے اور حاضرین کو سلام کیا اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں تین لفظ ہیں اللہ تعالی نے یہ سلام معراج کی رات اپنے محبوب ﷺ کو عطاء فرمایا جب آپ ﷺ نے دربار الہی میں عرض فرمایا ﴿التحیات للہ﴾ کہ میری قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں تو اس کے جواب میں اللہ تعالی نے فرمایا ﴿السلام علیک ایھا النبی﴾ پھر عرض کیا ﴿والصلوات﴾ کہ بدنی یادتیں اللہ کیلئے ہیں تو اس کے جواب میں اللہ تعالی نے فرمایا ﴿ورحمتہ اللہ﴾ پھر عرض کیا ﴿والطیبات﴾ کہ مالی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں تو اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وبرکاتہ﴾ (یہ بات فتح القدیر شرح ھدایہ میں لکھی ہے)

چونکہ نماز ہماری معراج ہے اس لئے اس میں بھی یہی سلام ہے دراصل یہ جنتی سلام ہے سلام اور لفظ رحمت مفرد ہے جبکہ برکات جمع لائے اس لئے کہ مالی قربانی بہت مشکل ہے اسلئے اس پر زیادہ انعام رکھا۔ امام راغب اصفہانیؒ نے برکت کا معنیٰ ''آسمانی بارش'' لکھا ہے۔

غیبت

غیبت ایک روحانی بیماری ہے اور ہر روحانی بیماری بلا ہے غیبت کرنا فطرت انسانی کے خلاف ہے غیبت کرنے والا ظالم ہے جو مسلمان بھائی کے عیب اور برائی کو بیان کر رہا ہے بیمار پر رحم کرنا چاہئے یا ظلم کرنا چاہئے؟ غیبت کا حرام ہونا رحمت الٰہی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ میرے بندوں کی جگہ جگہ برائی بیان کی جائے یہ ہماری آبرو کی لاج ہے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے تھے اے کعبہ تیری عزت سر آنکھوں پر لیکن مومن کی عزت کے سامنے تو کچھ نہیں اور ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ کسی کے عیب چھپانے والا ایسے ہے جیسا زندہ درگور کو نکالنے والا۔

حضرت تھانویؒ نے تحقیق لکھی ہے کہ غیبت کا گناہ اس وقت ہے جب دوسرے شخص کو خبر ہو جائے کیونکہ اطلاع کے بعد تکلیف ہوتی ہے لہذا اگر خبر نہیں ہوئی تو اس سے معافی مانگنا جائز نہیں خوامخواہ اس کو تکلیف پہنچے گی البتہ جس مجلس میں غیبت ہوئی ہے اس میں غلطی کا اقرار کرلے۔ کسی میں موجود عیب کو ذکر کرنیکا نام غیبت ہے ورنہ بہتان ہے۔

علم غیب

ارشاد فرمایا کہ جزوی فضیلت سے کلی فضیلت لازم نہیں آتی جیسے ہد ہد نے حضرت سلیمانؑ سے کہا تھا۔

﴿فقال احطت به بما لم تحط به .... الخ﴾ (سورۃ نمل)

ترجمہ:۔ ”ہد ہد نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے نبی مجھے وہ بات معلوم ہوئی ہے جو آپ کو معلوم نہیں۔“

اس ہد ہد کی حضرت سلیمانؑ پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ پھر حضرت والا نے ہنس کر فرمایا کیا وہ بھی وہابی تھا کہ ایک پیغمبرؑ سے علم غیب کی نفی کی اور علی الاعلان کی چھپ کر اور رازداری سے نہیں کی جانتا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم نہیں ہوتا جیسا کہ تیمم کی آیت ﴿فان لم تجدوا ماء فتیمّموا ﴾ کا شان نزول حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہار کا گم ہونا ہے۔

اگر آپ ﷺ کو غیب کا علم تھا اور آپکو معلوم تھا کہ ہار کہاں ہے تو امت کو کیوں نہیں بتایا، کیا امت کو پریشان کرنا نبی کریم ﷺ کیلئے جائز ہے؟ تو تیمم کی آیت واضح طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا۔

داغ حسرت

حضرت نے اپنے پسندیدہ اشعار پڑھوائے۔

داغ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جاکے ان کو پائے ہیں
قلب میں جس کے جب وہ آئے ہیں
اپنا عالم الگ سجائے ہیں
ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

فرمایا کہ میں نے اپنی آبرو کو داؤ پر لگا کر یہ مصرعہ کہا ہے اللہ کی محبت کے سامنے ہماری آبرو کچھ نہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ امام محمدؒ کو جب وہ بے ریش تھے پیچھے بٹھلاتے تھے انہوں

نے شرم نہیں کی کیونکہ محبت الٰہی غالب تھی تو اس شعر میں ہم نے بتلایا ہے کہ علماء اور مشائخ بھی غم اٹھاتے ہیں اور زیادہ اٹھاتے ہیں کیونکہ ان کا دل شفاف ہوتا ہے اور یہ زیادہ متأثر ہوتا ہے اور اسی غم اٹھانے میں انکو اللہ ملتا ہے انکو نظر بچانے میں زیادہ مجاہدہ اور غم اٹھانا پڑتا ہے پھر اسی کی بقدر ایمانی مٹھاس ملتی ہے اسکا مطلب ہے کہ اللہ دل میں آجاتا ہے

پھر حضرت والا نے یہ اشعار پڑھوائے جس کا مطلع ہے ؎

لطف گلشن بھی دے لطف صحرا بھی دے
اس چمن میں کوئی غم کا مارا بھی دے

فرمایا کہ لطف گلشن سے مراد گلشن اقبال کی خانقاہ اور مدرسہ ہے اور لطف صحرا سے مراد سندھ بلوچ کی خانقاہ اور مدرسہ ہے اور غم کا مارا تمہارا شیخ ہے اور فرمایا کہ ہر شعر میری آہ دل ہے جو شعر میں منتقل ہوگئی ہے۔

احقر جلیل احمد اخون عفی عنہ عرض کرتا ہے!

کہ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے اپنی آہ سحر گاہی میں جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا وہ اللہ تعالیٰ نے بطریق اتم واکمل عطاء فرمایا جسکا مشاہدہ کھلی آنکھوں کیا جاسکتا ہے ہم اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے ان نعمتوں کے خواہستگار ہیں اب پوری مناجات ملاحظہ فرمائیں۔

لطف گلشن بھی دے لطف صحرا بھی دے
اس چمن میں کوئی غم کا مارا بھی دے
ایسی کشتی کو موجوں کا کچھ ڈر نہیں
مالک بحر و بر جب سہارا بھی دے
موج غم میں ہے کشتی پھنسی اے خدا

فضل سے اس کو کوئی کنارا بھی دے
مجھ کو خلوت میں بھی یاد تیری رہے
اے خدا عاشقوں کا نظارا بھی دے
یوں بیان محبت زبان پر تو ہے
اے خدا مجھ کو آنسو کا دریا بھی دے
اپنے اختر کو دے نعمت علم بھی
اور زبان پر محبت کا نعرہ بھی دے

زیارت وملاقات بعد نماز مغرب

بروز منگل، ۳۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء

چلّہ لگانے والوں کو حضرت کی دعا

آج صبح حضرت اقدس دامت برکاتہم بے خوابی کی وجہ سے باہر تشریف نہ لا سکے تو حضرت کی زیارت نہ ہونے کا قلق تھا الحمد للہ مغرب کے بعد حضرت کے خلیفہ جناب حضرت ناصر گلزار صاحبؒ کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضری ہوئی ناصر گلز صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں چلّہ کیلئے آیا ہوں تو حضرت یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بندہ سے فرمایا کہ تمہارا چلّہ تو چلّہ کش ہے کہ دوسروں کو بھی چلّہ کیلئے کھینچ رہا ہے اور پھر بندہ سے فرمایا کہ تم سب چلّہ والوں کے چیر مین ہو لہٰذا باقاعدہ سب کی حاضری لو اور معمولات اور ذکر وغیرہ کراؤ اور میری کتاب،، روح کی بیماریاں اور انکا علاج ،، سبقاً پڑھاؤ اور فرمایا کہ میں نے دعا کی ہے جو یہاں چلّہ لگائیں للہ تعالیٰ ان کی دنیا بھی بنادے اور دین بھی بنادے اور میں مریض ہوں اور ﴿دعا المریض کدعاء الملائکہ﴾ مریض کی دعا فرشتوں کی طرح ہوتی ہے۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۳۰ رنومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز جمعہ

بدنظری کی قباحت

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وذروا ظاهر الاثم و باطنه﴾ پھر ارشاد فرمایا کہ ظاہری گناہوں کو پہلے چھوڑنا چاہئے یا باطنی گناہوں کو، تو اس کا جواب قران پاک میں وہ فرمارہے ہیں جن کیلئے گناہ چھوڑنے ہیں کہ پہلے ظاہری گناہ کو ترک کرے پھر اس کی برکت سے باطنی گناہ خود ہی متروک ہوجائیں گے ایک حدیث شریف میں ہے وہ شخص بخشے جانے کے قابل نہیں جو ظاہری گناہ میں مبتلاء ہے۔ سب سے خطرناک گناہ ہیں۔ ارشاد فرمایا! کہ سب گناہوں میں سالکین کیلئے آنکھ کا گناہ سب سے خطرناک ہے بڑے بڑے صوفیوں کو ائیر ہوسٹس سے نظر بچانا مشکل ہوجاتا ہے شریعت کے سب احکام سر آنکھوں پر لیکن یہ گناہ دل کو برباد کردیتا ہے۔ اللہ والوں کا قلب ۱۸۰ ڈگری اللہ کی طرف رہتا ہے دیگر گناہوں سے کچھ اعشاریہ انحراف ہوتا ہے لیکن حسینوں کو دیکھنے سے ۱۸۰ء اعشاریہ انحراف ہوجاتا ہے قبلہ ہی بدل جاتا ہے جب قلب کا قبلہ بدل جائیگا تو ہر گناہ کرے گا اسی لئے بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جو شخص بدنگاہی کرتا ہے وہ آنکھوں کا زنا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿الله خبير بما تصنعون﴾ قرآن مجید کی اس آیت میں بدنگاہی کو صنعت فرمایا ہے کیوں کہ دیکھنے میں چہرہ مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے مٹی کی اجسام کو دیکھنا اور رحمت حق سے محروم ہونا کہاں کی عقل مندی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿الا ما رحم ربی﴾ بدنظری کرنے والا رحمت کے سایہ سے محروم ہے۔ دل میں صلاحیت ختم ہوجاتی ہے جب رحمت کا سایہ ہٹ گیا تو نفس امارہ سے

کس طرح بچ سکتا ہے سڑکوں پر اس کا مراقبہ کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام حرکتوں سے باخبر ہیں۔ یہ آنکھوں کا زنا ہے اللہ کی لعنت برسے گی جب اس گناہ پر اتنی شامتیں اور محرومیاں ہیں تو اب کیا رہ گیا ہے صرف مٹی کا کھلونا رہ گیا ہے مرکر وہ بھی دفن ہو جائیگا لہذا آج ہی ارادہ کرو کہ ایک نظر بھی خراب نہ کرینگے حدیث شریف میں نظر بچانے پر حلاوت ایمانی کا وعدہ ہے حلاوت بصارت فدا کی تو حلاوت بصیرت مل گئی اور دل کی حلاوت سے نور پیدا ہوتا ہے

ملاقات یاراں بعد نماز عشاء

بروز ہفتہ، ۴ رنومبر ۲۰۰۰ء

حضرت حاجی محمد افضل صاحب دامت برکاتہم کی تشریف آوری بغرض عیادت

حضرت حاجی محمد افضل صاحب دامت برکاتہم حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہیں اور آٹھ سال ان کا زمانہ پایا ہے اور حضرت تھانویؒ کیساتھ سفر کی سعادت بھی نصیب ہوئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت تھانویؒ کے ملفوظات میں ایک جگہ ذکر ہے کہ میرے پاس پنجاب کے ایک وکیل آئے میں نے ان کی کیل نکال دی وہ فرماتے ہیں کہ وہ وکیل میں ہی ہوں حضرت حاجی صاحب نے مجدد زمانہ کو دیکھا ہے حاجی صاحب کی عمر ۹۲ سال سے متجاوز ہے ہفتہ کو عشاء کے بعد حضرت شیخ دامت برکاتہم کی عیادت کیلئے تشریف لائے حضرت شیخ دامت برکاتہم کی علالت کے بعد یہ پہلی ملاقات تھی کیونکہ حاجی صاحب زیادہ تر اسلام آباد میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور چلنے پھرنے میں کچھ مجبوری بھی ہے دونوں حضرات مل کر بہت روئے۔

حاجی صاحب نے بار بار فرمایا آپ تو غضِ بصر کے مجدد ہیں اور صدیقین میں سے ہیں پھر فرمایا کہ میں نے حضرت تھانویؒ سے سنا ہے کہ تمام تمنائیں پوری ہوگئی ہیں مگر ایک باقی ہے کہ ہندوستان کے ایک حصے میں اسلام نافذ ہو جائے مگر بعید ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں پھر حاجی صاحب نے بتلایا کہ آٹھ نو اشخاص کے سامنے حضرت تھانویؒ نے یہ بات فرمائی تھی ان میں سے صرف میں زندہ ہوں کچھ دیر عیادت کے بعد آخر میں اشکبار آنکھوں کیساتھ معانقہ کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ افسوس اب حاجی صاحبؒ اللہ تعالیٰ کی جوارِ رحمت میں جا چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مجالس بروز اتوار، ۵ر نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز فجر

اللہ کی نظر اور بندے کی نظر

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھتے ہیں اور بندے غیر کو دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نظر ہم پر ہے اور ہماری نظر دوسروں پر ہے کیسی بدنصیبی اور محرومی کی بات ہے۔

خادم شناسائے رموزِ شیخ

ارشاد فرمایا جو شخص اپنے بڑوں کی خدمت پر مأمور ہو اس کو ہر وقت یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا اشارہ ہے، حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ایک مولوی صاحب کو اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا کہ میری تقریر سنو تقریر بہت عالمانہ، عارفانہ اور بلند تھی، تقریر کے بعد حضرت نے جوش سے پوچھا کہ کیسی تقریر ہوئی تو اس نے دھیمے اور مری ہوئی آواز میں کہا کہ اچھی ہوئی تو حضرت

نے کہا ﴿لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ﴾ کیسی مری ہوئی آواز میں کہا۔

اس لئے حکم یہ ہے کہ تملق (چاپلوسی) شیخ کے ساتھ نا صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ یہ تملق اللہ کیلئے ہے اور ناجائز وہ تملق ہے جو مخلوق کیلئے ہو۔

ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ نے اپنے خادم سے کہا کہ پانی میں گھس جاؤ تو وہ کپڑوں سمیت کود پڑا بادشاہ نے کہا کہ کپڑے کیوں گیلے کئے تو خادم نے کوئی حیل وحجت نہ کی اور کہا کہ معافی چاہتا ہوں۔ شیخ کے ساتھ بادشاہوں سے بھی زیادہ ادب ملحوظ رکھو۔

شیخ سے بدگمانی

ارشاد فرمایا کہ لوگ جلد اہل اللہ اور مشائخ سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ اپنے لئے تو اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھتے ہیں اور اگر شیخ سے ذرا سی غلطی ہوئی تو بدگمانی کرتے ہیں کہ ان کی معافی نہیں ہوگی۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ عارف غلطی بھی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کی مٹھاس

تائب صاحب نے اشعار پڑھتے ہوئے جب یہ شعر پڑھا۔

محسوس تو ہوتے ہیں دکھائی نہیں دیتے
اس چومنے والے کے ہیں لب اور طرح کے

تو حضرت والا نے فرمایا کہ اسی پر میرا ایک فارسی شعر ہے ۔

از لب نادیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح را چہ لذت کشید

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نظر نہ آنے والے لبوں سے سینکڑوں بوسے لیتے ہیں میں بیان نہیں کر سکتا کہ روح کیا لذت حاصل کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو نظر بچالے گا اسے حلاوت ایمانی دیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لبوں کے بوسے محسوس کریگا۔ جب

سے آدمؑ پیدا ہوئے شکر پیدا ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی تو خالق شکر خود کتنے میٹھے ہوں گے۔ اسی کو مولانا جلال الدین رومی نے فرمایا ۔

بر لب یارم شکر راچہ خبر
وز رخ شمس و قمر راچہ خبر

ترجمہ:۔ میرے یار کے ہونٹوں کی مٹھاس کو شکر کیا جانے اور اس کے رخ کے نور کو چاند اور سورج کیا سمجھے کیونکہ شکر مخلوق ہے تو وہ خالق کی مٹھاس کو کیسے جان سکتی ہے۔ اس طرح چاند اور سورج کا فانی نور اس کے غیر فانی نور کو کیسے پا سکتا ہے۔

اللہ کا قرب جنت سے اعلیٰ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت جنت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی۔

﴿اللّٰھم انّی اسئلک رضاک والجنّة﴾

اس میں واوٗ عاطفہ ہے جس کا تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کی ڈش اور ہے اور جنت کی ڈش اور ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو جنت کا خیال بھی نہیں آئیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہیں اور جنت صرف ابدی ہے۔ اور مومن کے عشق میں بھی ابدیت کی شان ہے کیونکہ اس کی نیت ابدی ہوتی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے ان کے بن کر رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اور جنت میں کتنا بڑا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کی شراب اور دنیا کی شراب کا فرق

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شراب محبت سے آدمی شور شرابہ اور غل غپاڑہ نہیں کرتا جب کہ دنیا کی شراب پی کر بدمستیاں کرتے ہیں اور موتتے ہیں کیونکہ وہ شراب، آب شر ہے۔

اہل اللہ کی صحبت کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ عاشقوں کا ملنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ جماعت کی نماز واجب کردی، اور اس میں زیادتی مطلوب ہے اور جمعہ اور عیدین میں تعداد اور بھی بڑھادی، اور بین الاقوامی عاشقوں سے ملنے کیلئے حج کو فرض کردیا حالانکہ اکیلے میں عبادت کرنے میں خوب دل لگتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل کا خیال نہیں کیا بلکہ چاہا کہ جماعت کی وجہ سے ہر ایک کی نماز قبول ہوجائے اور ہول سیل ریٹ میں بک جائے ، اگر کسی کی نماز میں کمی ہو تو دوسروں کی اعلیٰ کے ساتھ اس کی بھی قبول ہوجائے۔ جس طرح گندم کے ساتھ تنکے اور پتھر بھی اسی بھاؤ بک جاتے ہیں۔ الگ نماز پڑھنا تکبر کی علامت ہے۔ تو عاشقوں کی صحبت سے دوستوں کی محبت بھی ملے گی اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ملے گی۔ کیونکہ مشکوۃ شریف کی حدیث ہے۔

﴿وجبت محبّتی .... الخ﴾

حدیث قدسی ہے۔ ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کی لئے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور ایک میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔''

فرمایا اس حدیث پاک میں لفظ زیارت سے پتہ چلا کہ کاروبار وغیرہ چھوڑ کر پڑے رہنا مطلوب نہیں ہے۔

حضرت والا کی فکر

حضرت والا نے خانقاہ کے خدّام کو ڈانٹا کہ باہر پہرہ دینے والوں کے لئے اسپیکر کا انتظام کیوں نہیں کیا۔ ان تک میری آہ کیسے پہنچے گی۔ وہ کیوں محروم رہ جائیں۔ پھر حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا،

تعلیم وتعلم کے معاملات میں مہتمم کی چلے گی اور تصوف میں میری چلے گی۔

مجلس بعد نماز مغرب

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی آمد

مغرب کی نماز کے بعد مہتمم دارالعلوم کراچی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب دامت برکاتہم حضرت والا کی عیادت اور زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور حضرت والا سے حضرت کے حجرہ خاص میں ملاقات کی۔ حضرت والا نے کمرے میں آویزاں بیت اللہ کے دروازے کے فوٹو کی طرف اشارہ کر کے یہ شعر پڑھا۔

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگ در بھی ہے

شراب محبت الٰہی

حضرت والا نے حضرت مفتی صاحب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خاص علم عطا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب ازلی بھی ہے اور ابدی بھی ہے اور جنت کی شراب ابدی ہے ازلی نہیں اور دنیا کی شراب نہ ازلی ہے نہ ابدی ہے۔ تو جب اعلیٰ ملے گی تو دوسری کی یاد نہیں آئیگی اور یہ خاصیت اللہ کے دیدار میں بھی ہے اور نام میں بھی ہے اور دنیا میں اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

یہ دل آج کا تھوڑی ازل کا شیدائی ہے
اک پرانی چوٹ تھی جو ابھر آئی ہے

دنیا کی نعمتوں پر شکر تو کرے لیکن بہت زیادہ بھی اہمیت نہ دے۔

حریص علیکم کی تفسیر

ارشاد فرمایا کہ مفسرین نے حریص علیکم کی تفسیر کی ہے کہ ﴿حریص علیٰ ایمانکم﴾ کہ ہمارا نبی تمارے ایمان پر حریص ہے۔﴿و اصلاح شانکم﴾ اور تمھاری حالت کے درست ہونے پر حریص ہے۔ اس میں کافر بھی شامل ہیں۔ اور اس آیت کے آخر میں آپ کی دو صفات ذکر کی گئی ہیں، روٴف رحیم، روٴف کہتے ہیں دفع ضرر کرنیوالے کو یعنی آپ ﷺ اپنی دعا اور تدبیر سے ایمان والوں سے ضرر اور نقصان کو دور کرتے ہیں اور رحیم میں نفع کے طرف اشارہ ہے کہ آپ دعا اور تدبیر سے ایمان والوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔

مجلس بعد نماز عشاء

اس مجلس میں ایک ساتھی نے حضرت والا کا یہ کلام پڑھا جس کا مطلع یہ ہے ۔

لطف گلشن بھی دے لطف صحرا بھی دے
اس چمن میں کوئی غم کا مارا بھی دے

یہ شعر سن کر حضرت رو پڑے اور فرمایا کہ یہ شعر وہی کہہ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کا غم لگا ہوا ہو۔ پھر حضرت والا نے مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر پڑھا ۔

اے دریغاں اشک من دریا بدے
تا نثارے دلبرے زیبا شدے

اے کاش! میرے آنسو دریا بن جائیں اور میں اپنے محبوب پر انہیں نثار کردوں۔

مجالس بروز پیر، ۶ر نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز عشاء

حضرت والا کی بیماری کا ایک راز

ارشاد فرمایا ہماری بیماری کا ایک راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری آہ وفغاں جو اشعار کی شکل میں تھی وہ اب ظاہر ہو رہی ہے اب وہ اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ پھر آہ بھر کر فرمایا کہ ہماری حیثیت ہی کیا ہے۔ میری حیثیت سے اشعار کچھ بھی نہیں ہے۔

وضو کے بعد دعا کی حکمت

حضرت نبی کریم ﷺ نے وضو کے بعد امت کو یہ دعا سکھلائی ہے۔

﴿اللّٰهم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطهرین﴾

ترجمہ:۔ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور مجھے پاکوں میں سے بنا دے۔

وضو کرنے کے بعد توبہ کی توفیق مانگی گئی ہے اس لئے کہ اصل پاکی دل کی پاکی ہے کہ دل غیر سے پاک ہو جائے یہ حقیقی طہارت ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے فرماتے ہیں۔

﴿ان طهارة الحقیقی طهارة الأسرار من دنس الأغیار﴾

پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا ۔

آپ آپ ہیں آپ سب کچھ ہے
غیر غیر ہے اور غیر کچھ بھی نہیں

اللہ والوں کے ساتھ رہنا

ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿غیر المغضوب علیهم

ولا الضآلین ﴾ سے معلوم ہوا کہ مغضوب علیہم (لعنت شدہ) اور ضالین (گمراہ) کے قریب بھی نہ بھٹکو۔ ان لوگوں کے ساتھ رہو جن کو انعام دیا گیا۔ یہ انعام ملنا دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہیں۔ ؎

میں ان کا نہ ہوتا یہ ملتا مجھے انعام ؟

لہٰذا اللہ والوں کے ساتھ رہو یہ دنیا سے آخر تک کام آئینگے۔ ان کی دعاؤں سے آخرت بھی بنے گی اور دنیا بھی بنے گی، یہ اللہ والے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتے ہیں۔

اللہ والوں کو دیکھ کر اللہ یاد آتا

ارشاد فرمایا کہ جنوبی افریقہ میں جہاں سونا نکلتا ہے وہ مٹی سونے کے ساتھ لگے رہنے کی وجہ سے سنہری ہوگئی تو اللہ والوں کے دل میں جب اللہ کا نور آتا ہے تو وہ خون کے ذریعے ان کے رگ وریشے میں پہنچ جاتا ہے۔ تو ان کا ذرہ ذرہ نورانی ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔

اللہ کے راستے کا قفل (تالا)

ارشاد فرمایا کہ خواہشات نفسانی اللہ تعالیٰ کے راستے کا تالا ہے۔ ان کا خون چوس لو یہ مطلب نہیں کہ خودکشی کرلو بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلو۔ جہاں منع کردے وہاں رک جاؤ جہاں اجازت دے کرلو۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

چوں ہوا تازہ ایماں تازہ نیست
کیں ہوا جز قفل آں دروازہ نیست

جب تک خواہشات تازہ ہے ایماں تازہ نہیں ہوتا۔ یہ خواہشات ہی اللہ تعالیٰ کے دروازے کا تالا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان

محبت کے قابل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ بیوی جو آج جوان ہے کل

بوڑھی ہوجائے گی پھر محبت نہیں مروت رہ جائیگی تو یہ لاشیں محبوب بنانے کے قابل نہیں بلکہ محبوب بنانے کے قابل تو وہ ذات ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ﴿کل یوم ھو فی شان﴾﴿ای فی کل وقت من الاوقات وفی کل لحظة من حظات وفی کل لمحة من لمحات فی شان﴾

یعنی ہر وقت ہر لحظہ نئی شان میں ہوتے ہیں اس لئے ہر وقت ان کے عاشقوں کی بھی نئی شان ہوتی ہے۔ تو جو محبوب نئی شان والا ہو تو اس کی محبت بھی نئی شان والی ہوتی ہے تو ایسی ذات محبت کے قابل ہے جہاں خزاں کا گزر نہ ہو بلکہ وہ خود خالق خزاں ہو۔

باطن کا تزکیہ

ارشاد فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لولا فضل اللہ﴾ (الآیہ) اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت شامل حال نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہیں ہوسکتا تھا لیکن اللہ جسے چاہتے ہیں پاک فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ ہدایت کا دروازہ ہے۔ لیکن ہدایت دینے والے اللہ ہے۔ ابو طالب کو آپ ﷺ سے بہت محبت تھی لیکن یہ محبت طبعی تھی اس لئے نفع نہیں پہنچا۔ لہٰذا شیخ سے محبت من حیث الشیخ کرو تو نفع ہوگا۔ اگر ابا یا دادا یا چچا سمجھ کر محبت کی تو نفع نہ ہوگا۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں۔ اللہ کا فضل اور رحمت اور مشیت جب تک شامل نہ ہو تو دل پاک نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان تینوں کے واسطے سے دعا کیا کرو۔

کبھی تو حق نظر نہیں آتا یعنی حق بات ہی نظر نہیں آتی، کبھی نظر آتا ہے عمل نہیں کرتا کبھی عمل کرتا ہے تو قبول نہیں ہوتا۔ تو دروازہ کتنا ہی حسین کیوں نہ ہو اصل تو دینے والا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام ہدایت کے دروازے ہیں اور دینے والے

اللہ تعالیٰ ہے لیکن دروازے کی توہین کرنا یا دروازے سے دور ہونا یہ دروازے والے کی توہین کرنا اور اس دور ہونا ہے اور محروم ہونا ہے۔

پھر حضرت والا نے آہ بھر کر فرمایا آپ کا فضل بھی آپ کے فضل ہی سے مل سکتا ہے۔ اور آپ کی مشیت بھی آپ کی مشیت ہی سے مل سکتی ہے۔

اہل ذکر سے مراد

ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔ ﴿فاسئلو اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾ ترجمہ:۔ کہ اہل ذکر سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ اور اہل ذکر سے مراد علماء ہیں کہ اگر تم لاتعلمون ہو تو یعلمون سے پوچھو اہل علم کو اہل ذکر سے کیوں تعبیر کیا؟ تا کہ علماء ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو۔

تقدیر الٰہی کا مطلب

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ابرار الحق نے کہا کہ تقدیر نام ہے علم الٰہی کا کہ انسان جو اچھائی یا برائی اپنے ارادے سے کرنے والا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق اسے لکھ دیتے ہیں۔ مشیت الٰہی کا نام تقدیر نہیں ہے۔

مجالس بروز منگل، ۷ رنومبر ۲۰۰۰ء

صحابہ کرام کی ایک اداء

قرآن مجید نے حضرات صحابہ کی ایک اداء کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے ﴿وبالاسحار هم يستغفرون﴾ کہ صبح تڑکے استغفار کرتے ہیں۔ یہ صحابہ کی اداء تھی کہ رات کی کوتاہیوں کی تلافی استغفار سے کرتے تھے۔ رات بھر عبادت کر کے پھر بھی کہتے تھے کہ ہم سے حق اداء نہیں ہوا۔ اور رات بھر عبادت کرنے کا پتہ اس آیت سے چلتا ہے ﴿وقليل من اليل ما يهجعون﴾ کہ وہ بہت کم رات کو سوتے ہیں۔

لیکن اس وقت قویٰ مضبوط تھے اس لئے بڑوں کی نقل بڑوں کے مشورہ سے کریں۔ یہ خبر ان کے اس اداء کے محبوب ہونے کی دی ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے تھے کہ تہجد کا الگ حکم ہے اور استغفار کا حکم الگ ہے لہٰذا اگر تہجد پڑھے تو استغفار بھی کرے ورنہ سحری کے وقت بلا وضو ہی لیٹے لیٹے تین دفعہ استغفار کرلیا کرے تو صحابہ کی محبوب رجسٹرڈ ادا میں آپ کی ادائیں بھی شامل ہوجائیں گی۔

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین کا وظیفہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معافی مانگنے کا طریقہ بتایا ہے اور اس میں سب سے پیارے نے سب سے پیارے کو سب سے پیارا وظیفہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ازلی وابدی ہے جب کہ ماں باپ کی رحمت نہ ازلی ہے نہ ابدی ہے اس وظیفہ کو کبھی فراموش نہ کرنا یہ وظیفہ تم کو جنت میں لے جائیگا۔

مجلس بعد نماز مغرب

اللہ تعالیٰ کی یاد کا نشہ

ارشاد فرمایا! اللہ کی ذات اور یاد ازلیت اور ابدیت کا نشہ رکھتی ہے۔ ؎

تیرے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی
زبان بے نگاہ رکھ دی نگاہ بے زباں رکھ دی

اس لئے اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو مست رہتے ہیں وہ دونوں جہاں سے مستغنی ہوجاتے ہیں۔ وہ جنت کو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اور عاشقوں کا محل سمجھ کر مانگتے ہیں اور دنیا تو ہے ہی خراب، حلال بھی مچھر کے پر کے برابر نہیں حرام کی تو کیا حیثیت ہے۔ یہ دارلامتحان ہے ؎

دنیا میں میں رہتا ہوں طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

گناہ کا اثر

ارشاد فرمایا گناہ کیلئے بے چینی لازم ہے اور کتنی بے چینی جیسی دوزخ میں ہوگی۔ ﴿لا یموت فیها ولا یحییٰ﴾ نہ وہ دوزخ میں مریں گے اور نہ جئیں گے۔ کیونکہ گناہ دوزخ کی شاخ ہے اور شاخ میں مرکز کا اثر ہوتا ہے۔ جس طرح مرکز کا علاج اللہ تعالیٰ اپنے قدم کی تجلی سے فرمائیں گے اس طرح نفس کا علاج اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی سے ہوگا۔

بدنظری کا گناہ

لوگ بدنظری کے گناہ کو اہمیت ہی نہیں دیتے کہتے ہیں ہمیں دیکھنے سے کوئی برا خیال نہیں آتا۔ جب کہ آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو فرمایا تھا کہ پہلی نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا۔ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان کیسا تھا فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا ایمان بالغیب عطا فرمایا ہے کہ اگر عالم غیب کھل جائے تو ذرا بھی اضافہ نہ ہو۔ اسی لئے آج تصوف میں برکت نہیں صوفی بہت ہیں لیکن گناہ سے نہیں بچتے۔ اگر کوئی ایک بھی گناہ کرتا ہے تو تصوف میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جب جیب ہی کٹتی رہے تو مال کیسے جمع ہوسکتا ہے۔ اسی لئے تو تصوف کا مزا متقی لوگ ہی اڑاتے ہیں ہاں اگر خطا ہو جائے تو معافی مانگ لے اسی لئے استغفروا کا حکم ہے۔ خطائیں تو ہوں گی لیکن بار بار معافی مانگو کیونکہ صیغہ امر میں تجدّدِ استمراری کی شان ہے۔

مجلس بعد نماز عشاء

حضرت والا کی خدمت میں اشعار پڑھے جارہے تھے جب میں اہل اللہ کی محبت اور خدمت کا مضمون تھا ایک صاحب رونے لگے اور کہا کہ میں نے آپ کو حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے دیکھا ہے میں اس وقت اسکول پڑھتا تھا ان اشعار میں وہی نقشہ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں بھی اسی طرح اکٹھا فرمادے۔ آمین

مجالس بروز جمعرات، ۹ رنومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز مغرب

اصل زندگی

ارشاد فرمایا! جولمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرے وہی اصل زندگی ہے باقی وسیلہ زندگی ہے۔

بدنظری اور دل

ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿هو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین﴾

ترجمہ:۔ ''کہ اللہ وہ ذات ہے جو سکینہ نازل کرتی ہے مومنین کے دلوں پر''

اور بدنظری ایسی لعنت ہے جس سے دل ہی غائب ہو جاتا ہے تو جب دل ہی نہیں تو سکینہ کہاں نازل ہوگا؟ لہٰذا اللہ والا بننا اور صاحب نسبت بننا فرض عین اور ہر شئی سے مقدم ہے۔ پہلے ان کے بن جاؤ پھر اور سب ہے ان کے بغیر چین نہیں ملے گا۔ لہٰذا عورتوں سے بھی بچیں اور لڑکوں سے بھی بچیں اور گناہ کو دیکھنا اور سننا بہت خطرناک ہے ایک نہ ایک دن گناہ میں گر جاؤ گے۔

وساوس کا علاج

ارشاد فرمایا کہ وساوس کیلئے یہ دعا ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ کو سینے پر دم کرلیں ﴿اللّٰهم اجعل وساوس قلبی خشیتک و ذکرک واجعل همتی و هوای فیما تحب و ترضیٰ﴾ یا اللہ! کردے میرے دل کے خیالات کو اپنا خوف اور یاد اور کردے ہمت میری اور خواہش میری اس چیز میں جسے تو اچھا سمجھے اور پسند کرے۔

مجلس بعد نماز عشاء

آہ بیابانی

حضرت والا کی اس مجلس میں یہ اشعار پڑھے گئے۔

چمن میں ہوں مگر آہ بیابانی نہیں جاتی
یہ کیا آتش ہے آہوں کی فراوانی نہیں جاتی
میں گلشن میں ہوں لیکن فیض ہے شیخ کامل کا
کہ میرے قلب سے آہ بیابانی نہیں جاتی

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا کہ آہ بیابانی کیا ہے؟ جنگل میں آنسوؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے پھرنا یہ آہ بیابانی ہے اور اس کی لذت سلطنت سے کہیں زیادہ ہے۔

دنیا کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ اسباب غفلت کا نام دنیا ہے۔ شیخ کی محبت، علم دین اور علماء کی محبت، مساجد اور مدارس کی محبت اصل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہی ہے۔

مجدد ملت حضرت تھانوی کو ایک مرید نے لکھا جب میں ذکر کرتا ہوں تو اپنی بیوی کا تصور آجاتا ہے تو کیا میرا ذکر مقبول ہے یا نہیں؟ تو حضرت تھانوی لکھا کہ تیرا ذکر کامل ہے کیونکہ بیوی حلال ہے اور بیوی بچوں کی یاد ذکر ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو وہ دنیا ہے اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ سنت کے مطابق زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔ اگر منصور حلاج شادی کر لیتے تو انا الحق کا نعرہ نہ لگاتے۔ اس میں بہت سے صوفیوں کا دھوکہ ہوا ہے جو لوگ آپس میں ملنا جلنا نہیں رکھتے اہل حق ہونے کے باوجود غیر معتدل ہو جاتے ہیں اس لئے پیر بھائی آپس میں ملتے رہیں جلال اور جمال مل کر درمیانے رہیں گے۔ پھر ہنس کر فرمایا استقامت کی علامت یہ

ہے کہ سامنے خوش قامت ہو پھر بھی قدم نہ ڈگمائیں۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۱۰ رنومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز جمعۃ المبارک

ان دنوں میں حضرت والا علالت کی وجہ سے ہفتہ بھر باہر تشریف نہیں لاتے تھے صرف جمعۃ المبارک کو جمعہ کی نماز میں زیارت ہو سکتی تھی۔ اسلئے عشاق اور متوسلین کی بہت بڑی تعداد جمعہ کی نماز میں حاضر ہوتی تھی حضرت والا جمعہ کی نماز کے بعد خانقاہ کے برآمدے میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور زیارت کرنے والوں کے ہجوم سے مسجد اور مدرسے کی ساری منزلیں بھری ہوتی تھیں۔ تقریباً آدھ پون گھنٹے مجلس کے بعد حضرت اندر تشریف لے جاتے تھے اس مختصر وقت میں عجیب انوارات کی بارش ہوتی تھی۔ ہر ایک کو اپنی قلب و جان دھلی ہوئی اور پر نور محسوس ہوتی تھی اور حضرت والا کے چہرے پر اس قدر نور ہوتا تھا کہ نظر نہیں ٹکتی تھی کسی نے سچ کہا ؎

چہرہ شیخ ہے پر تو نور حق
طور سینین ہیں رخ کی تابانیاں

اب الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے بہت صحت عطا فرمائی ہے روزانہ حضرت کی چار مجلسیں ہوتی ہے۔

ایک اہم دعا

ارشاد فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی ایک اہم دعا ہے آپ حضرات غور سے سنیں ﴿ اللّٰھم اجعل وساوس قلبی خشیتک وذکرک واجعل ھمتی وھوای فیما تحب وترضیٰ ﴾ ہر آدمی اپنے دل کے وسوسے سے پریشان رہتا ہے حضور ﷺ نے ایسی دعا ذکر فرمائی کہ وسوسہ ذکر بن جائے ؎

جو غم ملا اسے غم جاناں بنا دیا
آلام روز گار کو آساں بنا دیا

دو ہی چیزیں ہیں جو گناہ سے روکتی ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا خوف اور ایک اللہ تعالیٰ کی یاد، جب یہ ہو تو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ گناہ اسلیئے ہوتا ہے کہ اللہ کے خوف میں کمی ہے یا اللہ کی یاد میں کمی اور یہ دونوں چیزیں تقویٰ کیلیئے معین ہیں۔ جو آفتاب کے پاس ہو وہاں کیڑے مکوڑے کیسے آئینگے تو اگر خالق آفتاب کی یاد ہو تو پھر کیا ہوگا۔ اور اس دعا میں یہ بھی مانگا گیا ہے کہ میری ہمت اور خواہش نفس کو اپنے محبوب کاموں میں لگا دے۔

خشیت کو ذکر میں مقدم کرنے کی حکمت

یہ کلام نبوت کا معجزہ ہے کہ پہلے خشیت ہے پھر ان کی یاد ہے۔ کیونکہ عشق و محبت آزاد ہو جائے تو بدعت بن جاتا ہے۔ جب خشیت رہے گی تو شریعت سے آزاد نہ ہوگا۔ اس لئے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا صحابی جب آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ﴿ واما من جآئک یسعٰی وھو یخشیٰ ﴾ اور وہ جو آئے دوڑتے ہوئے درآنحالیکہ وہ ڈر رہے تھے تو یہ ان کا دوڑنا عشق رسول کی وجہ سے تھا اور ان کو خوف بھی تھا ڈر بھی تھا، تو جو عشق تابع شریعت نہیں ہوگا تو وہ بدعت بن جائے گا۔

خشیت اور خوف میں فرق

قرآن مجید میں خشیت اور خوف دونوں استعمال ہوئے ہیں، خشیت سے مراد وہ خوف ہوتا ہے جو عظمت کے ساتھ ہو اور جو بلا عظمت کے ہو وہ خوف ہوتا ہے لہٰذا قرآن مجید میں جہاں لفظ خوف اللہ تعالیٰ کی ذات کیلیئے استعمال ہوا ہے وہاں خشیت ہی مراد ہے کہ عظمت کے ساتھ ڈرنا۔ اور بغیر عظمت کے ڈرنا خوف کہلاتا جیسے

سانپ سے ڈرنا یہ خوف ہے اسلئے بعد میں اسے جوتے بھی مارتے ہیں۔

رات کی مجلس کے بارے میں ارشاد

ارشاد فرمایا کہ رات کو جو مجلس ہوتی ہے کہ میں خود سپر عاشق ہوں بڑی پر بہار ہوتی ہے میرے اشعار کیا ہیں آہِ دل ہے، یہ فغانِ اختر ہے۔

مصائب سے چھٹکارا

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ دنیا کی کسی مصیبت میں گرفتار ہوں تو وہ مصیبتوں کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں گرفتار کرادیں یعنی دل کو آخرت کا غم لگائے۔ یہ غم دنیا کے غموں کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے عصا کی طرح اژدھا بن کر نگل جائے گا اور یہ غم لینے کیلئے ہمارے پاس آؤ۔ ؎

درد دل سیکھنا ہے اگر دوستو!
ساتھ میرے رہو پھر سکھائیں گے

مجلس بعد نماز عشاء

مرشد کا فیض

ارشاد فرمایا میں حضرت ہردوئی کے ساتھ ایک جگہ گیا تو گلی میں مکانوں کے سامنے سبزہ وغیرہ لگا ہوا تھا ایک مکان کے باغیچہ میں ہر شئے مرتب منظم تھی۔ جب کہ دوسرے مکان کا باغیچہ جیسے کوئی جھاڑ جھنگاڑ ہو، تو حضرت ہردوئی رک کر احباب سے فرمایا کہ ان دونوں باغیچوں میں فرق اس لئے ہے کہ ایک کا مالی ہے اور ایک کا مالی نہیں ہے یہی مثال مرشد کی ہے کہ وہ مرید کے دل سے نفس کی جھاڑیاں اکھاڑتا رہتا ہے اور اللہ کی محبت کا باغ لگاتا رہتا ہے لیکن اس کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ مرید شیخ کو اپنا دل پیش کرے۔ دوسرا مرید اپنے نفس کا خون پئے اور اس کی مخالفت کرے۔

نورتقویٰ

ارشادفرمایا! راہ تقویٰ میں غم اٹھا کر دیکھو، جتنا غم پہنچے گا اتنا ہی نور پیدا ہوگا۔ نفس اپنی طرف کشش کرے تو تم کش کرو، اگر اسی کشمکش میں موت آئیگی تو شہادت کی موت ہوگی۔

مولانا جلال الدین رومیؒ نے ایک چور کا قصہ بیان فرمایا ہے کہ وہ کسی گھر میں گھس گیا، صاحب خانہ کو پتہ چل گیا۔ رات کا وقت تھا سخت اندھیرا تھا وہ مالک چقماق سے آگ جلاتا تھا تو وہ چور اسپر انگلی رکھ دیتا تھا تو وہ بجھ جاتی تھی، کئی مرتبہ ایسے کیا تو وہ عاجز آ گیا اس نے چقماق پھینک دیا اور چور تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مال لے اڑا۔ اسی طرح نفس وشیطان عبادت کے نور کو بجھا دیتے ہیں اور پھر یہ انسان باوجود عبادت کے گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اگر تقویٰ نہ ہوگا تو عبادت کا نور نہ بچے گا اور بغیر تقویٰ کے ولایت نہ ملے گی۔

پھر اہل علم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تم میں تقویٰ کی اسٹیم ہوگی تو پھر منبر پر تمہاری زبان سے دردِ دل آہوں اور اشکوں کے ساتھ شرح محبت بیان ہوگی ۔

کس قدر دردِ دل تھا میرے بیان کے ساتھ
گویا کہ میرا دل بھی تھا میری زبان کے ساتھ

مجالس بروز ہفتہ، ۱۱رنومبر ۲۰۰۰ء
مجلس بعد نماز فجر

حقوق اللہ اور حقوق العباد

ارشادفرمایا! دو حق ہیں ایک اللہ کا حق ہے دوسرا بندوں کا، پھر دونوں کے بارے میں آخرت میں سوال ہوگا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح البخاری

میں ایک دعا نقل فرمائی ہے جس میں دونوں حقوق کے معاف کرانے کا مضمون ہے لیکن یہ اس کیلئے ہے جو زندگی میں حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے یہ مطلب نہیں کہ پیسہ کھا کر ڈکار نہ لیں، دعا یہ ہے ﴿اللّٰھم اغفر لنا ذنوبنا وتکفل برضیٰ خصومنا﴾ ترجمہ:۔ اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما، اور ہم پر دعویٰ کرنیوالوں کو راضی کرنے کا ذمہ دار بن جا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ﴿انّ اللہ اذا رضی عن عبدہ وقبل توبتہ ارضیٰ عنہ خصومہٗ﴾ کہ جب اللہ کسی بندے سے راضی ہوجاتے ہیں اور اسکی توبہ قبول فرمالیتے ہیں تو اسپر دعویٰ کرنیوالوں کو اسکی طرف سے راضی کردیتے ہیں۔

اور انسان کو چاہیے روزانہ تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھکر تمام اہل حقوق کو ایصال ثواب کرے اس پر وہ خوش ہوجائینگے اور دعویٰ سے دستبردار ہوجائینگے۔

سلوک کا نچوڑ

ارشاد فرمایا کہ تصوف اور سلوک کا حاصل اور نچوڑ یہ ہے کہ اپنے نفس کو دشمن سمجھے ورنہ زندگی گزر جائیگی اور خدا نہ ملے گا اور بغیر خدا کے دنیا سے جاؤ گے اور یہ بات کہ نفس دشمن ہے، یہ بات بتانے والے اللہ اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے جملہ خبریہ کے ذریعے خبر دی ہے۔

﴿انّ اعدیٰ عدوّک الذی بین جنبیک﴾

ترجمہ:۔ بیشک تیرا سب سے بڑا دشمن تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

نہ سمجھنے والا اور عمل نہ کرنے والا گدھا ہے، جو اپنے رسول پاک ﷺ کی بات نہیں مان رہا۔ نفس کو دشمن سمجھو گے تو ولی اللہ بن جاؤ گے بس اپنے دل میں یہ بات جماؤ کہ نفس دشمن ہے اور بدترین دشمن ہے اس کے خلاف ہمت سے کام لو یہ ہمارا کمینہ پن ہے کہ اپنے کو مجبور خیال کرتے ہیں اور اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارتے ہیں۔

مجالس بروز اتوار، ۱۲؍ نومبر ۲۰۰۰ء
مجلس بعد نماز فجر

جان جہاں

حضرت والا کے سامنے یہ اشعار پڑھے گئے۔

یاد خدا کی ہر نفس کون ومکاں سے کم نہیں
اہل وفا کا بوریا تخت شہاں سے کم نہیں

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا جب تک اللہ اللہ کرنے والے رہینگے قیامت نہ آئیگی تو اللہ اللہ زمین وآسمان کی حفاظت کی ضمانت ہے۔لہٰذا جو سانس یادالٰہی میں گزرے وہ کون ومکاں سے کم نہیں۔

پھر فرمایا! بوریئے بستر کی پہچان ہر ایک کو نہیں، اس پر بیٹھنے والے بعض لوگ ریا کار بھی ہوتے ہیں لیکن اصلی لوگ بادشاہوں سے کم نہیں اور اس شعر میں اہل وفا کا لفظ ہی بتلا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وفادار لوگ مراد ہیں جو ان کی مرضی پر جیتے ہیں اور ان کی مرضی پر مرتے ہیں۔

عشرت اور حسرت

ارشاد فرمایا کہ عشرت میں انسان شکر کے راستے سے اللہ تک پہونچتا ہے اور حسرت میں صبر کے راستے سے پہنچتا ہے ؎

ہے اسی طرح سے ممکن تیری راہ سے گزرنا
کبھی دل پہ صبر کرنا کبھی دل سے شکر کرنا

(دیوان اختر)

لیکن عشرت کا راستہ خطرناک ہے لوگ عیش پرست ہو جاتے ہیں لیکن حسرت میں آہ وزاری اور بیقراری ہوتی ہے جس سے جلد منزل تک پہنچ جاتا ہے جیسے نظر بچانے کا غم اٹھایا اور تلملا کے رہ گیا۔ یعنی کسی کے رخسار کے تل سے نظر بچا کے بلبلا کے رہ گیا۔ اس پر پھر حلاوت ایمانی دل میں آتی ہے اور نور تقویٰ پیدا ہوتا ہے پھر یہ حلاوت ایمانی اور نور، خون کے ذریعے پورے جسم میں سپلائی ہوتا ہے اور چہرے پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ اذا رؤوا ذکر اللّٰہ ﴾ کہ انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے تو پھر اہل عشرت اس صاحب حسرت کے گدا بن جاتے ہیں شروع میں چند دن احساس محرومی ہوتا ہے لیکن بعد میں راہ تقویٰ میں مزہ آتا ہے۔ ''واللہ سخت مصیبت میں ہیں جو نظر خراب کرتے ہیں اور بہت آرام میں ہیں جو نظر بچاتے ہیں۔ حسرت پر رحمت برستی ہے اور ناجائز عشرت پر لعنت برستی ہے۔''

توبہ کرنے والے کا مقام

ارشاد فرمایا توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے اب اس کی توہین نہیں کی جاسکتی۔ تائب صاحب کا شعر یاد کرو ؎

طعنہ نہیں ماضی کا دیا جائے کہ ہم لوگ
تب اور طرح کے تھے ہیں اب اور طرح کے

جس طرح الیکشن کے زمانے میں کسی امیدوار پر گندے انڈے پھینکے جاتے ہیں لیکن اگر وہ منتخب ہو کر وزیر اعظم بن جائے تو اب اس کی توہین کرنے والوں کی گردن ناپی جائیگی۔ تو گناہ کے خلاف نفس پر مجاہدہ بھی الیکشن ہے جو اس میں جیت گیا ولی اللہ بن گیا اب اس کی توہین نہیں کی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات آنکھوں سے پوشیدہ ہے تو ان کا غم بھی پوشیدہ

ہے اور ان کا انعام بھی پوشیدہ ہے صرف آثار سے پہنچانے جاتے ہیں جس طرح جان کو نہیں دیکھتے لیکن اس سے محبت ہے اور اس کو بچانے کیلئے جان بھی دے دیتے ہیں۔ اسی طرح غم اور خوشی بھی نظر نہیں آتی صرف آثار سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص غمگین ہے یا خوش ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر بے شمار دلائل کون و مکان میں پھیلا دیئے تاکہ بندے یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ نے امتحان تو لیا لیکن سبق نہیں پڑھایا۔

مجلس کی مثال

ارشاد فرمایا یہ شعر و شاعری کی مجلس تھوڑی ہے بلکہ محبت الٰہی کا جال ہے تاکہ مچھلیاں اس میں پھنس سکیں۔

مجالس بروز پیر، ۱۳ر نومبر ۲۰۰۰ھ

مجلس بعد نماز عشاء

جنت کی زبان

ارشاد فرمایا جنت میں ایک زبان عربی بولی جائیگی اس لئے کہ جنت لسانی اور صوبائی جھگڑوں کی جگہ نہیں ہے، پھر ہنس کر فرمایا پاکیزہ زبان میں گالی کے الفاظ چ اور گ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا دھیان

ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا دھیان اور خیال نہ ہوگا تو گناہ قبضہ کریگا کم از کم اتنا خیال تو ہو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں ہر وقت زبان سے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔

شعر کی اہمیت

ارشاد فرمایا شعر میں چوٹ لگتی ہے اور تاثر زیادہ ہوتا ہے حدیث شریف میں

ہے ﴿ان من الشعر حکمۃ وان من البیان لسحرا﴾ بعض اشعار حکمت سے پر ہوتے ہیں اور بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔

مجالس بروز منگل ۱۴؍نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز عشاء

شعر و شاعری اور انتقال نسبت

ارشاد فرمایا میرے شیخ اول حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ اشعار کے ذریعے نسبت منتقل فرماتے تھے۔ ہماری عادت وہیں سے خراب ہوئی ہے حضرت خود اشعار پڑھتے تھے اور آواز اس قدر پر کشش اور سحر انگیز تھی کہ دل نکل پڑتے تھے صبح تک مجلس چلتی تھی۔

مولانا جلال الدین رومی جب درس مثنوی دیتے تھے تو نسبت منتقل ہوتی تھی۔

ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی درس مثنوی کے ذریعے نسبت الی اللہ، مع اللہ اور باللہ منتقل فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی جب شعر پڑھتے تو آنکھوں سے نسبت منتقل فرماتے تھے۔

برق اور پرندوں کی آہ و فغاں

لرزتی برق بھی ہے آشیاں سے
بڑا پالا ہے طائر کی فغاں سے

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا کہ برق اس لئے لرزتی ہے کہ پرندے اپنے آشیانوں میں آہ و فغاں کرتے ہیں ان کی آہ و فغاں سے برق میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رخ بدل دیتی ہے۔ تو بندہ ان کے دربار میں آہ و فغاں کرے تو جہاں کی برق د

باراں اپنا رخ بدل لے ؎

اگر ہے برق و باراں اسی جہاں میں
کرو فریاد اپنے آشیاں میں

(دیوان اختر)

خون تمنا کے ذریعے رابطہ

حضرت والا کی خدمت میں یہ شعر پڑھا گیا۔ ؎

بہت خون تمنا سے زمیں نے
کیا ہے ربط آسماں سے

اس پر ارشاد فرمایا کہ زمین سے مراد انسان ہے جو مٹی سے بنا ہے۔تو جب انسان خون تمنا کرتا ہے تو خالق آسمان سے رابطہ پیدا ہو جاتا ہے یہی عشق کا راستہ ہے اور بہت مختصر راستہ ہے اسی لئے عاشق ایک دن میں وہ راستہ طے کرتا ہے جو زاہد خشک ایک ماہ میں طے کرتا ہے۔

عاشق کے آنسو

پھر یہ شعر پڑھا گیا۔ ؎

یہ کیوں ہے سرخ سجدہ گاہ عاشق
دعا کرتے ہیں چشم خون فشاں سے

اس پر ارشاد فرمایا عاشق جب سجدہ کرتا ہے تو خون جگر ٹپکاتا ہے جب روتا ہے تو خون آنکھوں سے گرتا ہے مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ جہاں کہیں زمین پر خون دیکھنا تو سمجھ لینا کہ جلال الدین رویا ہوگا۔

حسن بتاں سے صرف نظر

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا ؎

یہ ہے توفیق بس ان کے کرم سے
کہ ہے صرف نظر حسن بتاں سے

اس پر ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عشق بتاں اور حسن بتاں سے صرف نظر کرتا ہے تو دلیل ہے کہ اس نے اپنے مولا سے کچھ پالیا ہے۔ جیسا کہ شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی فرماتے ہیں ۔

کچھ کھو رہے رہیں شوق سے کچھ پا رہے ہیں ہم

ادنیٰ کھو رہے ہیں اور اعلیٰ کو پا رہے ہیں اس لئے کہ حسن بتاں فانی ہے۔ مولانا جلال الدین رومی نے ایک واقعہ تحریر فرمایا کہ ایک شخص کسی نوعمر لڑکے پر عاشق ہو گیا کچھ دن اکٹھے رہے پھر انہیں جدا ہونا پڑا تو عاشق اس کو پانچ سال تک خط لکھتا رہا ایک مرتبہ محبوب نے کہا کہ ملاقات کیلئے آؤ تو عاشق صاحب ملنے کیلئے گئے۔ جب ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ تالاب تو وہی ہے لیکن پانی وہ نہیں ہے تو وہ اپنے فعل پر بہت پچھتایا اور نادم ہوا۔

تو مولانا نے یہ قصہ حسن پرستوں کو سبق دینے کیلئے ذکر کیا ہے تا کہ تباہ و برباد ہونے سے پہلے سنبھل جائیں۔

جسم و جان کی قربانی

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

کرم ہے آپ کا اختر یہ یا رب
فدا ہوں آپ پر گر جسم و جاں سے

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا انسان مرکب ہے جسم و جان سے، اگر اختر (دامت برکاتہم) آپ پر قربان ہو رہا ہے جسم و جان سے تو یہ سب آپ کی توفیق اور جذب کا صدقہ ہے۔ دنیا میں جہاں بھی سفر ہوتا ہے ایک مجمع گرا پڑتا ہے یہ کیا بات ہے؟ میرے شیخ پھولپوری فرماتے تھے کہ اختر میرے پیچھے اس طرح رہتا ہے جس طرح

چھوٹا دودھ پیتا بچہ ماں کے پیچھے پیچھے رہتا ہے کہ نہ جانے کب دودھ پلا دے۔ پھر وہ آہ وفغاں ملے گی کہ بڑا ہاتھی بھی نہ ٹھہر سکے۔ لہٰذا منبر پر مت بیٹھو جب تک کسی اللہ والے سے عشق کی آگ حاصل نہ کر لو۔

مجالس بروز بدھ، ۱۵ر نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز عشاء

دونوں جہاں کی طلب

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

یارب کرم سے اپنے تو دونوں جہان دے
جو مستحق غضب کا ہے اس کو امان دے

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا جب وہ دونوں جہاں کے مالک ہیں تو ان سے ایک جہاں کیوں مانگتے ہو۔ مانگو بادشاہت پھر راضی رہو فقیری پر مانگو بریانی پھر راضی رہو چٹنی روٹی پر۔ اور دوسرے مصرعہ میں ایک سوال مقدر کا جواب ہے کہ تم میں بہت خوبیاں ہیں اس لئے مانگ رہے ہو؟ تو جواب یہ ہے کہ ہم تو اپنے نالائقی کی وجہ سے مستحق غضب ہیں لیکن آپ کریم داتا ہے اس لئے مانگ رہے ہیں۔

اصلی پاس انفاس

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

قلب جو غم سے ہم کنار نہیں
خار صحرا ہے گلعذار نہیں

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا کہ اللہ کا غم کیا ہے؟ وہ ہے جائز ناجائز کا غم یہ پہلا قدم ہے اور اصلی پاس انفاس ہے کہ ہر سانس کا جائزہ لیں کہ اللہ کی مرضی پر گزاری ہے کہ نہیں۔ پاس انفاس میں پاس کا معنیٰ ہے رعایت کرنا اور انفاس جمع نفس کی ہے اس کا معنیٰ ہے سانس اگرچہ صوفیاء کے ہاں ہر سانس میں ذکر کرنا پاس انفاس کہلاتا ہے لیکن اصلی پاس انفاس ہر سانس کا مرضیٔ خدا میں خرچ ہونا۔ یہ سلوک کی ابتداء ہے بلکہ جس کو یہ حاصل ہے وہ مبتدی بھی ہے متوسط بھی ہے اور منتہی بھی ہے تو اس شعر میں قلب کے جس غم کا ذکر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غم ہے ورنہ اللہ والے تو بڑے شاداں وفرحاں ہیں اور یہ وہ غم ہے جس پر ساری خوشیاں قربان ہیں۔

پھر آہ بھر کر فرمایا! باتیں تو آسان ہیں لیکن جب عمل کروگے تو معلوم ہوگا۔

مجالس بروز جمعرات، ۱۶ رنومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز عشاء

تزکیہ اور مدد الٰہی

ارشاد فرمایا اگر کوئی ایک گناہ بھی کرتا ہے یا سارے دن میں ایک بھی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ولایت سے دور ہے اگرچہ شیخ نے نیک گمان کی بنیاد پر خلافت ہی کیوں نہ دے دی اور پیر تزکیہ نہیں کرسکتا جب تک مدد الٰہی نہ ہو، لہٰذا روزانہ ایک مرتبہ ورنہ پانچ وقت رو کر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت اور مشیت کے صدقے تزکیہ مانگو۔

اشعار کا اثر

ارشاد فرمایا جب دوسروں پر اشعار اثر انگیز ہیں تو خود شاعر پر کیا اثر ہوگا۔

مستی سے تیرا ساقی کیا حال ہوا ہوگا
شیشے میں وہ ظالم مئے جب تو نے بھری ہوگی

(دیوانِ اختر)

کیمیاء کی حقیقت

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا ۔

تیرے دست کرم کی کیمیاء تاثیر کیا کہیے
کسی ذرہ کو تیرا دم میں خورشید و قمر کرنا

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا کہ کیمیا کی حقیقت کیا ہے؟

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے پاس کیمیا گر آتے تھے جہاں حضرت وضو فرماتے تھے وہاں جو سبزہ اگ آتا وہ لے جاتے اور تانبے کے ساتھ ملاتے تو سونا بن جاتا۔ حضرت اکثر استغراق میں رہتے تھے۔ ایک دن استغراق سے ہوش آیا تو خادم سے پوچھا کہ یہ کیمیا گر کیوں آئے ہیں تو خادم نے ساری بات بتلائی حضرت والا نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ جب وہ آگئے تو انہیں سخت ڈانٹا اور فرمایا کاش کے تم خوف خدا سے دل کو پگھلا کر اس پر اللہ والوں کا رنگ ڈال دو، پھر دیکھو دل کیا سونا بنتا۔

ایک بزرگ جارہے تھے کسی نے پوچھا کہ شاہ صاحب آپ کے پاس کتنا سونا ہے تو انہوں نے فرمایا ۔

بخانہ زرنمی دارم فقیرم
ولے دارم خداء زر امیرم

ترجمہ:۔ کہ میرے گھر میں کوئی سونا نہیں میں ایک فقیر آدمی ہوں۔ لیکن میرے پاس خالق زر ہے اس لئے میں بہت امیر ہوں اسی کو حضرت خواجہ مجذوب صاحبؒ نے فرمایا ۔

ناچیز ہیں ہم لیکن بڑی چیز ہیں ہم
اک ہستیء مطلق کی دیتے ہیں خبر ہم

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۱۷رنومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز جمعہ

تقویٰ، ولایت اور معیت صادقین

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿یا یھا الذین آمنوا اتقو اللہ و کونوا مع الصادقین ﴾ اللہ تعالیٰ نے پہلے جملے میں تقویٰ کا حکم فرمایا ہے اور دوسرے جملے میں تقویٰ ملنے کی جگہ بتلائی ہے کہ وہ صادقین یعنی تقویٰ میں سچے لوگوں کی معیت اور دوستی ہے۔

یہ نسخہ اللہ تعالیٰ کا بتلایا ہوا ہے کیسے غلط ہوسکتا ہے اور دراصل اپنی دوستی کا طریقہ بتلا رہیں کیونکہ متقی ہی اللہ کا دوست ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے ﴿ ان اولیاءہٗ الا المتقون ﴾ کہ میرے دوست صرف متقی لوگ ہیں۔ تو دوستی حاصل کرنے کا نسخہ وہ بتلا رہے ہیں جن کو ہم نے دوست بنانا ہے کہ صادقین کے ساتھ رہو۔ میری دوستی مل جائیگی تو اس سے بڑھ کر کونسا راستہ پیارا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ دوست بننا اللہ تعالیٰ کا فرض عین ہے اور صادقین کے ساتھ رہنا دوستی کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا یہ بھی فرض عین ہے کیونکہ فرض عین کا وسیلہ بھی فرض عین ہے اور اللہ تعالیٰ کا دوست بننا اختیاری مضمون نہیں کہ کرو یا نا کرو۔ یہ جنازے کی نماز نہیں کہ چند لوگ پڑھ لیں لہٰذا چند لوگوں کے ولی اللہ بننے سے کام نہیں چلے گا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ دوستی میں پہل اللہ تعالیٰ خود کرتے ہیں پھر بندہ دوستی کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بیان نہ فرماتے تو ہمارا منہ بھی نہ تھا دوستی کا، اور ہم ان سے دوستی کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ لہٰذا جو لوگ سمجھتے ہیں کہ معمولی مسلمان رہنا کافی ہے تو اس مقدمہ دوستی میں پھانسے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جب ہم نے اپنی

دوستی اور اپنے دوستوں کی دوستی فرض کر دی تھی تو اب کوئی عذر کام نہیں آئیگا اور اگر دوستی مشکل ہوتی تو معیت صادقین بیان نہ فرماتے۔

اور یاد رکھو تقویٰ ٹوٹ بھی سکتا ہے جس طرح باوضو رہنے والے کا وضو پیشاب وغیرہ سے ٹوٹ جاتا ہے لیکن جب وضو ٹوٹتا ہے تو وہ دوبارہ کر لیتا ہے اسی طرح متقی سے بھی گناہ ہو جاتا ہے لیکن وہ فوراً توبہ کر لیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿التائب من الذنب کمن لا ذنب له﴾ ترجمہ:۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کوئی گناہ نہیں کیا۔ تو رسول اللہ کے نزدیک لا ذنب له ہے تو اس کو حقیر کیوں سمجھتے ہو بلکہ بعض بندے گناہ کے بعد زیادہ بلند مقام پر پہنچ گئے کیونکہ راہ ندامت سے بہت تیز چلے اور ایسا استغفار دردِ دل سے کیا کہ بڑے بڑے لوگ اس مقام کو نہ پا سکے۔

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے التائب حبیب اللہ اب یہ محبوب ہو گیا۔ اب شاہ کے محبوب کو کوئی حقیر سمجھے تو گردن ناپی جائے گی اور اس کا مواخذہ ہوگا۔

مجلس بعد نماز عشاء

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

اپنی خواہشات کے خون سے اے دل
شمع ایمان کی جلائی ہے

اس پر ارشاد فرمایا کہ ایمان کے چراغ میں کونسا تیل جلتا ہے؟ اس چراغ کا تیل ناجائز خوشیوں کا خون ہے لہٰذا اس راہ میں وہ آئے جو اپنی خوشیوں کا تیل جلا سکیں۔

استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب مدظلہٗ کی آمد

جامعہ خیر المدارس کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب حاضر خدمت ہوئے اور حضرت والا کی خدمت میں اشعار پیش کیئے۔

جگر مرادآبادی کا کلام

حضرت والا دامت برکاتہم کے ایک عزیز ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے جگر مرادآبادی کا کلام بڑے درد و سوز اور جگر صاحب کی زبان و لہجے میں پیش کیا ۔

دنیا کے ستم یاد نہ اپنی ہی وفا یاد
اب مجھ کو نہیں کچھ بھی محبت کے سوا یاد

میں شکوہ بلب تھا مجھے یہ بھی نہ رہا یاد
شاید کہ میرے بھولنے والے نے کیا یاد

میں ترک رہ و رسم جنوں کر ہی چکا تھا
کیوں آ گئی ایسے میں تیری لغزش پا یاد

کیا جانئے کیا ہوگیا ارباب جنوں کو
جینے کی ادا یاد نہ مرنے کی ادا یاد

مجالس بروز ہفتہ، ۱۸ر نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز عشاء

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

اختر بسمل کی تم باتیں سنو
جی اٹھو گے تم اگر بسمل ہوئے

لفظ بسمل یہ مرغ بسمل سے نکلا ہے کیونکہ اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جاتا ہے تو وہ تڑپتا ہے اس لئے اسے مرغ بسمل کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو ذبح ہوتا ہے وہ خود تو

ذبح ہوتا ہے لیکن اس کے ذریعے دوسرے زندہ ہوجاتے ہیں اسی کو مولانا رومیؒ نے فرمایا ؎

نفس خود راکش جہانِ زندہ کن

کہ چند دن محنت کرکے اپنا نفس مارلو تو ایک عالَم کو تم سے زندگی ملے گی۔

مجالس بروز اتوار، ۱۹ رنومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز فجر در جامع مسجد جیکب لائن کراچی

جلسہ صیانۃ المسلمین

مجلس صیانۃ المسلمین حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی قائم کردہ تنظیم ہے جس کے ذریعے اصلاح وارشاد کا کام حضرت کے سلسلہ کے لوگ کرتے ہیں۔ ان دنوں مجلس کے تحت کراچی میں جامع مسجد احتشامیہ جیک لائن میں تین روزہ جلسہ منعقد ہوا تھا جس کی آخری نشست اتوار والے دن تھی اور حضرت والا کی مجلس کا وقت اتوار کی فجر کے بعد طے ہوا تھا حضرت والا نے احباب کو خاص طور پر شرکت کا پابند فرمایا تھا۔ زیادہ تر احباب فجر سے قبل ہی خانقاہ گلشن اقبال پہنچ گئے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت والا ایک بڑے قافلے کی شکل میں جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ حضرت والا نے باوجود علالت کے تقریباً سوا گھنٹہ بیان فرمایا جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

سورۃ بقرہ کی آخری آیت کی تفسیر

حضرت والا نے فرمایا روح المعانی سے اس آیت کی تفسیر پیش کرتا ہوں۔

﴿واعف عنا ،، ای امح اثار ذنوبنا بترک العقوبه﴾

ہمارے گناہوں کا مٹادے اور سزا نہ دے۔

حضرت والا نے فرمایا اس میں راز چھپا ہوا ہے کہ اے بندے اگر تم گناہگار ہوتو کیوں نہیں کہتے واعف عنا یہ گناہوں کے زہر کا تریاق ہے۔

﴿ اوغفرلنا ،، ای باظهار الجمیل وشر القبیح ،، ورحمنا ای تفضل علینا بفنون امح الآء استحقاقنا با فانین العذاب﴾

اور ہم پر فضل فرمادے طرح طرح کی نعمتوں کے ساتھ باوجود کہ ہم مستحق ہیں طرح طرح کے عذابوں کے۔

حضرت نے فرمایا، علامہ آلوسی کی کیا بلاغت ہے کہ فن کی جمع فنون اور فنون کی جمع افانین لائے ہیں۔

﴿ انت مولانا ،، ای انت سید نا وما لکنا و متولی امورنا ﴾

حضرت نے فرمایا پہلے ہم گناہوں کے اندھیروں میں تھے اور پردے میں تھے اسلئے خطاب کا لفظ نہ لانے دیا اب جب پاک ہوگئے تو اب خطاب کی اجازت ہوگئی کہ انت مولٰنا۔ میرے شیخ حضرت پھولپوریؒ نے یہ تفسیر بیان کی تو حال پڑ گیا اور انت مولٰنا کالفظ بار بار بیسیوں مرتبہ پڑھا ؎

وہ سامنے ہیں نظام حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

﴿فانصرنا علی القوم الکٰفرین ﴾

اب درخوات کی کہ غیروں کے خلاف مدد دیجئے۔ جب ہم آپ کے ہوگئے تو اب غیروں سے مت پٹوائیے۔

جنت کی محبوبیت

ارشاد فرمایا جنت محبوب ہے اسلئے کہ وہ جائے دیدار محبوب ہے۔ جب دیدار ہوگا تو جنت کی ثانویت کھل کر سامنے آجائے گی۔ اس لئے پیغمبر علیہ السلام نے رضائے الٰہی کو جنت پر مقدم فرمایا ہے، جیسا کہ مروی ہے۔

﴿ اللّٰھم انی اسئلک رضاک والجنّة﴾

کامیاب شخص

آخر میں حضرت نے روکر فرمایا، اے دوستو! درددل سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھ لو سب سے بڑا کامیاب شخص وہ ہے جو صاحب نسبت اور حامل تعلق مع اللہ ہے۔ اور جس نے سانس دیا ہے اس پر ہر سانس قربان کرتا ہے بس یہ میری آخری بات ہے ؎

تیرے جلووں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی

کلام کامل بابت مدح شیخ

ہندوستان سے آئے ہوئے بہت بڑے شاعر اور صاحب نسبت بزرگ محترم کامل چائلی صاحب مدظلہٗ نے دو اشعار حضرت کی نذر فرمائے ؎

حق تعالیٰ نے کیا ہے لاکھوں میں ان کا انتخاب
درحقیقت فی زمانہ آپ ہیں اپنا جواب
اس طرح محفل میں کامل آپ ہیں جلوہ فگن
جیسے تاروں میں قمر یا جیسے پھولوں میں گلاب

تواضع اور خانقاہ واپسی

منتظمین جلسہ نے حضرت والا اور تمام مہمانوں کی چائے وغیرہ سے تواضع فرمائی اور اس کے بعد حضرت والا اور احباب خانقاہ تشریف لے گئے۔

مجالس بروز پیر، ۲۰ نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز عشاء

وضو کی دعاؤں کے اسرار

ارشاد فرمایا وضو میں دو دعائیں مضبوط سند سے ثابت ہیں ایک دوران وضو۔

﴿اللّٰھم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی﴾
اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف کردے اور میرے لئے میرے گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت فرما۔اور دوسری دعا وضو کرنے کے بعد کی ہے۔
﴿اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین﴾
توابین کا معنیٰ کثیر التوبہ کیونکہ ہم کثیر الخطاء ہیں تو کثرت خطا کی تلافی کثرت توبہ سے ہوتی ہے۔ایک روایت میں ہے۔
﴿طوبی لمن وجد فی صحیفتہ استغفارا کثیرا﴾
مبارک ہے وہ بندہ جو اپنے نامہء اعمال میں قیامت کے دن بہت توبہ اور استغفار پائے۔وجد کا معنیٰ کہ وہ موجود اور مقبول ہو۔اور مقبولیت کیلئے الحاء وزاری اور جگر کا خون اس میں رکھ دے۔جیسا کہ مولانا جلال الدین رومیؒ نے فرمایا ہے ؎

در مناجاتم ببیں خون جگر

میری مناجات میں جگر کا خون دیکھو گے۔

توبہ کی اقسام

توابون کا معنیٰ ہے رجاعون اور یہ جوع تین قسم پر ہے۔
ایک الرجوع من المعصیۃ الی الطاعۃ اسمیں رجوع کا معنیٰ ہے کہ جہاں سے جائے وہیں واپس آجائے جس مقام قرب میں تھا وہیں واپس آجائے شیطان ونفس نے جہاں سے اغواء کیا تھا وہیں پہنچے۔توبہ کی یہ قسم عوام کیلئے ہے۔
دوسری قسم الرجوع من الغفلۃ الی الذکر غفلت کی وجہ سے شیخ نے جو معمولات بتائے تھے وہ چھوٹ گئے تو توبہ کرکے ان کو دوبارہ شروع کردے، یہ خواص کی توبہ ہے۔
تیسری قسم الرجوع من الغیبۃ الی الحضور دل غیب ہو گیا تھا اس کو

پکڑ کر حاضر کردے۔ یہ اخص الخواص کی توبہ ہے۔ تو وضو کے بعد کی دعا میں یہ تینوں قسمیں وارد ہیں۔

تو یہ دعا اسلئے تلقین کی گئی کہ بندہ دربار الٰہی میں یہ عرض کردے کہ جہاں تک میرا ہاتھ پہنچتا تھا پانی پہنچا دیا لیکن میرے دل تک آپ کا دست قدرت پہنچ سکتا ہے کیونکہ آپ کا دست قدرت بحر و بر میں پہنچا ہوا ہے، تو جب اللہ تعالیٰ کا فضل، رحمت اور مشیت شامل حال ہوگی تو تزکیہ ہو جائیگا۔ نبی ﷺ اور اولیاء کرام حسب مراتب دروازے ہیں لیکن دینے والا ہاتھ کوئی اور ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا دست کرم ہے۔

دروازے کے متعلق

تو دروازے سے جتنا تعلق مضبوط ہوگا اتنا فیض دست غیب سے ملے گا۔ دینے والا بھی دیکھتا ہے جس کا جتنا تعلق قوی ہوگا وہ اسی کے مطابق دے گا۔ لہٰذا انسان دروازے تک پہنچے اسے سلام کرے اسے بوسہ دے جب مزا دل میں پائے تو بس جھوم جائے اور اس آستاں کی زمین چوم جائے اللہ تعالیٰ کے جذب کے بغیر راستہ طے نہیں ہو سکتا۔ دل خدا کا گھر ہے یہ گھوڑے باندھنے کا اصطبل نہیں ہے جو دل غیروں کو دیتا ہے بڑا ظالم ہے۔

متطھرین کا معنیٰ

یہ باب تفعّل سے ہے جس میں تکلف کی خاصیت ہے کہ تکلیف اٹھا کر طہارت حاصل کرے۔

مجالس بروز جمعۃ المبارک، ۲۴ رنومبر ۲۰۰۰ء

حضرت والا سردی کے اثر سے علیل ہو گئے تھے اس وجہ سے چند دن مجلس نہ ہو سکی پھر جمعۃ المبارک کو عشاء کے بعد مجلس میں تشریف لائے۔

مجلس بعد نماز عشاء

حضرت والا کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

(دیوان اختر)

ارشاد فرمایا کہ اس غم کو اہل ظاہر ظاہر نہیں کرتے تا کہ لوگ اعتقاد نہ چھوڑ دیں۔ جبکہ تقاضہ معصیت مضر نہیں۔ اور اہل دل اس تقاضے پر عمل نہ کرنے کا غم اٹھاتے ہیں اور اس غم کی برکت سے جلد منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہم نے یہ راز اس لئے ظاہر کیا تا کہ اللہ کے بندوں کو نفع پہنچے اور ان کا حوصلہ شکستہ نہ ہو۔

فضل الٰہی کا آسرا

کام بنتا ہے فضل سے اختر
فضل کا آسرا لگائے ہیں

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا! انسان فضل کا آسرا کام کر کے لگائے۔ کام ہی نہ کرے تو دلیل آسرا ہی نہیں ہے۔ لہٰذا پہلے نمبر پر اہل اللہ کے دروازے پر جائے، دوسرے نمبر پر ذکر کرے، تیسرے نمبر پر گناہوں سے پرہیز کرے پھر آسرا لگائے۔ پھر تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا! میری انشاء اللہ ایک مجلس بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کیلئے کافی ہے بشرط عمل اور احترام غم فی سبیل اللہ۔

نفس کا غم

ارشاد فرمایا اگر گناہ چھوڑنے میں نفس غم زدہ ہو اس کو اپنا غم نہ سمجھو یہ دشمن کا غم ہے اور اس کا دشمن ہونا منصوص ہے لہٰذا اس دشمن کو آزمانا بھی حرام ہے۔

مجالس بروز ہفتہ، ۲۵ر نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز فجر

تکبر کی بیماری

ارشاد فرمایا کہ یہ بڑی خطرناک بیماری ہے اور اس کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ تباہ ہو گئے اور تکبر کہا جاتا ہے اپنے کو اچھا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا۔ اور حق کا انکار کرنا اسی تکبر کی شاخ عجب ہے۔ اور جو کہا جاتا ہے اپنے کو اچھا سمجھنا جب کہ دل میں کسی کی حقارت نہ ہو یہ بھی خطرناک روحانی بیماری ہے۔ تکبر کا علاج وہ ہے جو حکیم الامتؒ نے فرمایا ہے کہ کہ جو روزانہ یہ دو جملے کہہ لے گا وہ انشاء اللہ ان دونوں بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔

''اے اللہ! میں دنیا میں تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام جانوروں اور کافروں سے کمتر ہوں فی المآل''

یعنی انجام کے اعتبار سے، کیونکہ معلوم نہیں خاتمہ کیسا ہوگا۔ اور ایمان نام ہے امید اور خوف کے درمیان رہنے کا۔ اور یہ احساس کمتری درجہ یقین میں ہونا ضروری نہیں احتمال کافی ہے کہ شاید دوسرا اچھا ہے۔

مجلس بعد نماز عشاء

ارشاد فرمایا! قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

﴿ والعاقبة للمتقين ﴾ (سورۃ قصص آخری رکوع)

''اور بہترین انجام متقی لوگوں کیلئے ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے متقین کا انجام ان کے ہاتھوں میں دے دیا ہے جبکہ دوسرے کسی کو انجام ان کے ہاتھوں میں نہیں دیا۔ اس لئے کہ متقین صرف تقویٰ کی سوچتے ہیں کسی اور شئی کی فکر نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انجام ان کے

ہاتھوں میں دے دیا۔

یاد رکھو! عشق الٰہی کبھی انجام نہیں سوچتا۔ اس لئے عشاق نے اپنا انجام اس کے ہاتھوں میں دیا ہوا ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب کا انجام ہے ؎

جو آغاز میں فکر انجام ہے
تیرا عشق شاید ابھی خام ہے

(محمد احمد پرتاب گڑھیؒ)

مجالس بروز اتوار، ۲۶ رنومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بوقت اشراق در خانقاہ جدید سندھ بلوچ

حضرت والا فجر کے بعد خانقاہ جدید سندھ بلوچ سوسائٹی (کراچی) تشریف لے گئے۔ حضرت والا کبھی کبھی اتوار کو وہاں تشریف لے جاتے تھے اور احباب کی بہت بڑی تعداد زیارت کیلئے جمع ہو جاتی تھی۔ مجلس کے بعد حضرت والا کی طرف سے سب احباب کی ناشتہ سے تواضع کی جاتی تھی۔ اس دن بھی بہت ہجوم تھا کافی دیر تک مختلف احباب اشعار سے مجلس گرماتے رہے۔ اس مجلس میں بھائی جاوید صاحب نے محبت شیخ پر پنجابی کلام پیش کیا تو حضرت والا نے فقیر کو اردو میں اس کی شرح کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت والا کی برکت سے خوبصورت شرح ہوگئی اور حضرت والا اور احباب سے بہت داد اور دعائیں ملیں۔ اور حضرت والا نے فرمایا مولانا نے اس نظم کی شرح میں جو خزانہ ظاہر کیا ہے اس کا علم شاید شاعر کو بھی نہ ہو۔ وللّٰہ الحمد و اشکر

آخر میں حضرت والا نے چند باتیں ارشاد فرمائیں۔

ولایت کی ضمانت

ارشاد فرمایا! جملہ اہل خانقاہ مجھ سے دو چیزوں کا وعدہ کریں، ایک نظر کو کسی

بری جگہ نہ ڈالیں گے اور دوسرا دل میں کسی غیر کو نہ آنے دیں گے۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میرے دوست نظر اور دل کو پاک کرلیں تو ولی اللہ ہو جائیں گے۔

اور تکبر کا علاج آسان ہے وہ حضرت حکیم الامت کے تلقین کردہ دو جملے روزانہ کہہ لو تو اس بیماری کا علاج ہو جائیگا۔ لیکن قلب و نظر زندگی بھر پریشان رکھیں گے آج سالکین بوڑھے ہوگئے لیکن بد پرہیزی کی وجہ سے عارف باللہ نہ ہو سکے۔

مجالس بروز پیر، ۲۷ رنومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز فجر

اللہ تعالیٰ کا پتہ

حضرت والا کے سامنے جب یہ شعر پڑھا گیا۔

اپنے ملنے کا پتہ کوئی نشان
بتادے مجھ کو تو اے رب جہاں

ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ملنے کا پتہ اللہ والے ہیں جنہیں دیکھ کے اللہ یاد آتا ہے جنوبی افریقہ میں سونے نے مٹی کا رنگ بدل ڈالا ہے تو جس کے دل میں اللہ ہوگا اس کا رنگ نہ بدلے گا۔

صوفی کا نقصان

ارشاد فرمایا! صوفی میں کبر نہیں ہوتا کیونکہ وہ عظمت الٰہی کے سامنے مٹا رہتا ہے لیکن صوفی آنکھ سے مار کھاتا ہے لہٰذا اس کی حفاظت میں خوب ہمت سے کام لو۔ اگر ڈھیلے بن جاؤ گے تو ڈھیلے بن جاؤ گے۔ اور روزانہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور مشیت کے ذریعے تزکیہ کی دعا بھی مانگتے رہو۔

مجالس بروز منگل، ۲۸؍نومبر ۲۰۰۰ء
یکم؍رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

حضرت شیخ دامت برکاتہم کی خصوصی نظر

فجر کی نماز کے بعد بندہ اور حضرت والا کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم ایک ساتھ مسجد سے خانقاہ میں ذکر کیلئے داخل ہوئے۔ حضرت والا دامت برکاتہم سامنے کرسی پر تشریف فرما تھے ہمیں دیکھ کر فرمایا دیکھو دونوں بھائی معلوم ہوتے ہیں بس ایک انیس ہے دوسرا بیس۔ بندہ کو بے انتہا مسرت ہوئی اور خوشی سے آنسو نکل آئے۔

مجلس بعد نماز فجر

ریا کی حقیقت

ارشاد فرمایا! حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کے مدرسہ بیت العلوم میں سالانہ جلسہ ہوا کرتا تھا ہزاروں کا مجمع ہوا کرتا تھا۔ حضرت پھولپوریؒ کو کوئی معمول کرنا ہوتا تو سب کے سامنے کرلیا کرتے ریا کے خوف سے ترک نہ کرتے۔ اس لئے ریا کی حقیقت یہ ہے کہ مخلوق کیلئے عمل کرنا یا مخلوق کے خوف سے عمل ترک کرنا۔

دو خطرناک مرض

ارشاد فرمایا! دو مرض بہت خطرناک ہیں اور ان کا علاج نہایت ضروری ہے جو ان دونوں مرضوں سے نجات پا گیا بس وہ اچھا ہوگیا۔ ایک حب جاہ اور دوسرا حب باہ۔

حب جاہ کا علاج

ارشاد فرمایا! حب جاہ کا علاج حضرت سید سلیمان ندوی کے اس

شعر میں ہے ؎

ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

چند لوگوں کی تعریف کی وجہ سے اپنے کو بڑا سمجھنا حرام ہے تم تو اپنے ڈھول کا پول سمجھتے ہو۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے اس کی مثال دی کہ ایک دیہاتی لڑکی نے سونے کی جھلی بنوائی تو محلے کی لڑکیوں نے مبارک باد دی کہ تو بہت حسین لگ رہی ہے تو اس نے کہا "جھلی بناوی اپنے من سے پیا من بھاواں کہ نا" تو سوچ لیا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم پسند آئے تو بات بنے گی ورنہ کچھ بھی نہیں اور روزانہ ایک مرتبہ حضرت تھانویؒ کا جملہ ایک دفعہ کہہ لیا کرو۔ کہ تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔ جب روز کہو گے تو دل میں بات راسخ ہو جائیگی۔

حب باہ کا علاج

ارشاد فرمایا! حب باہ میں دو چیزیں بنیاد ہیں ایک بدنظری اور دوسرے گندے خیالات پکانا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿یعلم خائنة الأعین وما تخفی الصدور﴾

جانتے ہیں آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی چوریاں ؎

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

(دیوان اختر)

آنکھوں کے مرض سے بچنا کوئی ضروری نہیں سمجھتا۔ مولوی، حافظ اور نیک تاجر سب اس میں مبتلاء ہیں۔ مسلمان کا قلب قبلہ رو ہوتا ہے لیکن گندہ خیال آتے ہی

قلب کا قبلہ بدل جاتا ہے اور دل مردار میں پھنس جاتا ہے۔ بدنظری سے چیز ملتی نہیں خواہ مخواہ وقت ضائع ہوتا ہے۔ جو شخص اپنی زندگی کو غارت کرنا چاہتے ہیں تو وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اس مرض میں مبتلاء ہیں۔

اہل اللہ کے عاشقوں کو تکبر کی بیماری نہیں ہوتی، شیخ جو چاہے کام کرائے لیکن حسن پرستی کی بیماری ہوتی ہے اور مزاج حسن جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے اسی طرح مجاز کی طرف بھی لے جاتا ہے۔

سرخ ٹوپی کی ممانعت

ارشاد فرمایا کہ سرخ ٹوپی استعمال نہ کرے، اس کی ممانعت آئی ہے۔

مجالس بروز بدھ، ۲۹ر نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز عشاء

حضرت والا کے سامنے یہ اشعار پڑھے گئے ؎

جو تیری بزم محبت سے گریزاں نکلا
جس طرف نکلا وہ حیران و پریشان نکلا
دل دیا غیر کو جس نے بھی وہ ناداں نکلا
کیونکہ وہ جان چمن ، خار بیاباں نکلا

(دیوان اختر)

اس پر ارشاد فرمایا! جو شخص ایک اعشاریہ بھی غیر اللہ سے مانوس ہے وہ ابھی تک عشق حق سے آشنا نہیں۔ ورنہ آفتاب کے ہوتے ہوئے ستاروں سے دل کیسے لگ سکتا ہے بس ہمت سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے دربار سے فضل، رحمت اور مشیت کے سہارے باطنی صفائی مانگتا رہے۔

مجالس بروز جمعرات، ۳۰ر نومبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز عشاء

پیر کی قدر و قیمت

ایک ساتھی نے حضرت والا کی خدمت میں یہ شعر پڑھا ؎

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتش غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو

اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا جو غم ان گریبان چاک عاشقوں کو دیا ہے اگر وہ ہمیں بھی عطا فرمادے تو ہم اپنے دل و جان ان پر فدا کردیں۔ پیر کی قدر ان سے پوچھو جنہیں خدا ملتا ہے، جب خدا ملتا ہے تو دل چاہتا ہے کہ دل اور جان میں سے کیا کیا پیر پر لٹاؤں اور کیا کیا قربان کروں ؎

سر فروشی، دل فروشی، جان فروشی سب صحیح

حسن فانی سے دل بچانا اور حلاوت ایمانی پانا

ارشاد فرمایا کہ حسین کو نہ دیکھو اگر ہوائی جہاز میں ائیر ہوسٹس بن سنور کر اپنا حسن پیش کرے اس وقت اپنی نگاہ کو بچالو، اس سے دل تو ٹوٹ جائے گا لیکن اس ٹوٹے ہوئے دل میں خدا آجائیگا۔ نظر بچانے پر جو کچھ ملتا ہے اگر آپ لوگوں کو مل جائے تو خدا کی قسم دل و جان قربان کردو۔ قسم کھا کر کہہ رہا ہوں حدیث شریف کیمطابق اس شخص کو حلاوت ایمانی کی مٹھاس عطا کردی جائیگی اور ایمان کی مٹھاس کوئی معمولی چیز ہے؟ اور اس ٹوٹے ہوئے دل میں اللہ تعالیٰ آجائینگے۔ پھر وہ مست ہوکر یہ مصرعہ پڑھے گا ؎

آجا میری آنکھوں میں، سما جا میرے دل میں

تحدیث نعمت

ارشاد فرمایا! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص نعمت ہے کہ مجلس میں اتنے لوگ آجاتے ہیں، اگر اشتہار بھی دیا جائے تو اتنا مجمع نہ ہو۔

حضرت والا کی اس بات پر تائب صاحب کا یہ شعر خوب صادق آتا ہے۔

لوگ صحراؤں سے گلشن پہنچے
کب کسی نے تھا اشتہار دیا

مجالس بروز جمعۃ المبارک، یکم دسمبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز جمعۃ المبارک

نارِ شہوت کا علاج

ارشاد فرمایا کہ مولانا جلال الدین رومی نے ایک سوال قائم کیا ہے!

نارِ شہوت چہ کشد؟ شہوت کی آگ کیا چیز بجھاتی ہے؟

پھر اسکا جواب دیا ہے! نورِ خدا "خدا کا نور"

شہوت اور بری خواہشات کے تقاضے نار ہیں کیونکہ یہ دوزخ کی آگ میں لے جائینگے، اسکا علاج کیا ہے؟ فرماتے ہیں کہ بیرونی آگ تو پانی سے بجھ جاتی ہے لیکن اندر کی آگ کیسے بجھے گی؟ تو فرماتے ہیں وہ نورِ خدا سے بجھے گی تو اس کے حصول کا ایک طریقہ تو یہ رمضان المبارک ہے کیونکہ اس میں بھی نفس کمزور ہوتا جاتا ہے اور دوسرا اپنے نفس کو مارنا ہے اور نفس کو مارنا بری خواہشات پر عمل نہ کرنا ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا کہ آپ کا دل ہشاش بشاش رہے گا، دشمن (نفس) جب کمزور ہوگا تو روح خوش ہوگی اور رمضان المبارک کا موقع بہت اہم ہے ایک خارجی دشمن شیطان تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا اور دوسرا داخلی دشمن نفس ہے اسے تمہیں دبانا پڑیگا۔ بس

روزوں کے بعد یہ خود بخود مضمحل اور کمزور پڑ جاتا ہے اس لئے آخری عشرہ کو ﴿عتق من النّیران﴾ فرمایا۔

نفس کو مارنا اور چت کرنا اور اس پر غالب رہنا اور اسے گناہ سے بچانا جنتی لوگوں کا کام ہے اور نفس کے تقاضوں پر عمل کرنا جہنمیوں کا کام ہے۔ نارِ شہوت گناہگاروں کی صحبت سے بڑھتی ہے نورِ خدا اہل اللہ کے پاس ہوتا ہے اس لئے بزرگانِ دین رمضان شریف اپنے بزرگوں کے پاس گزارتے تھے۔ بس مولانا جلال الدین رومی کی نصیحت یاد رکھو، کہ نارِ شہوت بس نورِ خدا سے ختم ہو سکتی ہے۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ کی خواہش گناہ کرکے ختم کریں، لیکن اس سے اور تشنگی بڑھتی ہے۔

مجالس بروز ہفتہ، ۲ر دسمبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز فجر

حضرت والا کا عارفانہ کلام

قاری محمد یعقوب صاحب جو کہ ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے تھے انہوں نے حضرت والا کا عارفانہ کلام بڑے سوز و درد سے پیش فرمایا۔ ان کا عنوان ہے ''چند دن خونِ تمنا سے خدا مل جائے۔'' پورا کلام ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

نعت شریف سننا

ارشاد فرمایا! نعت شریف پڑھنا حضرات صحابہ کرام کی سنت ہے اور سننا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کی سنت ہے۔ یہ بہت بڑی عبادت ہے اس وقت جو دعا کرو گے قبول ہوگی۔ پھر قاری محمد یعقوب صاحب نے یہ نظم نعت شریف پیش کی، جس کا عنوان ہے ''یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ'' ۔

یہ صبح مدینہ یہ شام مدینہ

یہ صبح مدینہ یہ شام مدینہ
مبارک تجھے یہ قیامِ مدینہ

بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
تیرا کیف اے خوش خرامِ مدینہ

مدینہ کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ

نگاہوں میں سلطانیت ہیچ ہوگی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ

ہو آزاد اختؔر غمِ دو جہاں سے
جو ہو جائے دل سے غلامِ مدینہ

(دیوانِ اخترؔ)

مجالس بروز اتوار، ۳ر دسمبر ۲۰۰۰؁ء

مجلس بوقت چاشت، در خانقاہ جدید (سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی)

استغفار کا کمال اور گناہگار کے آنسو

ارشاد فرمایا! استغفار کا کمال یہ ہے کہ اپنے آنسوؤں میں خونِ جگر شامل کردے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر خاکی بندے پیدا کیے ان کے اشکِ ندامت سے زمین کو عزت بخشی۔ اور اس پر آسمان رشک کرتا ہے حضرت والا مولانا قاسم نانوتویؒ

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گناہگاروں کے آنسوؤں کی قیمت اسلئے زیادہ رکھی ہے کہ جو چیز باہر سے منگوائی جاتی ہے اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آنسوؤں کو عالم ناسوت سے عالم لاہوت میں منگواتے ہیں کیونکہ اس عالم میں رونے والے نہیں ہیں۔ پھر ان کی قدر کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان آنسوؤں کو قیامت کے دن شہید کے خون کے برابر وزن فرمائیں گے۔ کیونکہ یہ آنسو دراصل جگر کا خون ہوتا ہے جو خوف الٰہی سے پانی بن جاتا ہے۔

جان عارف

ارشاد فرمایا! عارف اکیلا ہوتا ہے لیکن اپنی جان میں سینکڑوں جانیں محسوس کرتا ہے اور وہ ہزاروں پر بھاری ہوتا ہے اور اس کا نور بہت قوی ہوتا ہے۔ ایک عارف باللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب میری زبان کو خاموش کر دیتے ہیں تو میرے جسم کے ہر بن مو کو زبان بنا دیتے ہیں۔ اسی کو حضرت پرتاب گڑھیؒ فرماتے ہیں ؎

قیامت ہے تیرے عاشق کا مجبور بیاں رہنا
زباں رکھتے ہوئے بھی اللہ اللہ کے زباں رہنا

حضرت والا کے اشعار

ارشاد فرمایا! آج ناشتے کی جگہ میرے اشعار سنو۔ یہ اشعار نہیں بلکہ میری آہ دل ہے یہ وعظ منظوم ہیں یہ درد دل ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتے ہیں۔

حضرت کا لطیف ذوق

حضرت والا کی مجلس میں ایک غیر ملکی ساتھی کی ٹوپی ماتھے پر آئی ہوئی تھی اس کو دیکھ کر فرمایا کہ پیچھے کرلو۔ ٹوپی کے آگے ہونے سے تم یتیم خانے کے سیکٹری معلوم ہوتے ہو۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اس طرح رہے کہ اچھا اور خوبصورت معلوم ہو۔

مجالس بروز پیر، ۴ر دسمبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز فجر

"یا ایتھا النفس المطمئنہ" کی عاشقانہ تفسیر

ارشاد فرمایا ! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ! اے نفس جس کو اطمینان حاصل ہوتا تھا ہمارے ذکر سے ، اب آجاؤ اس کی طرف جس کے یاد کرتے تھے جس کو ذکر سے اطمینان پاتے تھے اب اس مذکور کی طرف آجاؤ۔ یہ خطاب نفس مطمئنہ کو ہے کہ ذکر سے مذکور اور اسم سے مسمّٰی کی طرف آجاؤ جس کے نام میں یہ اثر تھا اس ذات کے پاس جانے میں کیا مزہ ہوگا۔

نفس کی اقسام

قرآن مجید نے نفس کی پانچ اقسام بیان کی ہیں نفس اگر چہ ایک ہے لیکن اس کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔

1- نفس امّارہ:۔ جب تک گناہ پر عمل کرتا ہے تو وہ نفس امّارہ بالسوء ہے۔
2- نفس لوّامہ:۔ جب گناہوں پر احساس ندامت ہونے لگتا ہے تو لوّامہ بن جاتا ہے۔
3- نفس مطمعنہ:۔ جب ذکر الٰہی میں چین پاتا ہے تو مطمئنہ کہلاتا ہے۔
4- نفس راضیہ:۔ جب مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر خوش ہوجاتا ہے تو نفس راضیہ کہلاتا ہے۔
5- نفس مرضیہ:۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوجاتے ہیں تو نفس مرضیہ کہلاتا ہے۔

یہ آخری تینوں خطاب مرتے وقت ملتے ہیں۔

راضیہ کو مرضیہ پر مقدم کرنے کی حکمت

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کی خوشی پہلے بیان کی ہے

پھر اپنی خوشی۔ یہ ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہے۔ راضیہ نفس کی صفت ہے اور مرضیہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یعنی تیری خوشی اسی لئے ہے کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہے یہ معرض تعلیل میں ہے۔ اور اس میں پیار بھی ہے جیسے بچوں کو پہلے خوش کیا جاتا ہے۔ پھر اپنی بات کی جاتی ہے ہم خواہ بوڑھے ہوں ہیں لیکن اس ذات پاک کے سامنے بچے ہیں۔

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کی تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں! پہلے میرے عاشقوں میں آجاؤ پھر جنت میں جاؤ، کیونکہ عاشق حاصل منعم ہے اور جنت حاصل نعمت ہے اور منعم افضل ہے نعمت سے۔

حضرت پھولپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جنت مکان ہے اور اہل اللہ مکین ہیں اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ جن کے صدقے جنت میں پہنچے، پہلے ان کے ساتھ بیٹھو۔ لہٰذا جو دنیا میں صحبت اہل اللہ پا گیا تو دنیا میں ہی جنت سے افضل چیز پا گیا۔ آج جو لوگ انفرادی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں محروم ہیں روئیں گے کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو اپنی سمجھ کا علاج کرے۔ اللہ تعالیٰ کا عاشق ضرور اللہ والوں کا عاشق ہوگا۔ اہل اللہ سے محبت نہ ہونا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عشق نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ ملنا ہوتا ہے اس کو اللہ والوں کی محبت نصیب ہوتی ہے، ان کی محبت جنتی ہونے کی دلیل ہے۔ پھر حضرت والا نے رو کر دعا کی، اے اللہ تعالیٰ! دنیا میں بھی تیرے عاشقوں کے ساتھ رہیں اور جنت میں بھی ساتھ رہیں۔ مجلس پہ عجیب کیفیت طاری تھی ہر آنکھ اشکبار تھی اور آہ وفغاں بلند ہو رہی تھی۔

رضاء بالقضاء کا مقام

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت پھولپوریؒ نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے پوچھا تھا کہ اخلاص افضل ہے یا رضاء بالقضاء تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا! اللہ

تعالیٰ کی رضاء بالقضاء اخلاص سے اونچا مقام ہے۔ پھر حضرت والا نے اپنی بیماری فالج کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی بیماری کی تھی میں دل سے راضی ہوں لیکن نعمت صحت کیلئے دعا بھی کرر ہا ہوں۔

شیطان میں عشق کی کمی

ارشاد فرمایا شیطان کو عشق حاصل نہ تھا وگرنہ عالم، عابد، عارف تھا لیکن عاشق نہ تھا اسلئے محروم ہو گیا۔ اگر عاشق ہوتا تو چوں چرا اس کے بغیر سجدہ کر لیتا ۔

مرضی جسے ہر وقت تیری پیش نظر ہے
پس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

مجالس بروز منگل، ۵/دسمبر ۲۰۰۰ء

مجلس بعد نماز فجر

راحت اور اسباب راحت

ارشاد فرمایا کہ دنیا میں بے شمار اسباب راحت ہیں لیکن ان اس اسباب کے ہاتھ میں راحت نہیں ہے۔ راحت اور چین اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں اللہ تعالیٰ اگر چاہتے ہیں تو کانٹوں میں ہنسا دیتے ہیں اور اگر چاہتے ہیں تو پھولوں میں رلا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿الا بذکر اللہ تطمئن القلوب﴾

کان کھول کر سن لو میری ہی یاد سے تمہارے دلوں کو چین ملے گا۔ اس لیے جب بلائیں گے تو فرمائیں گے۔

﴿ یا ایتھا النفس المطمئنہ ﴾

اے جسے ہمارے نام سے چین ملتا تھا اب مذکور کے پاس آجا۔ کس درجے کا

چین ملے گا اس سے وہی روح آشنا ہوگی جسے خطاب کیا جائے گا کیا انداز ہے بلانے کا۔

انفرادی عبادت اور صحبت صالحین

فجر کے بعد حضرت والا کی مجلس ہو رہی تھی تو چند احباب مجلس چھوڑ کر اشراق کے نوافل پڑھنے کیلئے مجلس سے چلے گئے جب وہ واپس آئے تو حضرت والا نے انہیں تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ نے کبھی اشراق کے نفل پڑھے ہیں اور کبھی نہیں پڑھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب اشراق پڑھتے تو معلوم ہوتا ہے کہ چھوڑیں گے نہیں اور جب چھوڑ دیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے پڑھیں گے نہیں۔ انفرادی نفلی عبادت کیلئے شیخ کی صحبت ترک کرنا دانشمندی نہیں، یہ نامناسب بات ہے۔ یاد رکھو! صحبت صالحین جنت کی ضمانت ہے اللہ تعالیٰ جو صحبت صالحین سے عطا فرماتے ہیں وہ نفلی عبادت سے نہیں مل سکتا۔ فرض، واجب اور سنت مؤکدہ کے بعد صحبت صالحین کو اختیار کرو۔ ایک بزرگ نے ان لوگوں سے کہا جو نفلی حج کیلئے جا رہے تھے ؎

اے قوم کہ حج رفتہ کجا است

معشوق ہمیں جا است با آید با آید

ترجمہ:۔ اے لوگو! جو حج پر جا رہے ہو معشوق (یعنی اللہ تعالیٰ) یہاں ہمارے پاس موجود ہے آؤ ہمارے پاس۔

مجلس بعد نماز عشاء

ترک گناہ کے اسباب

ارشاد فرمایا ترک گناہ کیلئے تین ہمتوں کی ضرورت ہے۔

ایک اپنی ہمت اور دوسری دعائے ہمت، یہ دعا کرے کہ حق تعالیٰ نے جو ہمت دی ہے اس ہمت کو استعمال کرنے کی ہمت مانگے اور تیسری خاصان خدا سے

ہمت کی دعا کرائے اسلئے کہ دوسروں کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ دعا کیسے قبول ہوگی؟ تو حق تعالیٰ نے فرمایا! پاک زبان سے دعا کرے۔ پھر پوچھا کہ پاک زبان کہاں سے لائیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوسروں سے کراؤ ان کی زبان تمھارے حق میں پاک ہے۔

حضرت والا کی چاہت

حضرت والا نے رو کر فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے میرے سمیت مجمع کا ہر ساتھی ابدال میں سے ہو جائے۔

مجلس کا ادب

مجلس میں بعض غیر ملکی مہمان آئے ہوئے تھے جو پیچھے بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت والا نے انہیں آگے بلایا اور مقامی بعض ساتھیوں کو پیچھے کر دیا اس پر ارشاد فرمایا کہ پیچھے ہونے والوں کیلئے قرآن مجید میں بڑی بشارت ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے

﴿یا ایها الذین اٰمنوا اذا قیل لکم تفسحوا نافسحوا یفسح اللّٰه لکم﴾

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادگی پیدا کرو تو کشادگی کیا کرو اللہ تعالیٰ تمھارے لئے کشادگی پیدا فرمائیں گے۔

یہ آیت بڑے صحابہ کی آمد پر اتری اور غیر افضل صحابہ کو افضل صحابہ کے ادب کا مکلف بنایا گیا۔

مجالس بروز بدھ، ۶؍ دسمبر ۲۰۰۰ء

۹؍ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

مجلس بعد نماز فجر

صوفیاء کرام کا ذوق

ارشاد فرمایا! ایک ذوقی بات کہتا ہوں کہ جوتے شمالاً جنوباً رکھنے چاہئے۔ قبلہ کی جانب نہ رکھے کیونکہ یا تو اگلا حصہ قبلہ کی جانب ہوگا یا پچھلا حصہ، یہ خلاف ادب ہے۔ لیکن یہ ذوق صوفیاء ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو نکیر جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ذوقیات ہیں جو تابع شرعیات ہیں جسے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کالا جوتا نہیں پہنا کعبہ شریف کی وجہ سے اور سبز جوتا بھی نہیں پہنا روضہ مبارک کی وجہ سے۔ لیکن اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو نکیر نہ کرے۔

حضرت تھانویؒ کی دعا

ایک مرتبہ حضرت تھانویؒ نے یوں دعا کی! اے مالک ہم اسے گناہ تو چھوٹتے نہیں لیکن آپ رحمت کا دروازہ بند نہ کیجئے۔

یہ ملفوظ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو تھانہ بھون میں اس وقت حضرت کی مجلس میں تھا۔

مصیبت میں گھبرانا

ارشاد فرمایا جب کوئی مصیبت آئے تو گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

﴿ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ﴾

تم پر کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر جو لکھی جا چکی تقدیر میں۔

اس میں لام نفع کیلئے ہے۔ اس میں کیسی تسلی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے لکھے بغیر کوئی مصیبت تم پر نہ آئیگی۔ اگر آئیگی تو اس میں تمہارا ہی نفع ہوگا۔

لا الٰہ الا اللہ کی شرح

ارشاد فرمایا! لا الٰہ میں الٰہ اسم جنس ہے جو مختلف الحقائق و انواع کو شامل ہے ہر شخص کا الٰہ الگ ہے ہر شخص مختلف الٰہ کا مشتاق ہے اس میں ان سب کی نفی ہے لہذا جب غیر اللہ نہیں تو صرف اللہ ہے۔ اس لئے عارفین کے سامنے ہر وقت اللہ ہے ایک لمحے کو غیبوبت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ مقام بہت دنوں کے بعد حاصل ہوتا ہے ہمارا کام کوشش کرنا ہے اس کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دینی چاہئے۔

اجتماعی ذکر کا ثبوت حدیث شریف کی روشنی میں

حضرت والا نے اجتماعی ذکر کا ثبوت ان احادیث شریف سے پیش کیا۔

پہلی حدیث

﴿ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکر نی فان ذکرنی فی نفسہٖ ذکرتہٗ فی نفسی و ان ذکرنی فی ملاء ذکرتہٗ فی ملاء خیر منھم و ان تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا و ان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا و ان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ ﴾

(رواہ احمد والبخاری و مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ والبیہقی)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

دوسری حدیث

﴿عن ابی هریرہ وابی سعید انہا شھد عن رسول اللہ ﷺ انہ قال لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملآئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینہ وذکرھم اللہ فیمن عندہ﴾ (رواہ مشکوۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعیدؓ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہٗ ان کا تذکرہ اپنی محفل میں (تفاخر کے طور پر) فرماتے ہیں۔

اجتماعی ذکر کا ثبوت فقہ کی روشنی میں

وفی حاشیہ الحموی عن الامام شعرانی اجمع العلماء سلفاو خلفاعلی استحباب ذکر الجماعہ فی المساجد وغیرھا الاان یشوش جھرھم علی نائم اومصل اوقاری (فتاوی شامیہ جلد دوم صفحہ ۳۷۷ طبع بیروت)

ترجمہ۔حموی کے حاشیہ میں امام شعرانی سے مروی ہے کہ تمام علماء اگلے اور پچھلے اس بات پر اجماع کر چکے ہیں کہ اجتماعی ذکر مساجد وغیرہ میں کرنا مستحب ہے بشرطیکہ ذکر کی آواز سونے والے اور نماز پڑھنے والے اور تلاوت کرنے والے کو پریشان نہ کرے۔

﴿ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم﴾ (آمین)

﴿وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ محمدٍ وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین﴾

☆☆☆تمت بالخیر☆☆☆